بہ مت اجرای محفل لکن فوکاں بہ شمع ای خاماں

آرائش محفل

نامہ منشی نولکشور

...پر مہربانی کرین اُنکے دامن تمنا گل مراد سے بھر

...چودہ برس کا ہوا جو زر و جواہر باپ نے جمع کیا تھا اسکو

...کوئی جانور نظر آتا تو جیتا ہی پکڑتا اور کبھی کسی کو

...فضل الٰہی سے حسن بھی ایسا رکھتا کہ جس زن و مرد نے دیکھا وہ ہزار جان سے عاشق ہوا

...یاد کرتا تو یہ گھوڑے کی باگ تھام لیتا اور اُسے واد کو پہونچا دیتا اور جو نہ مانتا اُسکا

...وار نہ ہوتا نہ اپنے کی حمایت کرتا نہ بیگانہ کی رعایت کرتا بارے فضل الٰہی سے تھوڑے ہی

...شمار نہ ہین پر اُسکا حسن دو نا چمکا تو ہر ایک شخص کو یون نصیحت کرنے لگا کہ بندگی

...سمجھے کہ اُسنے اپنی منت خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم...

...زندگی کو جوانمردی اور نام آوری...



الٰہی دے مجھے روشن بیانی	کہ تا دل پر کھلے راز نہانی	زبان کو مخزن تقریر کر دے
کمیت خامہ کو میرے لگا پر	یہ معنی ہیں مجھکو آشنا کر	پلا دے مجھکو جام ارغوانی
کہیں سنکر اسے ارباب اُردو	کہ ہے یہ گوہر نایاب اُردو	

یہ قصہ عبارت سلیس سے زبان فارسی ...

آگے لکھا تھا اب اِس سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری دہلی کے رہنے والے
والا تدبیر پشت پناہ ہر پیر و جوان دستگیر درماندگان و بیکسان نوشیروان وقت ہمایون ...
عظیم الشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئیس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ
اور خداوند نعمت الگان والا شان عالی خاندان جان گلگرسٹ صاحب دام اقبالہ کے
سنہ ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری اٹھارہ سو ایک ۱۸۰۱ عیسوی کے موافق اور سن جلوس تینتالیس شاہ عالم بادشاہ
غازی کے مطابق زبان ریختہ میں اپنی طبع کے موافق اُس کتاب سے جو ہاتھ لگی ترجمہ کیا ...

اُسکے وقت میں برزخ نام ایک ... سوداگر ... بڑا ... تھا
سوداگری کے واسطے مال و اسباب دے دے کر بھیجا کرتا اور اپنی طبیعت سے جہان جہاں سوداگر ... یار ... وہاں
بھی اُسنے نہایت رسوخیت بہم پہونچائی تھی اور بادشاہ کی بھی اُسپر نگاہ ... والوں کو خوش آئے لکھے ... جب ...
مرگ پہونچا اُسکی زندگانی کا پیالہ بھرنے لگا وہ حسن بانو کے سوا کوئی ... صاحب حشم عالی جاہ فوج ...
اسباب اُسی لڑکی کو پہونچا اور اُسوقت وہ بارہ برس کی تھی آخر اُسنے اُسکو اپنے ... اُسے سونپا اور ... وجواہر ... تجھے
سپرد کر کے آپ ملک عدم کا رستہ لیا بادشاہ نے بھی اُسے اپنی لڑکیوں کی طرح ... سب ... اُنکے ... کی
لالچ نہ کیا بلکہ وہ اسباب سب کا سب اُسی کو بخشا چند روز کے بعد جب وہ لڑکی شعور ... اسکی ... بات نہیں ...
... کے باعث سے دائی کو بلا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان دنیا مثل حباب ... ال ... اور ...
... کہ مصلحت نیک یہی ہے کہ اسکو خدا کی راہ میں لٹا دو ...

نجوموں رمالوں ندیموں پنڈتوں کو بلوا کر کہا کہ تم اپنی اپنی عقل کی رسائی اور پوتھی و قرعہ کی رو سے
بچار دیکھو تو اس لڑکے کے نصیب کیسے ہیں انہوں نے جو دریافت کیا تو ہر طرح سے
صاحب اقبال پایا عرض کی کہ خداوند ہمکو تو اپنے علم سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحبزادہ ہفت اقلیم کا
م عمر برائے خدا کام کیا کریگا اور اسکا نام مہر سپہر کی طرح قیامت تک دنیا میں جلوہ گر رہیگا اس
یت خوشی حاصل ہوئی اور سجدہ شکر ادا کر کے ان لوگوں کو زر بیشمار سے مالا مال کر دیا
بچے کا نام حاتم رکھکر اپنے مصاحبوں سے یہ بات کہی کہ تم جلد اس بات کا اشتہار دو کہ میرے
ین آج جس شخص کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے وہ لڑکا آج ہی کی تاریخ سے نوکر بادشاہی ہے بلکہ اسکے
ماں باپ محل مبارک میں پہونچا جائیں وہ پرورش بھی یہیں ہو رہیگا چنانچہ اس روز اسکے ملک میں چھ
ہزار لڑکے پیدا ہوے تھے یہ حکم سنتے ہی ہر ایک کے ماں باپ اپنا اپنا لڑکا حضور اعلی میں پہونچا گئے اسوقت
چھ ہزار دائیاں نوکر رکھی گئیں اور ایک ایک لڑکے پر تقسیم ہو گئیں چار دائیاں حاتم کے واسطے مقرر ہوئیں اور کس کس
طرح سے تھپکیاں اور لوریاں دے دے چمکارتیاں تھیں کہ کسی طرح سے دودھ پیے پر وہ ہرگز آنکھیں نہ کھولتا تھا
اور کسی کی چھاتی منھ میں نہ لیتا تھا چنانچہ یہ خبر بھی بادشاہ تک پہونچی وہ اس بات کے سنتے ہی نہایت متفکر ہوا
اور اپنے اہلکاروں سے کہنے لگا کہ جلد سیانوں کو بلواؤ غرض وہ آئے اور عرض کرنے لگے کہ جہاں پناہ یہ حاتم زمانہ
ہو گا تنہا دودھ نہ پیے گا پہلے انکو پلوالیگا تو پیچھے آپ پیے گا اور جب تک جیتا رہیگا تنہا نہ کھائیگا نہ پیے گا
حاصل کلام جب وہ لڑکے پی چکے تب اسنے بھی پیا اور ابتداے عمر سے نہ روتا نہ اکیلا کھاتا اور نہ غفلت کی
نیند سے سوتا جب دودھ چھڑایا گیا تب انکو دیکھو تو یہ نہایت پرہیزگار اور متقی ہے حسن بانو نے اس سخن کو سنکر کہا کہ اگر تم
کہ جب غریب غربا اور درویش کی بھلائی کروں اور گھڑی دو گھڑی کے واسطے اپنے گھر بلا کر تکلیف دوں اور اپنی آنکھیں اسکے
قدموں پر ملوں دائی نے کہا کہ جانی تجھکو مبارک ہو یہ کام کر بیٹھ کر مثل مشہور ہے آنکھوں سے لگے ٹھنڈک غرض اسنے کسی
شخص کے ہاتھ اس فقیر کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اگر کسی روز بزرگوں کے طور سے میرے غریب خانے کو اپنے قدم مبارک سے
روشن کرو اور تشریف فرما ہو تو یہ کمترین دونوں جہان کی دولت حاصل کرے اور اپنے دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھرے وہ گیا
اور اسکی آرزو کا حال سنا کر کہنے لگا کہ بزرگوں کو لازم ہے کہ خردوں پر مہربانی کریں انکے دامن تمنا کو گل مراد سے بھریں اس
بات کو اسنے قبول کیا اور کہا کہ میں ضرور آؤنگا کیونکہ یہ سنت نبوی ہے جو کوئی اس سے پھرے وہ قعر جہنم میں
گرے مگر آج مجھے کام ہے کل صبح میں آؤنگا یہ خبر حسن بانو کو پہونچی کہ کل دو چار گھڑی دن چڑھے شاہ صاحب اپنے چالیسوں
خادموں کو لیے ہوئے رونق افزا ہونگے اس خبر کے سنتے ہی اسنے اقسام اقسام کے کھانے پکوائے اور کئی خوان میوہ
اور مٹھائی کے تیار کیے اور کئی کشتیاں ابریشمی زربافی زر و جواہر اور روپے اور اشرفیوں کی بھی شاہ صاحب کی نذر کے
واسطے درست کر رکھیں اس امید پر کہ درویش زمانہ کل آئینگے تو میں کشتیاں انکے آگے دھرونگی اور بہ عجز

دلیری وسخاوت کا شہرہ ہر شہر اور قصبے مین بجو بلی ہوپہنچا جس جس نے سنا اُس اُس کے منھ سے لفظ مرحبا بے اختیار نکلا
اور اکثر اُسکے دیکھنے کو آتے تھے اور مسرور ہو ہو کر اپنے گھر چلے جاتے تھے اتفاقاً ایک دن وہ کسی جنگل مین شکار
کھیلنے گیا کہ اتنے مین ایک شیر غرّاتا ہوا سامنے سے نظر آیا یہ اندیشہ کرکے اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر خنجر مارتا ہون
تو یہ حیوان بے زبان زخمی ہوتا ہے یا مارا جاتا ہے اور اگر چھوڑ دیتا ہون تو مین جان سے جاتا ہون یقین ہے کہ یہ لپکے اور
مجھے کھاجائے ان دونون شکلون پر نظر کرکے یہ خیال کیا کہ اگر میرا گوشت کھاکر اپنا دل تازہ کرے تو اس بات سے اور
کون سی بات بہتر ہے مجھکو ثواب ہوگا اور اُسکا پیٹ بھر جائیگا یہ سوچکر اُسکے آگے گیا اور کہنے لگا کہ ای شیر صحرائی میرا گوشت
اور میرے گھوڑے کا گوشت حاضر ہے جسکے گوشت کی طرف رغبت ہو اُسکے گوشت کو کھا اور اپنا پیٹ بھر کر جہان
جاتا ہے وہان چلا جا یہ بات سنتے ہی وہ اپنا سر جھکا کر حاتم کے قدمون پر گر پڑا اور اپنی آنکھین اُسکے تلوون سے
ملنے لگا حاتم نے کہا کہ ای شیر حاتم کی ہمت سے دور ہے جو تو بھوکا جائے اگر مجھکو نہین کھاتا تو میرا گھوڑا
موجود ہے اسی کو کھا اور اپنے جنگل کو چلا جا وہ ہرگز نہ بولا اور اپنا سر جھکا کر چلا گیا حاصل کلام یہ اسی طرح
شہر مین ہمسنون سمیت رہا کرتا تھا اور کار خلق برائے خدا کیا کرتا تھا

پہلا قصہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کے خراسان کے شہر سے نکالے جانے کا اور کسی جنگل سے زر و جواہر بیشمار اُسکے ہاتھ آنے کا اور منیر شامی شہزادے کے اُسپر عاشق ہونے کا اور حاتم کی مدد کرنے کا

والا نکہ بیرحم ایک بادشاہ تھا کہ لاکھون سوار و پیادے اُسکے جلو مین ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے اور
عظیم الشان منیر خاص شاہ کیوان بارگاہ [illegible] استغنا بلکہ اپنے بیٹے کا بھی پاس [illegible]
اور خداوند الکان والا شان عالی خاندان جان گلگر [illegible] کہ ہر ایک ملک مین
۱۲۱۶ سنہ بارہ سو سولہ ہجری اٹھارہ سو ایک عیسوی کے موافق اور سن جلوس [illegible]
غازی کے مطابق زبان ریختہ مین اپنی طبع کے موافق اُس کتاب سے جو ہاتھ لگی تھی
اُسکے وقت مین برزخ نام [illegible] کھینچا کرتا اور اپنی طبیعت سے جہان جہان موقع پایا وہان
سوداگری کے واسطے مال و اسباب دے دے [illegible] بھی اُس [illegible] والون کو خوش آئے لکھے
بھی اُسنے نہایت رسوخیت بہم پہونچائی تھی اور بادشاہ کی بھی [illegible] صاحب حشم عالی جاہ فوج
مرگ پہونچا اُسکی زندگانی کا پیالہ بھرنے لگا وہ حسن بانو کے سوا [illegible] آخر اُسنے اُسکو اپنے گھر
اسباب اُسی لڑکی کو پہونچا اور اُسوقت وہ بارہ برس کی تھی [illegible] لڑکیون کی طرح
سیر کرکے آپ ملک عدم کا رستہ لیا بادشاہ نے بھی اُسے اپنی لڑکی [illegible] جب وہ لڑکی شعور دار
لالچ نہ کیا بلکہ وہ اسباب سب کا سب اُسی کو بخشا چند روز کے بعد [illegible] دنیا مثل [illegible]
[illegible] کے باعث سے دائی کو بلا کر کہنے لگی کہ ای مادر مہربان [illegible]
[illegible] کہ اسکو خدا کی راہ [illegible]

پاک رکھون اور شادی بیاہ بھی نہ کرون بلکہ یادِ خدا ہی مین روز و شب مشغول رہون اِسواسطے تم سے پوچھتی ہون کہ اِس سے
کسی صورت چھٹکارا پاؤن جو مناسب ہو جب انو سوکھو والی نے دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا کہ ای جان مادر تو ان
ساتون سوالون کا اشتہار نامہ لکھکر اپنے دروازے پر لگا دے اور یہ کہہ کہ جو کوئی میرے ساتون سوال پورے
کریگا مین اُسی کو قبول کرونگی وہ ساتون سوال یہ ہین **پہلا سوال** تو یہ ہی کہ ایک بار دیکھا ہی دوسری دفعہ کی
ہوس ہی **دوسرا سوال** یہ ہی کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال **تیسرا سوال** یہ ہی کہ کسی سے بدی نہ کر اگر کریگا تو وہی پاویگا
چوتھا سوال یہ ہی کہ سچ کہنے والے کو ہمیشہ راحت ہی **پانچوان سوال** یہ ہی کہ کوہ ندا کی خبر لاوے **چھٹا سوال**
یہ ہی کہ وہ موتی جو مرغابی کے انڈے برابر بالفعل موجود ہی اُسکی جوڑی پیدا کرے **ساتوان سوال**
یہ ہی کہ حمام باد گرد کی خبر لاوے حسن بانو نے دالی کی اِس بات کو پسند کیا اور خوش ہو کر اپنے جی مین کہا کہ وہ شخص ایسا
کونسا ہی جو ان ساتون سوالون کے جواب بہم پہونچا یگا اِسی گمان پر وہ آپ کو آٹھون وقت روزے نماز مین مشغول رکھتی تھی
اتفاقاً ایک دن اپنے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی بازار کا تماشا دیکھ رہی تھی کہ اِتنے مین ایک فقیر نہایت بزرگ صورت ظاہر و زینت
چالیس غلامون کو ساتھ لیے ہوے اُسی کی طرف سے گذرا اور پاؤن بھی زمین پر نہ رکھتا تھا چنانچہ وہی اُسکے ساتھی سونے چاندی کی
اینٹین قدم کے نیچے رکھ رکھ دیتے تھے وہ اُنپر پاؤن رکھتا ہوا چلا جاتا تھا اِس حال سے جو حسن بانو نے اُسے آتے
دیکھا تو نہایت خوش ہو کر دالی سے کہا کہ ای انا جان یہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہی جو اِس شان و شوکت سے
راہ چلتا ہی اُسنے کہا کہ ہان ولی ہی بادشاہ کا پیر ہی ہر مہینے مین دو چار بار بادشاہ اُسکے گھر جاتا ہی اور یہ بھی کبھی کبھی اُسکے پاس
آتا ہی اُسکے برابر اب دنیا مین کوئی عمدہ درویش نہوگا کیونکہ یہ نہایت پرہیزگار اور متقی ہی حسن بانو نے اِس سخن کو سُنکر کہا کہ اگر تم
پروانگی دو تو مین اِس درویش کی مہمانی کرون اور گھڑی دو گھڑی کے واسطے اپنے گھر بُلا کر تکلیف دون اور اپنی آنکھین اُسکے
قدمون پر ملون دالی نے کہا کہ جانی تجھکو مبارک ہو یہ کام کر بیٹھ کہ مثل مشہور ہی آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک غرض اُسنے کسی
شخص کے ہاتھ اُس فقیر کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اگر کسی روز بزرگون کے طور سے میرے غریب خانے کو اپنے قدم مبارک سے
روشن کرو اور تشریف فرما ہو تو یہ کمترین دونون جہان کی دولت حاصل کرے اور اپنے دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھرے وہ گیا
اور اُسکی آرزو کا حال سُنا کر کہنے لگا کہ بزرگون کو لازم ہی کہ خوردون پر مہربانی کرین اُنکے دامن تمنّا کو گل مراد سے بھرین اِس
بات کو اُسنے قبول کیا اور کہا کہ مین ضرور آؤنگا کیونکہ یہ سُنّت نبوی ہی جو کوئی اس سے پھرے وہ قعر جہنم مین
گرے مگر آج مجھے کام ہی کل صبح مین آؤنگا یہ خبر حسن بانو کو پہونچی کہ کل دو چار گھڑی دن چڑھے شاہ صاحب اپنے چالیسون
غلامون کو لیے ہوے رونق افزا ہونگے اِس خبر کے سُنتے ہی اُسنے اقسام اقسام کے کھانے پکوائے اور کئی خوان میوہ
اور مٹھائی کے تیار کیے اور کئی کشتیان ابریشمی زربافی زر و جواہر اور روپے اور اشرفیون کی بھی شاہ صاحب کی نذر کے
واسطے درست کر رکھین اِس امید پر کہ جو درویش زمانہ کل آئینگے تو مین کشتیان اُنکے آگے دھرونگی اور عجز

وانکساری سے پانؤن پر گرون گی کہ اتنے مین صبح کو وہ درویش انھین چالیسون فقیرون کے ساتھ اپنی عادت قدیم سے سونے
چاندی کی اینٹون پر پانؤن رکھتا ہوا حسن بانو کے گھر تک آپہونچا ابیات کرون وصف اُسکے مین اب تمسے کیا ٭ وہ ظاہر مین
انسان تھا سراپا جو باطن یہ اُسکے کرے جان مین نظر ٭ تو شیطان سے بھی ہے ابلیس تر ٭ نہ پالے کا خطرہ نہ بوڑھے کا غم ٭ وہ ہم
قتل کرنے مین تیغ دو دم ٭ اور حسن بانو نے دروازے سے نشستگاہ تک فرش زری باف پہلے ہی سے بچھوا رکھا تھا وہ
اُسکو روندتا ہوا مسند شاہانہ پر آکر بیٹھا اور خواجہ سرا زر و جواہر کی کشتیان اُسکے سامنے لائے اُسنے کسی کشتی کو ہرگز قبول نہ کیا
بلکہ کہا کہ یہ اسباب میرے کس کام کا ہی پھر وہ اندر گئے اور کئی خوان پوشاک کے لے آئے اُسنے انکو بھی پسند نہ کیا وہ پھر
محل مین گئے اور بہت سے خوان شیرینی اور میوے کے لے آئے اور بڑا ایک دسترخوان لطیف و پاکیزہ بچھا کر اُسپر چُننے لگے
وہ خوان سونے چاندی کے باسنون سے بھرے ہوے تھے اور اُنمین اقسام اقسام کے کھانے دھرے تھے اور فرش شاہانہ
بچھے تھے اور زربفت کے پردے کلابتون کی ڈوریون سے دالان کے درون پر بندھے تھے اور ایک نگیرہ بھی الماس تراش استادہ
اُسکے لگے جھمجھماتا تھا اور ہر جلیاس زرین اور جواہر سے سجائے چالاک چُست جڑاؤ سونے چاندی کے چلمچی آفتابہ لیے آئے اور ہاتھ دھلوا کر
سامنے باادب کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہماری بالی اس بات کی امیدوار ہے کہ خداوند کچھ تناول کرین اس بات کو سنکر وہ مکار کھانا کھانے
لگا اور اُس سونے چاندی کے اسباب کو بھانپنے لگا اور ہر ہر نوالے پہ اپنے جی مین یہی کہتا تھا کہ بزرخ سوداگر کوئی مالدار اور عمدہ تھا جو اس قدر
مال و اسباب بادشاہون کی طرح اپنے گھر مین چھوڑ گیا چاہیے کہ اس سب کو آج ہی کی رات کسی طرح اپنے گھر لیجائیے اور غنیمت
سمجھیے اسمین اُس ملعون نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کر کے ہاتھ کھینچا پھر وہ خواص جڑاؤ عطردان لے آئے اُسنے وہ عطر اپنی داڑھی
اور پوشاک مین ملا اور سب ظروف مینا کار انکا ظاہر مین حسن بانو کو دعائین دے کر رخصت ہو گئے اور اُسکے لوگ اُس
کمبخت کی ضیافت کے کاروبار مین دن بھر کے تھکے ہوئے تھے رات کے ہوتے ہی بے اختیار پانؤن پھیلا پھیلا کر
سو رہے نہ انھون نے کوٹھون کے دروازے بند کیے نہ اُس اسباب و جواہر کو ٹھکانے سے رکھا پھر رات کے بعد وہ
ذکیت انسان صورت شیطان خصلت اپنے انھین چالیسون چورون کے ساتھ اُسکی حویلی مین در آیا اور تمام
نقد و جواہر مال و متاع غارت کرنے لگا اس عرصہ مین جو تھوڑے بہت لوگ کہ جاگ اُٹھے اُن ظالمون کے ہاتھون سے
زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے حسن بانو اپنے کوٹھے کی کھڑکی سے جھانک جھانک کر دیکھتی تھی اور انکو پہچان پہچان کر ہاتھ مل مل کر
کہتی تھی کہ افسوس یہ تو وہی خانہ خراب درویش ہے اور اُسکے ساتھی ہین اسکا علاج کوئی کیا کرے
غرض رات تو اسی پچھتاوے مین کاٹی مگر صبح کو اُن مُردون اور زخمیون کو چارپائیون پر ڈال کر بادشاہ کے
در دولت پر لے گئی اور فریادیون کے طور سے جا کر کھڑی ہوئی اور باواز بلند دہائی دے دے کر کہنے لگی کہ مین لوٹی گئی
بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کسکے ظلم سے ایسی بلبلا رہی ہے خبردارون نے عرض کی کہ اے خداوند بزرخ سوداگر کی
بیٹی دو چار چارپائیون پر کئی مُردے کئی زخمی لائی ہے اور رو کر عرض کرتی ہے کہ اگر جہان پناہ اپنی مہربانی سے نزدیک بلوائین تو

لونڈی کچھ حال اپنی واردات کا حضور مین ظاہر کرے اس بات کے سُنتے ہی بادشاہ نے اُسے بلوایا اور حال پوچھا
اُسنے مجرا کرکے کہا کہ عمر و دولت خداوند کی بڑھے اور مہر انصاف سپہر حق پرستی پر تاقیامت جلوہ گر رہے کل دن کو
اس لونڈی نے اُس فقیر کی مہمانی کی تھی سو اُسنے یہ غضب میرے سر پر ڈالا کہ پہر رات گئے اپنے چالیسون فقیرون سمیت
آکر مجھ غریب و بیکس کے گھر کو لوٹا دس ہٹیں کو زخمی کیا دو چار کو مار ڈالا اور گیارہ بارہ لاکھ روپیہ کے قریب زر و جواہر
نقد و اسباب لے گیا خدا اُسکا منھ کالا کرے کہ اسقدر ظلم و ستم اُسنے اس عاجزہ پر کیا اِس سخن کے سُنتے ہی بادشاہ آگ ہوگیا اور
کہنے لگا ای نادان بیوقوف تجھے کچھ بھی شعور ہی جو ایسے ولی کو اسطرح کی تہمت لگاتی ہو وہ تمام جہان کی چیزون سے نفرت رکھتا ہے
حسن بانو نے پھر عرض کی کہ ای حضرت ایسے کافر کو ولی نہ کہیے یہ تو شیطنت مین شیطان سے بھی زیادہ ہے آپ کیا ارشاد
کرتے ہین یہ بیت اسکو کس طرح سے کہین انسان ہے یہ ملعون زادہ شیطان ہے اس بات چیت کے سُنتے ہی وہ اور
بھی غضب ہوا اور تاؤ پیچ کھا کر کہنے لگا ارے کوئی ہے اس بدبخت لڑکی کو میرے سامنے ہی سنگسار کرے کہ یہ اپنی
سزا کو پہونچے تا اورون کو عبرت ہو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ ایسے بزرگ کو اس وضع کی بات نہ کہے اتنے مین
ایک وزیر نیکخو اپنی جگہ سے اُٹھا اور پایہ تخت بادشاہی چوم کر عرض کرنے لگا کہ جہان پناہ یہ وہی برزخ سوداگر کی بیٹی ہے
کہ جسکے سر پر خداوند ہمیشہ دست شفقت اسکے باپ کے جیتے جی پھیرتے تھے اور پیار کر کر اپنے پاس بٹھاتے تھے
آج اُسکو سنگسار کرتے ہو اگر اُسکو مار ڈالوگے تو اِن غلامون کے دل سے خداوند کی مہربانی اور بندہ پروری کا
اعتماد اپنے فرزندون کے حق مین اُٹھ جائیگا بلکہ ہر ایک اِس اندیشے سے ہلاک ہوگا کہ جہان پناہ ہمارے بعد ہمارے
فرزندون سے بھی یہی سلوک کرینگے جو آج اس لڑکی کے ساتھ کرتے ہین اس خیال کو اپنے اپنے جی مین جگہ دیکر فکرمند
ہونگے اور فرصت پاکر بھاگ جائینگے اغلب ہے کہ غنیمون سے ملین اور خداوند سے دشمنی کرین یہ حقیقت عرض کرنی
واجب تھی عرض کی آگے جو مرضی خداوند کی اِس بات کو سُنکر بادشاہ نے کہا کہ ای دانشمند مین نے تیری سفارش سے
اور برزخ سوداگر کی خاطر سے اسکی جان بخشی کی اگر یہ اپنا بھلا چاہتی ہے تو آج ہی اِس شہر سے نکلجاے بلکہ
حضور عالی سے لوگ جائین اسکو دیس نکالا دے آئین اور زر و جواہر سے لیکر جھاڑو کے تنکے تک اِسکے گھر کا
اسباب توشکخانے مین داخل کرین اس بات کو سُنتے ہی فوج بادشاہی گئی اور اُسکو اُسکے گھر سے بے گھر کرکے مال و اسباب
اُس فقیر کے ہاتھ سے جو بچا تھا وہ سب کا سب لوٹ لائے اور وہ غریب تن تنہا وہان سے نکلکر کسی جنگل مین
دائی سمیت جا پڑی چارون طرف گھبرائی گھبرائی صحرا مین پھرتی تھی اور رو رو کر اپنی دائی سے یہی کہتی تھی کہ
ای مادر مہربان ایسی خطا مجھسے کیا ہوئی جو مین اس عذاب مین پڑی وہ اُسکو گلے لگا کر بلائین لیکر یون دلاسے
دیتی تھی کہ بابا گردش فلکی سے کچھ چارہ نہین صبر کر اگر خدا فضل کریگا تو پھر سب کچھ ہو رہیگا اسی
صورت سے گریہ و زاری کرتی ہوئی اپنی دائی سمیت ایک اور جنگل مین جا پہونچی اور ایک درخ

کے نیچے مارے دھوپ کے جا بیٹھی دو چار دن کی بھوکی پیاسی تو تھی ہی بے اختیار نیند آگئی تو وہ لڑکی اُسی درخت کے نیچے
خاک ہی پر سو رہی گیا خواب دیکھتی ہی کہ ایک شخص بزرگ صورت نیک خصلت سفید کپڑے پہنے عصا سبز ہاتھ مین
لیے گلے مین تسبیحین ڈالے کھڑاؤن پہنے سرہانے کھڑا کہتا ہی کہ بابا غم نہ کھا اور اندیشہ نہ کر وہ کریم کارساز ہی
اُس سے کچھ عجب نہیں جو تجھے پھر اُسی مرتبہ کو پہونچا دے چنانچہ اُس درخت کے نیچے سات بادشاہت کی دولت
گڑی ہی سو حق تعالی نے تیری ہی واسطے یہان چھپا رکھی ہی اب تو اُٹھ اور اس خزانے کو اپنے تصرف مین لا دل کو
یاد محمد امین لگا اُسنے کہا کہ مین ایک عورت ناتوان کیونکر اس زمین کو کھودون اور کیونکر اس دولت بیشمار کو
اپنے قبضے مین لاؤن اُسنے کہا کہ تو ایک لکڑی سے قدرے کھود اور قدرت خدا دیکھ کہ وہ اس مشکل کو کیونکر آسان کرتا ہی
اس بات کے سُنتے ہی حسن بانو چونک اُٹھی اور اپنی دائی سے یہ حقیقت کہنے لگی آخر کار اُسنے اور اُسکی دائی نے
جو اُس درخت کی جڑ اپنے اپنے زور کے موافق ہلائی اور قدرے ایک لکڑی سے کھودی تو سات کنوین اشرفیون سے
بھرے اور صندوق ہر طرح کے جواہر سے معمور اُس ہی سمیت جو مرغابی کے انڈے کے برابر تھا دکھلائی دیے حسن بانو
اس دولت خداداد سے نہایت خوش ہوئی اور سجدہ شکر ادا کر کے اپنی دائی سے کہنے لگی کہ اماجان تم اسی گھڑی
شہر کی طرف جاؤ اور ہمارے کنبے کے لوگون کو اور کچھ تھوڑی بہت چیزین کھانے پینے کی قسم سے لے آؤ
اُسنے کہا کہ جانی تجھے مین تنہا چھوڑ کر کیونکر جاؤن اور انکو لاؤن اگر تیرے پاس کوئی اور ہوتا تو مضائقہ نہ تھا یہ
مجکو ڈر ہی کہ کہین اور کچھ آفت نہ آئے ابھی بات چیت مین تھین کہ اتنے مین حسن بانو کا کوکا فقیری بھیس بنائے
ہوے اُسی جگہ آنکلا اور بے اختیار اُسکے پاؤن پر گر کے سر و چشم چومنے لگا اُسنے اسکو گلے سے لگا لیا اور رو رو
دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ حق تعالی نے اسقدر زر و جواہر بیشمار دیا ہی کہ جسکا حساب نہین ہو سکتا تو اسوقت کچھ
تھوڑا بہت خرچ لے اور شہر مین جا کر جتنے میرے اقربا ہین سب کو اس احوال سے آگاہ کر کے لے آ اور اچھے اچھے
مزدور اور معمار بھی بلا لا کہ وہ ایک عمارت عالیشان تیار کرین کیونکہ یہ منظور ہی کہ یہان ایک شہر بہت بڑا بساؤن اور اُسکا
نام شاہ آباد رکھون مگر یہ حال تو کسی پر ظاہر نہ کرنا وہ یہ بات سُنکر کچھ تھوڑے بہت روپے لے کر شہر مین
گیا اور اُسکے اقربا جو جا بجا بحال تباہ بھیک مانگتے پھرتے تھے اُن سبھون کو بخوبی جمع کر کے اُسکے پاس لے آیا
حسن بانو کو دیکھکر وہ سب خوش ہوے اور ایک خیمہ بہت بڑا کھڑا کر کے آپس مین رہنے لگے اس
کاروبار کے بعد جب اُسنے فرصت پائی تب وہ پھر شہر مین آیا اور معمارون کے سردار سے مُلاقات کر کے
کہنے لگا کہ تم تھوڑے کاریگرون کو اپنے ساتھ لیکر فلانے جنگل مین چلو مجھے کچھ تم سے کام ہی اُسنے یہ بات
قبول کر کے اپنے عملے سمیت اُسکی ہمراہی اختیار کی وہ اُنکو اپنے ساتھ لیے ہوے حسن بانو کے پاس آیا اُسنے
بہت تسلی اور انعام دیکر جس کام کے واسطے بُلوایا تھا اُسمین لگا دیا چھ مہینے کے بعد جب ایک حویلی ستھری سی

نہوا تھکی تب معماروں سے کہنے لگی کہ اب تم اُسکے گرد شہر عالیشان کا ڈول ڈالو اور اُسے آباد کرو اُنھوں نے عرض کی
کہ بادشاہ کی بے مرضی اللہ اتنا بڑا شہر یہان بنانا اچھا نہیں یہ بات سُنتے ہی حُسن بانو لباس مردانہ سج کے ایک عربی گھوڑے پر
سوار ہو کر تھوڑے سے پیادوں کو آگے رکھ ایک خوان جواہر اور ایک ہور یاقوت کا اپنے ساتھ لیکر شہر کی طرف
روانہ ہوئی یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ ایک سوداگر بچہ نہایت عمدہ حضور کی قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہے اور در دولت تک
آپہونچا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکو نہایت عزت اور حرمت سے حضور مین حاضر کرو لوگ اُسکو ہاتھون ہاتھ امتیاز کے ساتھ
حضور مین لے آئے اور مجرا گاہ مین کھڑے ہو کر آداب و قواعد بادشاہی سے تسلیمات و کورنشات بجا لائی اور نذر کے خوان
زیر تخت رکھکر مہربانی کی امیدوار ہوئی بادشاہ اُسکو دیکھکر خوش ہوا شفقت سے احوال یون پوچھنے لگا کہ تم کس
شہر کے رہنے والے ہو اور کس کام کو یہان آئے ہو تمھارا نام کیا ہے وہ ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ مین فلانے سوداگر کا
بیٹا ہون قبلہ گاہی گردش فلکی سے فلانے شہر کے قریب جہاز پر مر گئے ہین اس آستانے پر جبین سائی کی کمال آرزو رکھتا تھا
آج طالع کی مدد سے حاصل ہوئی جو یہان تک پہونچا اس بات کا امیدوار ہون کہ دامن دولت کے سائے مین باقی عمر
بسر کرون کیونکہ اس در دولت سے مشرف ہونا سعادت دارین ہے اور نعمت کونین اور اس بات کی درخواست
رکھتا ہون اگر حکم ہو تو فلانے جنگل مین چند روز رہون اور ایک شہر آباد کرکے اُسکا نام شاہ آباد رکھون بادشاہ
اس سخن سے نہایت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیکر کہنے لگا کہ ای جوان صالح تیرے مان باپ نہین ہین تو
آج سے اُنکی جگہ مجکو سمجھ میری فرزندی مین داخل ہو جو چاہے سو کر جہان چاہے وہان رہ کچھ اندیشہ خاطر مین
نہ لا جو چاہے سو لیجا حسن بانو آداب بجا لا کر عرض کرنے لگی کہ ای خداوند اگر اس غلام کو شہزادون مین شمار کیا ہے تو کسی
عمدہ خطاب سے سرفراز فرمائیے تا عزت و حرمت زیادہ بڑھے کہ بہرام نام میرے لائق نہین جہان پناہ نے اس سخن کو
پسند کیا اور اُسکا نام باہرو شاہ رکھا پھر فرمایا ای فرزند ارجمند وہ جنگل یہان سے بہت دور ہے جی چاہتا ہے کہ ایک شہر
اپنے نام سے نو شہر کے قریب آباد کرے اُسمین بخوبی رہے اُسنے پھر عرض کی کہ جہان پناہ وہ صحرا نہایت عجیب ہے اسکے سوا
نزدیک دار السلطنت کے دوسرا شہر آباد کرنا ترک ادب ہے امیدوار فضل و کرم کا ہون کہ معمارون کو حضور سے ارشاد ہو
جو اُس جنگل مین شہر بسائین بادشاہ نے اُنکو حکم دیا بلکہ فرمایا کہ ہر کارکن جائے اور اُس شہر کے آباد کرنے مین مشغول ہو وہ
بھی ایک مہینے مین دو تین بار حضور مین مجرے کے لیے آیا جایا کرتی تھی اور ہر روز راج اور مزدورون کو انعام دے دے کر
تقید کرتی تھی کہ جلدی کرو معطل نہ رہو اُسکے بنانے مین رات دن مستعد رہتی تھی دو برس کے بعد ایک شہر عظیم
آباد کیا نام اُسکا شاہ آباد رکھا کاریگرون کو بہت سا انعام و خلعت دیکر رخصت کیا پھر تو حسن بانو اکثر بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہونے لگی ایک دن بادشاہ کے مجرے کو وہ آئی اور حضرت اُس وقت اُس درویش بزرگ
صورت شیطان سیرت کے گھر جایا چاہتے تھے حسن بانو کو دیکھتے ہی کہنے لگے کہ ای فرزند آج جی چاہتا ہے کہ ہم تم

دونون اُس بزرگوار نیک کردار کی خدمت مین حاضر ہوکر سعادت دارین حاصل کرین کیونکہ ایسے غوث زمانہ کی زیارت نجات کی صورت ہی بسم اللہ کیجیے حسن بانو نے عرض کی خداوندا ایک تو ایسے بزرگ کی قدمبوسی سے دونون جہان کی خوبی حاصل ہوتی ہی دوسرے جہان پناہ کے ہمراہ رکاب چلنا اس بات کے سوا میرے حق مین کیا بہتر ہی جو کر زبان اور اس دولت عظمی سے ہاتھ اٹھاؤن مگر جی مین کہتی تھی کہ ایسے شیطان مجسم کی صورت دیکھنا روا نہین لیکن کیا کرون مطیع بادشاہ ہون اُسکے ساتھ چلنا ضرور ہی کہ اسکا گھر میرے واسطے خانہ گور ہی حاصل کلام بادشاہ کے ساتھ اُس فقیر کے گھر گئی اور بادشاہ اسکی تعریف اُس شیطان کے آگے کرنے لگا یہ ماہر وشاہ کے نام سے مشہور تھی اپنا سر جھکا کر تعریفین سُنتی تھی اور چپکے چپکے کہتی تھی کہ اسقدر جو مجھپر سرفرازی و مہربانی کرتے ہین یہ سب زر و جواہر کی تعریف ہی نہین تو مین وہی بدبخت سوداگر کی بیٹی ہون کہ جسکو اپنے شہر سے بھی نکلوا دیا تھا اور مال و خزانہ لوٹ لیا تھا اتنے مین بادشاہ اُٹھا اور اُس فقیر سے رخصت ہونے لگا ماہر وشاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اگر پیر و مرشد اس کمترین کے گھر مین قدم رنجہ فرمائین تو عین سرفرازی اور بندہ نوازی ہی اور یہ بات بزرگون کی خصلت سے بعید نہین اُس انسان صورت شیطان سیرت نے کہا کہ بابا البتہ مین آؤنگا ماہر وشاہ نے پھر بادشاہ سے عرض کی کہ میری حویلی شہر سے نہایت دور ہی شاہ صاحب کو تصدیع ہوگی صلاح یہ ہی کہ یہان ایک حویلی بدبخت سوداگر کی قابل بادشاہون کے ہی بالفعل خالی پڑی ہی اگر خداوند دو چار روز کے واسطے عنایت کرین تو یہ غلام ایسے ولی کی خدمت بقرار واقعی کرے اور دولت بیزوال سے بہرہ مند ہو بادشاہ نے کہا کہ ای فرزند ارجمند تو نے اُسکی خبر کہان سے پائی اُسنے عرض کی کہ اکثر اس شہر کے رہنے والے اُسکی تعریف کرتے ہین اور اُسکا نام بھی بخوبی لیتے ہین بادشاہ نے کہا کہ ای ماہر وشاہ وہ حویلی ہمنے تجھی کو بخشی اس بات کے سُنتے ہی وہ آداب بجالایا اور اپنے لوگون کو ساتھ لیکر اُس حویلی مین داخل ہوا پھر اُسکو بے مرمت دیکھکر بے اختیار در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر رویا اور لوگون سے کہا کہ اس حویلی کو مرمت کرکے جلد درست کرو یہ کہکر اپنے شہر چلا گیا ایک مہینے کے بعد ضیافتون کا سرانجام تیار کرکے اُسمین بھیجا اور کئی خوان چاندی سونے کے جڑاؤ باسنون سمیت اور بہت سا اسباب زرتار و زربفت اور ایک بوم طلا اور ایک طاؤس یاقوتی اور بہت سا جواہر بیش قیمت اپنے ساتھ لایا پھر اپنے نوکر چاکر اُس حویلی مین چھوڑکر بادشاہ کے پاس گیا ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا جہان پناہ یہ ارادہ ہی کہ چند روز بدبخت سوداگر کی حویلی مین رہون سلام و مجرے کو بھی ہر روز حاضر ہوا کرون لیکن کل اپنے پیر و مرشد کی تواضع کرلون بادشاہ نے فرمایا بہت بہتر یہ تیرا اختیار ہی بلکہ جاری بادشاہت بھی اپنی ہی جان وہ اُٹھکر آداب بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ اسقدر بندہ نوازی اور اتنی سرفرازی خداوند کی محض پرورش ہی فدوی ہر صورت سے بادشاہ عالم پناہ کا فرمانبردار ہی غرض بادشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے باپ کے گھر آکر ضیافت کی تیاری کی پھر ایک آدمی سے کہا کہ تو جاکر اُس فقیر مکار کی خدمت مین اس عاجز کی طرف سے بندگی عرض کرکہ کل اگر تشریف ارزانی فرماؤ تو گویا اس

کمترین کو بے دامون مول لو غرض وہ گیا اور اُسکے کہنے کے بموجب عرض کی اُسنے اس بات کو قبول کیا صبح کو اُسی اپنی عادت سے
فقیرون کو ساتھ لے سوئے چاندی سونے کی اینٹون پر پانون رکھتا ہوا چلا ماہروشاہ نے فرش مکلف اور مسند شاہانہ سے پہلے ہی ایک
مکان آراستہ کر رکھا تھا جسمین داخل ہوا شاہزادے نے اُسکو مسند شاہانہ پر بٹھایا خوان زر و جواہر مع طاؤس مرصع نذر دیا
فقیر نے قبول نہ کیا تب اُسنے تمام جواہر اپنے طاقون پر چُنوا دیے اسلیے کہ اُنپر فقیرون کی نظر پڑے تو اُسکی طمع زیادہ ہو پھر کئی
خوان میوے کے منگوائے اور ایک دسترخوان زربفت کا بچھوایا جڑاؤ سنگ یشب کے باسنون مین طرح بطرح کے اور قسم
قسم کے کھانے نکال کر چُنے اور گنگاجمنی چلمچی آفتابے سے ہاتھ دُھلا کر عرض کی کہ پیر و مرشد کچھ اوش کرین اور اس
کمترین کو سرفراز فرمائین اُس بات کو سُنکر اُس کوتہ اندیش نے ہاتھ بڑھایا اور اپنے اُنھین چالیسون فقیرون کے ساتھ
کھانا کھانا شروع کیا دو چار ہی لقمے کھا کر کہا کہ بس زیادہ کرو فقیر کو پیٹ بھر کھانا اچھا نہین کیونکہ اگر بہت کھائینگے تو
عبادت الٰہی نہ کر سکینگے ماہروشاہ نے پھر عرض کی کہ پیر و مرشد اس کمترین کی تسلی نہین ہوئی دو چار نوالے آپ اور
بھی تناول کرین اُسنے کہا اتنا کھانا تیری خاطر سے کھایا ورنہ تمام دن رات مین دو چار دانے کھاتا ہون آٹھ پہر یاد خدا ہی مین
مشغول رہتا ہون کیونکہ زیادہ کھاؤن تو عبادت کیا خاک کرون پر دل مین کہتا تھا کہ یہ اسباب سب کا سب اپنا ہی
کہان جاتا ہے پھر ایک مرصع کار عطردان اور پاندان آگے لا کے رکھا اُسنے عطر ملا گھڑی دو گھڑی کے بعد رخصت
ہو کر اپنے گھر آیا اُن چورون سے کہنے لگا کہ یہ کھانا جب حلال ہوگا کہ ہم تم آج ہی رات کو چلکر تمام اسباب
چرا کے اپنے گھر لے آئین اسی گفتگو مین تھے کہ رات ہوگئی تب اُسنے چورون کے کپڑے پہنے اور اُنھین چالیسون کو
ساتھ لیکر آدھی رات کو اُسکی حویلی کی طرف چلا ماہروشاہ نے اپنے لوگون سے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ تم کچھ اسباب
کہین سے نہ سمیٹنا جہان کا تہان پڑا رہنے دینا مگر مستعد بیٹھے رہنا اور ایک رقعہ شہر کے کوتوال کو لکھ بھیجا کہ
آج کی رات ڈاکہ پڑنے کی خبر ہے تم تھوڑے سے لوگ لیکر جلد آؤ اور ایک کونے مین چھپے گھات مین رہو جس وقت اِس حویلی مین
شور و غل کی آواز بلند ہو اُسی گھڑی تم آ پہونچنا اور چورون کو باندھ لینا کوتوال اِس خبر کے سُنتے ہی سو دو سو
پیادون سے اُسکی حویلی کے دہنے بائین آکر بیٹھ رہا کہ اتنے مین وہ اجل گرفتہ ایک دھاڑے کا دھاڑ لیکر اُسکی حویلی
مین پیٹھا اسباب غارت کرنے لگا غرض ہر ایک نے ہر ایک طرح کے اسباب کا گٹھر باندھکر اپنے اپنے سر پر رکھا وہ
درویش بھی اُس طاؤس مرصع کو لیکر حویلی سے باہر نکلا پیادے تو اسی تاک پر لگ رہے تھے اپنی اپنی جگہ سے
کودے اور اُنکو باندھنے لگے جھٹ پٹ اُن سبھون کی مشکین باندھ لین اور گٹھریان اُنکے گلے مین
ڈال دین غرض اسقدر شور و غل ہوا کہ کوتوال خود چلا آیا اُنھون نے عرض کی کہ اب آپ بھی اُنسے
خبردار رہین صبح کو حضور معلے مین لے چلینگے وہان سے جو حکم ہوگا سو کیا جائیگا حُسن بانو اُن
دشمنون کو گرفتار دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور اپنے نوکرون کو انعام دیکر ٹھنڈے جی سے

پاؤن پھیلاکر سو رہی اتنے مین صبح ہوئی بادشاہ نے برآمد ہو کر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزیر و امیر و
خان و نواب مجرا کر کے اپنے اپنے پائے پر کھڑے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آج کی رات شہر مین کیا شور و غل تھا
اتنے مین کوتوال اُن سبھون کو باندھے ہوئے آپہونچا اور آداب بادشاہی بجالا کر عرض کرنے لگا جہان پناہ آج آدھی
رات گئے برزخ سوداگر کی حویلی مین ڈاکہ پڑا تھا یہ غمخوار اس حال کے دریافت کرتے ہی وہان جا پہونچا اور انکو
مع زر و جواہر باندھکر حضور عالی مین لے آیا مگر معلوم ایسا ہوتا ہی کہ شاید مین نے انکو کہین دیکھا ہی ظاہر صورت
آشنا سے نظر پڑتے ہین وہ عرض کر ہی رہا تھا اتنے مین ماہرو شاہ آیا اور مجرا قواعد بادشاہی ع سے کر کے ایک کرسی
جواہر نگار پر بیٹھ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ ای فرزند ارجمند کیا تمھاری حویلی مین شب کو چور آئے تھے اُسنے کہا کہ
جہان پناہ کوتوال بر وقت پہونچا نہین تو گھر لٹتا اور مین مارا جاتا یہ بات سُنکر بادشاہ نے کہا کہ اُن چورون کو ہمارے
سامنے لاؤ وہین اُسی طرح سے اُنکو باندھے ہوئے لے آئے بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ای فرزند یہ تو ہمارے
ارزق شاہ صاحب معلوم ہوتے ہین اِنکو اور نزدیک لاؤ غرض آگے آئے اور بخوبی پہچانے گئے تو وہی شاہ صاحب
تھے اور وہی اُنکے چالیسون مرید پھر کوتوال کو حکم کیا کہ تو انکی گٹھریان اور کمرین کھول اسباب دکھلا اُسنے انکا
جھاڑ لیا تو ہر ایک کے پاس سے مال اور کمندین اور پھانسیان نکلین بلکہ ارزق کی بھی کمر مین سے طاؤس مرصع
اور کئی پھانسیان ہاتھ آئین بادشاہ اس حال کو دیکھکر متعجب ہوا اور غضب سے کہنے لگا کہ ابھی انکو سولی دو کہ پھر
کوئی ایسی دغابازی نہ کرے وہان زبان ہی ہلانے کی دیر تھی جلادون نے ہر ایک کا کام تمام کیا حسن بانو نے جو
دیکھا کہ دشمن اپنے ساتھیون سمیت مارا گیا کرسی سے اُٹھی اور ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ جہان پناہ
یہ لونڈی سوروپ برزخ سوداگر کی بیٹی ہی حضرت نے اِسی فقیر بے حیا کے واسطے اِس لونڈی کو شہر بدر کیا تھا
تب بھی اس عاجزہ کی تقصیر نہ تھی چنانچہ یہ میرے باپ کا تمام مال اُسی کے گھر مین ہی اگر خداوند اُسکو کھدوائین تو
نکلے ہی نکلے اور جھوٹ سچ اس لونڈی کا حضور پر نور مین ظاہر ہووے بادشاہ نے حسرت سے اُنگلیان کاٹین
اور فرمایا کہ ارزق کا گھر کھودین اور حسن بانو کو بہت سی تحسین و آفرین کی آخر کار جب اُسکا مکان کھودا تو تمام
مال برزخ سوداگر کا نکلا حسن بانو نے اُسکو بادشاہی کے نذر کیا اور عرض کی کہ خداوند یہ کمترین امیدوار
اس بات کی ہی کہ اگر آپ اس بیکس کے گھر قدم رنجہ فرماوین تو یہ لونڈی بہت کچھ رکھتی ہی سب کا سب
حضور عالی مین گذرانے اور اپنی حقیقت ظاہر کرے بادشاہ نے اُسکی عرض قبول کی وہ حضور سے رخصت
ہو کر اپنے مکان مین آئی اور تمام شہر کو آئینہ بندی کروا کے محل کو بھی فرش سے آراستہ کیا دو تین دن کے
بعد بادشاہ نے اُسکے شہر کی طرف کوچ کیا جب نزدیک جا پہونچا وہ اپنی سپاہ سمیت استقبال کو ایک تکلف کے
ساتھ شہر کے باہر آئی اور قدمبوس ہو کر بخوبی اہتمام کرتی ہوئی محل مین لے گئی ایک مسند شاہانہ پر

پر بٹھا کر دوسرا طاؤس مرصع اور کئی خوان زر و جواہر کے آگے رکھے بادشاہ انکو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر اُسنے
ساتون کنوئین زر سرخ سے بھرے ہوے دکھلا دیے اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اہلکارون کو حکم ہو کہ اس مال و اسباب کو
چھکڑون پر لدوا کر خزانہ بادشاہی مین داخل کرین بادشاہ نے وزیرون سے کہا کہ تم ابھی مال کو خزانہ عامرہ مین یہان سے اُٹھوا کر
بھجوا دو متصدیون سمیت کنوئین پر گئے دیکھتے کیا ہین کہ زر سرخ سے مالا مال ہین جون چاہا کہ اُسکو نکال کر لادین وہین وہ زر سانپ
بچھو کی صورت ہو گیا وہ اس واردات سے ڈر کر بادشاہ کے پاس گئے اور اس حال کو ظاہر کیا بادشاہ حیران ہوا اور حسن بانو کے
چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تب حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند کچھ اندیشہ نہ کر حق تعالی نے یہ مال و اسباب تیری ہی قسمت مین لکھا ہی تو
مختار ہی دوسرا اسکو نہ لے سکیگا وہ اس تسلی آمیز باتون سے خوش ہوئی اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگی کہ اگر حکم ہو تو یہ لونڈی اس
دولت بے قیاس کو راہ خدا مین صرف کرے بادشاہ نے پروانگی دی اور اُس سے رخصت ہو کر دولت خانے تشریف لے گئے تھوڑے
لوگ سپاہ کے اُسکی حفاظت کے واسطے وہان چھوڑے اُسنے اُسی روز سے ایک مسافر خانہ عالیشان بنوا ہر ایک مسافر کو کھانا
کپڑا نقد و جنس دیتی اور رخصت کرتی چنانچہ جو کوئی کہین کا ارادہ کر کے اُسکے شہر مین آتا تھا یہ اُسکو اُسکی قدر کے موافق
خرچ دیکر رخصت کر دیتی تھی کتنے دنون مین مسافرون نے یہ چلن اور وصف اُسکا ملک ملک گانون گانون مین
مشہور کیا کہ ایک نئے شہر مین ایسی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہی اور سخاوت اور مروت اسقدر رکھتی ہی کہ ہر ایک
خدا کے بندے کا سر اپنے بار احسان سے جھکا دیتی ہی اور اپنی شیرین سخنی سے ہر ایک بشر کو غلام کر لیتی ہی حق تو یہ ہی
کہ نہ ایسی سخی ہو نہ دیکھی اور نوکر بھی اُسکے امانت دار ہین ہر ایک محتاج اور غریب کو روپے اور اشرفیون سے
نہال کر دیتی ہی اُسکا نام اس زمانہ مین سخاوت اور رحم کے باعث چاند اور سورج سے بھی زیادہ روشن ہی یہ خبر
رفتہ رفتہ شہر خوارزم مین پہونچی وہان کا بادشاہ بھی لشکر عظیم اور ملک وسیع رکھتا تھا ایک بیٹا اُسکا منیر شامی نام
چودہ برس کا نہایت حسین و خوبصورت تھا اتفاقاً حسن بانو کی سخاوت و خوبصورتی کا آوازہ اُس لڑکے نے سُنا سنتے ہی عاشق
ہو گیا اور ایک مصور کو بلوا کر کہا کہ مین اسقدر روپے تجھے دیتا ہون تو شاہ آباد مین جا اور حسن بانو کی تصویر جس طرح
بنے اُسطرح کھینچ لا وہ کئی مہینے کا وعدہ کر کے اُس سے رخصت ہوا اور شاہ آباد کے قریب جا پہونچا کئی نوکر
حسن بانو کے اسی کام کے واسطے مقرر تھے کہ وہ ہر ایک مسافر کو اپنے اپنے مکان پر لے جاتے اور اچھے اچھے کھانے
کھلاتے جب اُسکو رخصت کرنے لگتے تب اُسکے پاس لے آتے تھے وہ اُسکا احوال پوچھتی تھی اور اُسکے حال کے
موافق خرچ دیکر رخصت کرتی اسی صورت سے وہ لوگ اُسکو بھی حسن بانو کے پاس لے گئے تب اُسنے ایک
پردہ ڈال کر اُسکو اپنے پاس بلوایا اور کچھ احوال پوچھا اُسنے عرض کی کہ مین اس بات کا امیدوار ہون کہ یہ باقی
عمر آپ کے سایہ دولت مین بسر کرون اُسنے کہا کہ تو کیا کام جانتا ہی اور کیا ہنر رکھتا ہی وہ بولا کہ مین مصوری کا
کام ایسا جانتا ہون جسکی چاہون تصویر بے پردہ کھینچون اس بات کو سُنکر اُسنے نوکر رکھا تھوڑے دنون کے بعد

جی مین یہ خیال گذرا کہ اپنی تصویر کھنچوائیے اور اُسکو دکھیے اسکا جھوٹ سچ معلوم ہوجائیگا ایک دن اُسکو بلایا اور کہا ای مصوّر
میری تصویر بے دیکھے کھینچ اُسنے کہا آپ کوٹھے پر چڑھین اور ایک لگن پانی سے بھرواکر زیر دیوار رکھوا دین مین
پانی مین سے ذرا عکس دیکھ لون تو تمھاری تصویر ہُوبہو کھینچون اُسنے فرمایا ایک طشت پانی سے بھر کر جلد دیوار کے
تلے رکھدو نوکرنے وہی کیا تب اوپر گئی اور اُسکی پرچھائین اُسمین پڑی مصوّر نے ایک نظر پانی مین اُسکی شبیہ
دیکھ لی اور اپنے گھر آکر دو تصویرین کھینچین جو تصویر کہ تصویر تھی سو تو اپنے پاس رکھی اور ایسی ویسی حسن بانو کے
حوالے کی اُسنے اُسکو بھی پسند کرکے لے لیا اور انعام دیکر رخصت کیا مصوّر تھوڑے دنون مین منیر شامی پاس
جا پہونچا اور وہ تصویر اُسکو دکھا کر انعام کا امیدوار ہوا وہ اُسکے دیکھتے ہی غش کر گیا جب ہوش مین آیا تب آہین سرد
دل پُر درد سے کھینچنے لگا دفعتہً یہ بات جی مین ٹھہرائی کہ بہتر یہی ہو کہ اب نکل چلیے گو مرضی مان باپ کی نہین آخرکار
آدھی رات کو فقیرون کا سا حال بنا کر اپنے گھر سے تنِ تنہا نکلا اور شاہ آباد کی طرف راہی ہوا ایک مدّت کے
بعد آفتین کھینچتا اور مصیبتین اُٹھاتا اُس شہر مین جا پہونچا پر کچھ نہ کھایا خبرداروں نے یہ خبر حسن بانو کو پہونچائی کہ ایک
مسافر اس شہر مین ایسا آیا ہی کہ وہ نہ کچھ کھاتا ہی اور نہ کچھ کسی سے بات کرتا ہی حسن بانو نے اُسکو اپنے پاس بلوایا اور کہا
کہ ای مسافر شہر غریب تو نے کھانا پینا کیون چھوڑا اور اسقدر زر نقد کیون نہ لیا اگر لے لیتا وہ پیسا کہین نہ کہین تیرے
کام ہی آرہتا بھلا کچھ تو ہمسے لے اُسنے کہا کہ زر و جواہر کا محتاج ہوکر نہین آیا ہون مین بھی بہت سی دولت و حشمت
رکھتا ہون بلکہ شہر خوارزم کا شہزادہ ہون اُسنے کہا کہ اگر تو شہزادہ ہی تو فقیرون کا سا حال کیون بنایا ہی بولا کہ مین
تیری تصویر دیکھکر دیوانہ ہوکر اپنی شہزادگی کو خاک مین ملا کر شہر سے نکلا خاک چھانتا یہان تک آپہونچا فقط آرزوے
وصال رکھتا ہون جو بات سچ تھی سو کہی آگے تیری مرضی جو چاہے سو کر اس بات کے سُنتے ہی تامل سے سر نیچے کر لیا
ایک دم کے بعد کہا ای جوان اس خیال کو اپنے دل سے دور کر کیونکہ اگر خاک ہوکر ہوا کے ساتھ اُڑتا پھریگا تو بھی میرے
ایک رونگٹے تک نہ پہونچیگا مُنھ دیکھنا تو کیا ذکر ہی مگر وہ شخص جو میری یہ ساتون شرطین پوری کرے تب شہزادہ
بولا کہ مین تیرے دروازے پر اپنی جان دونگا وہ مسکرائی اور بولی کہ جان دینا آسان ہی پر میرا دیکھنا مشکل تب
اُسنے کہا تمکو اپنی جان عزیز کی قسم ہی وہ سوال کونسے ہین مجھسے کہو تب حسن بانو بولی پہلا سوال تو یہ ہو کہ ایک بار
دیکھا ہی دوسری دفعہ کی ہوس ہی اسکا جواب دے اُسنے کہا کہ وہ کہان ہی اور کب سے یہ سخن کہتا ہی یہ بات سُنکر وہ ہنسی
اور کہنے لگی کہ کیا خوب اگر مین جانتی تو تجھسے کیون پوچھتی شہزادہ سُنکر اپنے گریبان مین سر ڈالکر رہگیا اور جی مین کہنے لگا اب
کیا کرون مین دیکھے ہوئے مکان کی طرف کیونکر جاؤن تب حسن بانو بولی ای عزیز یہی اندیشہ ہی تو میرے دیکھنے کے
خیال کو دل سے اُٹھا دے اور جہان جی چاہے وہان چلا جا یہ اُسنے کہا ای سراپا ناز میرے حق مین تیرے شہر کا
رہنا اچھا ہی اور یہین کے کوچون کا مرنا مبارک ہی یہ سُنکر اُسنے کہا کہ ہم اپنے یا وہ گوؤن کو اپنے شہر مین نہین رہنے دیتے

اگر آپ سے جاتا ہے تو جانہین تو بے حرمت ہو کر نکلیگا شہزادہ اس گفتگو سے مایوس ہوا اور ایک برس کا اُسنے وعدہ کر چلنے کا
قصد کیا تب سوداگر بچی نے جانا کہ یہ اپنا نقد دل یہان کھو چکا ہے تھوڑے روپے خرچ راہ دیے اور نام پوچھا اُسنے کہا
منیر شامی یکبارگی روتا پیٹتا سر پھرا چلا کسی جنگل مین جاکر ہنس دیتا کسی پہاڑ سے سر ٹکراتا کبھی رو دیتا پر قدم بڑھاتا ہی جاتا تھا
اور بھی اُس فتنہ انگیز کے یہان اسی صورت سے کتنے ہی شہزادے اور وزیرزادے آئے اور اُنھین سوالون مین
گرفتار ہو ہو کر کتنے کافور ہو گئے اور بہتیرے مر مٹے پر اُسکے سوال کو ایک بھی بعد راہ نہ کر سکا القصہ منیر شامی اُسکی
تصویر اپنی بغل مین ڈالے ہوے جنگل جنگل بگولے کے مانند پھرتا تھا پر کہین مطلب کا کھوج نہ پاتا تھا اتفاقاً پھرتے
پھرتے ایک دن متصل یمن کے ایک جنگل مین جا نکلا اور کسی درخت کے نیچے بیٹھکر ابر بہار کے مانند زار و نزار رونے لگا
حاتم بھی اُسی روز وہین شکار کھیلنے گیا تھا اتنے مین ایک آواز دردناک اُسکے کان مین پڑی اُسنے اپنے لوگون سے کہا کہ اس
آواز کی خبر لاؤ دیکھو تو اس بیابان مین ایسا ستم رسیدہ کون ہے جو اسقدر پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے غرض
کئی شخص گئے اور آکر عرض کرنے لگے اے خداوندا ایک شخص نوجوان خوبصورت فقیرون کی شکل
فلانے درخت کے نیچے بیٹھا روتا ہے نہ آنکھین کھولتا ہے نہ کسی سے کچھ بولتا ہے حاتم اس بات کو سنتے ہی اُسکی طرف
آیا چپکا کھڑا رہا دور سے تماشا دیکھنے لگا اور بیخبر رو رو کر آہین بھرتا تھا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کرتا تھا یہ حالت اُسکی دیکھتے ہی
بیتاب ہو گیا آنکھون مین آنسو بھر لایا اور اپنے جی مین کہنے لگا یا الٰہی اسپر ایسا کیا حادثہ پڑا ہے جو اسکا ایسا حال ہو گیا ہے
غرض اپنے گھوڑے سے اُترا اور اُسکے سرہانے جاکر کھڑا ہوا اور رحم سے پوچھنے لگا اے جوان رعنا تجھپر ایسی کیا مصیبت
پڑی جو تیری یہ حالت ہے اُسنے سر اُٹھاکر جو دیکھا تو ایک شخص نوجوان مہر جبین سرو قد مار زلف مشکین
بادشاہون کی سی پوشاک پہنے ہوے احوال پوچھتا ہے جب اُسنے الفت و شفقت کے ساتھ اُسے دیکھا بے اختیار
بول اٹھا اے بھائی کیا کہون نہ طاقت تقریر کی نہ قدرت تحریر کی ہے اسکے سوا ایسا کوئی نظر نہین آتا جو میرا
درد دل سُنے اور اُسکا علاج کرے حاتم نے کہا تو خاطر جمع رکھ اور مجھسے کہہ کیونکہ مین نے خدا کی راہ پر
کمر باندھی ہے تیرے بھی کام کرنے مین قصور تا بمقدور نہ کرونگا اگر دولت دنیا درکار ہے تو ابھی لے
اور کسی دشمن نے ستایا ہے تو اُسکو میرے سامنے کر دے یا مارونگا یا آپ ہی مر جاؤنگا اگر معشوق کے ملنے کی
آرزو رکھتا ہے تو وہ بے سعی نہین مل سکتا ہے اُسکی تدبیر کرونگا خدا کے فضل سے اُسکو بھی تجھسے ملاونگا اگر
سر کا طالب ہے تو یہ بھی حاضر ہے منیر شامی نے جو اس ڈھب کی باتین سُنین آفرین و مرحبا کہکر دعائین دین اور
کہا اے جوان صاحب وفا تو سلامت رہے جو ہم غریبون کو دلاسے دیتا ہے یہ کہکر وہ تصویر اپنی بغل سے نکالی
اور اُسے دکھا کر پوچھا کہ اب تو ہی بتلا کہ بن دیکھے اِسکے کیونکر جیون اور اپنا حال تباہ کس طرح نہ کرون
حاتم نے جو وہ شکل دیکھی جھجک کر رہ گیا پھر کہنے لگا کہ حق بطرف تیرے ہے پر اتنا بیتاب نہو ذرا صبر کر

خاطر جمع رکھہ خدا سے دھیان لگا نا امید نہو مین بھی تیرے کام مین قصور نہ کرونگا جب تک تیرا یار تجھسے نہین ملتا تب تک تیرا ساتھہ نہین چھوڑتا غرض اسی طرح تسلی دیکر ڈھارس بندھا کر بمین مین لے گیا وہان حمام کروا پوشاک بدلوائی ضیافتین کھلائین ناچ دکھلائے دو چار روز اس طور پر بھی مشغول رکھا پھر ایک دن اُسے اُداس دیکھکر کہا ای عاشق صادق مین تجھے ٹالتا نہین اب تیرے مطلب کی تلاش کرتا ہون اور کوشش کی کمر باندھتا ہون شہزادہ بولا میرے کام کا آغاز انجام نہین رکھتا مین روا دار نہین کہ تو عیش و عشرت چھوڑے اور آپ کو محنت و شقت مین ڈالے حاتم بولا گو تو نہین چاہتا نہ جاوے مگر مین اپنے سخن کو تا مقدور بنا ہونگا اور تجھے تیری محبوبہ سے اگر جیتا بچا تو ملاونگا غرض اپنے ارکان دولت کو جمع کرکے فرمایا کہ جس صورت سے مسافرون کو مکان بھوکون کو کھانا ننگون کو کپڑا مفلسون کو خرچ میرے سامنے ملتا ہی اسی طرح میرے آنے تک ملے جائے یہ کوئی نہ کہے کہ حاتم اس شہر مین نہین اب کون کسی کو دے اس امر مین تساہل اور تغافل ہرگز نہ کرنا بلکہ یہ کاروبار بخوبی جاری رکھنا اسطرح سے انکو سمجھا بجھا دیا اور آپ منیر شامی کے ساتھہ شاہ آباد کا رستہ لیا کتنے دنون مین وہان جا پہونچا حسن بانو کے لوگ جو مہانداری پر مقرر تھے پیشوا اگر اُسکو مہانسرا مین لے گئے قسم قسم کے کھانے لیجاکر رو برو رکھے اشرفی اور روپے بھی بہت سے حاضر کیے اور بمنت التماس کیا کہ آپ بے تکلف کھانا نوش جان کیجیے اور زر سرخ و سفید جسقدر درکار ہو بے تامل لیجیے اُسنے کہا ای بندگان خدا مین محتاج روٹی کا اور طالب زر و جواہر کا ہو کر نہین آیا ہون حق تعالے نے مجکو بھی بہت سے روپے دیے ہین اور بہت سے ملکون کا سردار کیا ہی میری تو آرزو بڑی ہی لوگون نے اس بات کو سنکر حسن بانو سے کہا کہ حاتم نام ایک شخص تازہ وارد تمھارے سوالون کے جواب دینے پر مستعد ہی لیکن منیر شامی بھی اُسکے ساتھہ ہی اُسنے اس ذکر کو سنکر اُن دونون کو بلوا لیا جب وہ آئے تب چلمن کی اوٹ مین ہو بیٹھی اور پوچھنے لگی تمھارا کیا حال ہی حاتم نے کہا شکر ہی جیتے تو ہین لیکن ای مہر لقا اپنے ہبتلا کو ذرا صورت دکھا کہ اُسکے دل کے اندر کے تسکین ہو جائے اور کچھہ زندگانی کا پھل پائے وہ بولی ای بندۂ خدا مین نامحرم کے سامنے کیونکر ہون اور کس طرح سے اپنا دیدار دکھادون مگر ہان جو کوئی یہ ساتون سوال پورے کریگا وہی عہد کے بعد میرے گلشن عیش سے گل راحت چنیگا اور شراب وصل پیگا تب حاتم نے کہا کہ وہ کون سے سوال ہین تم اپنی شیرین زبان سے بیان کرو اُسکے ساتھہ یہ قول بھی دو کہ اگر اُن سوالون کو پورا کردون تو تمکو جسے چاہون بخشدون اُسنے اس بات کو مانا اور اقرار بخوبی کیا پھر ایک دسترخوان پاکیزہ بچھوا کر طرح بطرح کے کھانے کھلوا کر تھوڑے بہت روپے دیے اور رخصت کے وقت یہ کہا ای حاتم پہلا سوال تو یہ ہی کہ ایک بار دیکھا ہی دوسری دفعہ کی ہوس ہی اُسکی خبر لا کہ وہ کون ہی اور کہان ہی اور اُسنے ایسا کیا دیکھا ہی کہ دوبارہ جسکے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہی پہلے اسکو قصہ پورا کر پھر دوسرے کی فکر کیجیو حاتم اس بات کے سُنتے ہی منیر شامی کو اُسکے سپرد کیا اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہی جب تک مین یہان نہ آؤن تب تک اسکو اپنی مہمانی مین رکھنا اور خاطر داری کیا کرنا یہ کہکر حاتم وہان سے رخصت ہوا

اور منیر شامی کو مہانسرا مین چھوڑ کر کسی طرف کو چلا

پہلا قصہ حاتم کے جانے کا اور پہلی شرط بجا لانے کا

القصہ حاتم جب تھوڑی دور گیا تب اپنے جی مین کہنے لگا کہ اب مین کیا کرون اور کس سے کہون بے دیکھے بھالے کدھر
جاؤن اور اس عقدے کی گرہ کیونکر کھولون مگر برائے خدا یہ مشکل اپنے اوپر لی ہی اور وہی آسان کریگا مجھ سے تو کچھ نہین
ہو سکتا یہ کہکر توکّل بخدا آگے بڑھا اتنے مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک بھیڑیا قریب ہی کہ ایک ہرنی کو پکڑے اور پھاڑ چیر کر
کھا جائے اِس بیکسی مین جو اُسنے اُس ہرنی کو دیکھا جلد جا کر ایک آواز سہمناک سے پکار کر کہا کہ ای نابکار
خبردار کیا کرتا ہی یہ غریب بچے والی ہی دودھ اسکی چھاتیون سے بہا جاتا ہی وہ اِس بات کو سُنکر ڈرا اور
کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ شاید تو حاتم ہی جو ایسے وقت مین اِسکے آڑے آیا وہ بولا تو نے کیونکر جانا اُسنے کہا کہ مین نے
تیری ہمت اور شفقت سے پہچانا لیکن تمام مُلک مین یہ بات مشہور ہی کہ تو ہر ایک مخلوق کے حق مین احسان کرتا ہی
یہ سبب معلوم نہین ہوتا کہ تو نے میرا شکار آج میرے مُنھ سے کیون چُھڑایا تب حاتم نے کہا تو کیا چاہتا ہی وہ
بولا میری خوراک گوشت ہی جو پاؤن تو کھاؤن حاتم نے کہا بہتر جہان کا گوشت چاہیے وہان کا میرے بدن سے
کاٹ کر کھا اور اپنا پیٹ بھر کر چلا جا اُسنے کہا ٹرین کا گوشت بے ہڈی ہوتا ہی اگر دو تو خوب سا چکھون
اور دعائین دون تب حاتم نے اُسی گھڑی خنجر کمر سے کھینچ لیا اور ایک لوتھڑے کا لوتھڑا جو تڑ سے کاٹ کر
اُسکے آگے ڈال دیا وہ گوشت اُسنے کھایا اور سیر ہو کر کہا ای حاتم ایسی کیا مصیبت پڑی جو تو نے یمن سے شہر کو
چھوڑا اور اسقدر تکلیفین اُٹھا کر اس جنگل خونخوار مین آپڑا تب حاتم نے یہ جواب دیا کہ منیر شامی حُسن بانو پر عاشق
ہوا ہی اور وہ سات سوال رکھتی ہی جو کوئی انکو پورا کریگا اُسے قبول کریگی مین نے للّٰہ اس کام پر کمر باندھی ہی چنانچہ
پہلا سوال اُسکا یہ ہی کہ ایک شخص کہتا ہی ایک بار دیکھا ہی دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہی نہین جانتا کہ وہ مکان
کہان ہی اور وہ شخص کون ہی اور ایسا اُسنے کیا دیکھا ہی کہ جسے دیکھنے کی دوبارہ آرزو رکھتا ہی پر خدا کی طرف
لو لگائے سر بھرا چلا جاتا ہون کہین تو کچھ کھوج اُسکا ملیگا اس بات کو سُنکر بھیڑیے نے کہا ای جوان مین اُس مکان کو
جانتا ہون اکثر بزرگون کی زبانی اُسکا پتا پایا ہی اُسکا نام دشت ہویدا ہی وہان جو جاتا ہی سو تمام دن پھرتا ہی
اور یہی آواز سُنتا ہی حاتم نے کہا وہ دشت کہان ہی بھیڑیا بولا یہان سے تھوڑی دور جا کر دو راستے
ملینگے تو بائین ہاتھ کی راہ کو چھوڑ کر داہنے راستے پر ہو لینا یقین ہی کہ وہین پہونچیگا اور اپنا مدعا حاصل کریگا
ہرنی اُسکو دعائین دیتی ہوئی چلی اور وہ بھیڑیا بھی اُس سے رخصت ہوا پر وہ دونون اُسکی جوانمردی اور سخاوت پر
عش عش کرتے تھے دو چار ہی قدم بڑھا ہوگا کہ درد کے باعث سے پاؤن لڑکھڑائے ناچار ایک درخت کے
نیچے گر کے تڑپنے لگا وہان ایک گیدڑ کا بھٹ تھا اور وہ اپنی مادہ سمیت خوراک کے واسطے گیا تھا وہ

دو گھڑی کے بعد جو جیرہ جنگ کر آیا اور حاتم کو اپنی جگہ پر تڑپتے پایا تب مادہ نے اُس سے کہا یہ آدمی زاد کہان سے آیا ہی
اب اس مکان کو چھوڑ دیا چاہیے کیونکہ غیر جنس سے موافقت کس طرح ہو اور صحبت کب نبھے مثل مشہور ہی آدمی سے حیوان کو
کیا نسبت گیدڑ نے کہا ای مادہ شاید یہ جوان حسین حاتم ہی اور دشت ہویدا کی خبر کو جاتا ہی اب جو تڑ کے درد سے
اس درخت کے نیچے گر پڑا ہی اور تڑپ کر جی دیتا ہی وہ بولی کہ تو نے کیونکر دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین نے اپنے
بزرگون کی زبانی سُنا ہی کہ فلانی تاریخ فلانے روز اس جگہ حاتم کا گذر ہوگا اور اس درخت کے تلے اذیتین کھینچیگا سو وہ
تاریخ یہی اور وہ دن یہی ہی اُسنے کہا کہ اُسکا حال سچ کہہ وہ بولا کہ یہ یمن کا شہزادہ ہی اور بڑا سخی آج فلانے جنگل مین
ایک ہرنی بچے والی چیخ رہی تھی اور ایک بھیڑیا اُسپر لپکا اُسنے اپنے چوتڑ کا گوشت دے کر اُس بھیڑیے سے وہ ہرنی
چھڑا دی اور اپنے اوپر یہ مصیبت لی اُسنے کہا کہ انسانون مین کب ایسے صاحب مروت ہوتے ہین اور کب کسی کی بیکسی پر
رحم کھاتے ہین اُسنے جواب دیا کہ برا سخدا یہ کیا کہتی ہی انسان ہر ایک مخلوق پر بزرگی رکھتا ہی اشرف المخلوقات
کہاتا ہی خصوصاً حاتم نہایت اہل ہمت و صاحب مروت و قدر دان و خدا پرست ہی سخاوت بھی اسقدر
رکھتا ہی کہ اپنا گوشت دیکر کے جان بچا دی اُسنے اتنی خوبیان اُسکی سُنین تو کہا کہ یہ ایسے زخم سے کیونکر اتنی
دور جائیگا گیدڑ نے کہا کہ اگر پری رو کے سر کا بھیجا اسکے زخم پر لگے تو بات کہنے مین اچھا ہو جاے پر یہ بہت مشکل ہی
اسواسطے کہ وہ ایک جانور ہی دشت مازندران مین کہ جسم اُسکا سور کے مانند ہی اور سر آدمی کا سا جو کوئی اُسکے پاس
جاتا ہی اور شربت پلاتا ہی تو وہ مست ہو کر ناچنے لگتا ہی اور تماشا دکھاتا ہی بعضے آدمی صحبت اُس سے ایسی
رکھتے ہین جیسے عورتون سے یہ سُنکر وہ بولی کہ ایسا کون شخص ہی جو اُسکا سر کاٹ لاوے اور حاتم کو اچھا کرے
اُسنے کہا تو اگر سات روز نہ دن کو دن سمجھے اور نہ رات کو رات جانے نہ کھاوے نہ پیوے اور آٹھون پہر اسکی
خبرگیران رہے تو مین جاؤن اور اُس جانور کا سر کاٹ لاؤن اُسنے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی کہ انسان پر حیوان کا احسان
ہو غرض وہ اُن دونون کو وہان چھوڑ کر گیا جب دشت مازندران مین وارد ہوا اور اُسکو کسی درخت کے نیچے سوتے
پایا تو یکبارگی اُسکا سر اس زور سے کھینچا کہ بدن سے جدا ہو گیا پھر اُسکو لیے ہوئے اپنے وعدے پر
آپہونچا مادہ بھی اُسی صورت سے اُسکی خبرداری مین مستعد رہی چنانچہ اُسکے آنے تک اُسنے چڑیا کے بچے کو بھی
اُسکے پاس نہ آنے دیا اور رات دن اُسکے سرہانے بیٹھی جاگا کی حاتم بھی پڑے پڑے اُسکی محنت اور مشقت کو دیکھا کرتا تھا
کہ اتنے مین گیدڑ نے پری رو جانور کا سر لا کر مادہ کے آگے رکھ دیا اُسنے وہ سر توڑا اور اُسکا مغز حاتم کے چوتڑ پر لگا دیا
وہ زخم وہین بھر آیا اور درد جاتا رہا حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ ای حیوان یہ مجھپر بڑا احسان
کیا تو نے مگر خوب نہ کیا کہ میرے واسطے ایک جانور کی جان لی اُسکا عذاب مجھپر ہوگا مین خدا کو کیا مُنھ
دکھاؤنگا اس بات کو سُنکر اُسنے کہا کہ گناہ [illegible] کیونکہ ہم بھی اپنے خالق کو جانتے ہین

وہ اِسی گفتگو مین تھے کہ اتنے مین حاتم نے کہا کہ اگر تمنے مجھپر احسان کیا ہی تو کچھ مجھسے بھی کہو تاکہ مین بھی اُسکو بجا لاؤن اور
اُس کام کو بخوبی کرون گیدڑ بولا کہ ای جوانمرد اس جنگل کے قریب کفتارین رہتی ہین اور ہمارے بچے ہر سال کھا جاتی
ہین ہمارا اتنا قابو نہین چلتا جو اُنکو مار کے اپنے بچے بچائین اگر تو اُنکو مارے اور ہمارے سر سے یہ آفت ٹالے تو بڑا احسان
کرے بلکہ بے دامون مول لے حاتم نے کہا کہ تم مجکو اُنکا مکان دکھا دو مین تا بمقدور قصور نہ کرونگا وہ مکان وہان سے چھ
کوس پر تھا غرض وہ حاتم کو لیکر گیا اور دکھا کر آپ کسی جھاڑی مین چھپ رہا حاتم آگے گیا اور اُس جگہ کو خالی پاکر بیٹھا کہ
اتنے مین ایک جوڑا آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک آدمی ہمارے مکان پر بیٹھا ہی اس بات کو دریافت کرکے دونون آگے بڑھے اور کہنے لگے
کہ ای شخص یہ جگہ تیری نہین جو تو یہان بھلے امیر ہو کر آ بیٹھا اگر اپنا بھلا چاہتا ہی تو اُلٹے پاؤن پھر جا نہین تو ابھی لڑائی کا بکھیڑا
کر لیتے ہین اُسنے کہا ای نادانو مین مردم آزار نہین اور نہ میر شکار ہون تم مجھسے اتنا کیون ڈرتے ہو اگر یہ مکان تمھارا ہی تو تمھین
مبارک رہے شوق سے آرام کرو کفتارون نے کہا کہ آدمی کو مروت سے کیا کام تو ہمکو فریب نہ دے چلا جا نہین تو رنج
کھینچیگا اور مارا جائیگا حاتم نے کہا کہ ای حیوانو برائے خدا جیسی اپنی جان جانتے ہو ویسی ہی غیر کی بھی جانو یہ کیا ناانصافی ہی
جو گیدڑ کے بچے کو مار و اور آپ کو پالو وہ بولے کہ ای جوان کیا اُس گیدڑ کا حمایتی ہو کر ہمسے لڑنے آیا ہی اُسنے کہا خدا کی قسم
مین اُنکا حمایتی بنکر نہین آیا ہون بلکہ منت کرتا ہون کہ تم اُسکے بچون کے کھانے سے توبہ کرو اور غضب خدا سے ڈرو وہ
بولے کہ ای انسان تو اُنکا غم کیا کھاتا ہی کوئی دم مین وہی حال تیرا بھی ہوتا ہی اس بات کو سُنکر حاتم نے کہا اور برائے خدا
اُسکے بچون کے بدلے مجھے کھاؤ مگر اُن بچون کے کھانے سے ہاتھ اُٹھاؤ وہ بولے کہ اُنکو تو کھائینگے پر آج تجکو بھی
نہ چھوڑینگے حاتم نے کہا کہ قسم ہی اپنے خدائے معظم کی جسنے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیا ہی تم گیدڑ کے بچون سے باز آؤ وہ
کریم روزی رسان ہی بہر صورت تمھین رزق پہونچائیگا وہ بولے کہ اُنکو کب چھوڑتے ہین اور تجھے کب سلامت جانے دیتے ہین
تب حاتم نے معلوم کیا کہ یہ کمبخت نہایت سخت دل ہین خدا کی بھی قسم نہین مانتے اُنکو مارا چاہیے یہ سمجھکر وہ مارے غصے کے
لال ہو گیا اور اپنی جگہ سے اُچھل کر اُن دونون کی گردن پکڑ کر زمین پر دے پٹکا اور جی مین کہا کہ اب اُنکو کیونکر مارون
کیونکہ مین نے آج تک نہ کسی کو مارا ہی اور نہ کسی کو دُکھ دیا ہی پر اُنھون نے قسم سے انکار کیا ہی کچھ سزا دیا چاہیے اس بات کو
جی مین ٹھہرا کر خنجر کمر سے کھینچا مونھ سے اُنکے دانت توڑے اور پنجون سے ناخن کاٹ ڈالے پھر سجدۂ شکر ادا کر کے
دعا مانگی کہ الٰہی ان حیوانون کا درد دور کر یہ دعا اُسکی جناب الٰہی مین قبول ہوئی اُسی گھڑی اُن دونون کا درد
جاتا رہا پھر اُسنے اُنکو کھول کر آزاد کیا وہ رو رو کر کہنے لگے کہ اب ہمکو رزق کیونکر ملیگا اور ہم کیونکر جئینگے حاتم نے کہا کچھ
اندیشہ نہ کرو خدا رزاق ہی وہ کسی نہ کسی ڈھب سے پہونچائیگا اتنے مین وہ گیدڑ سامنے آکر کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھین
آج کے دن سے اُنکا کھانا پینا ہمارے ذمے ہوا ہم جہان مین جب تک جیتے رہینگے تب تک جہان سے جا ئینگے
وہان سے لاکر اُنکو کھلائینگے یہ بات سُنکر حاتم اُنسے رخصت ہو کر آگے بڑھا اتنے مین مادہ نے نر سے کہا کہ ای گیدڑ بیمروت سے

دور ہی جو حاتم دشت ہویدا کو تنہا جائے اور تو اُسکا ساتھ نہ دے اس سخن کے سنتے ہی وہ دوڑا اور پکار کر کہنے لگا کہ ای حاتم
مین بھی تیرے ساتھ دشت ہویدا کو چلونگا اُسنے کہا کہ ای حیوان مین تیرے ایک احسان سے گردن اُٹھا ہی نہین سکتا
دوسرا بوجھ کیونکر لون اور اپنے واسطے تجھے وطن سے آوارہ کس لیے کرون براے خدا ان باتون سے باز آ یہ مجھسے ہرگز نہ ہوسکیگا
اگر تو ساتھ ہی دینے پر مرتا ہی تو یہی احسان بہت ہی کہ مجھے راہ راست بتادے اُسنے کہا جو رستہ نزدیک ہی اُسمین
بہت سی آفتین ہین اور دوسری راہ دور و دراز ہی مگر اُسمین اسقدر خطرہ نہین اسواسطے مین تیرے ساتھ چلنے کا ارادہ
کرتا ہون کہ انکو بتادون آگے تیری خوشی اُسنے کہا کہ خدا راہ نزدیک کی مشکل مجھپر آسان کریگا تب گیدڑ نے کہا کہ جو
راہ تیرے آگے آتی ہی وہی نزدیک ہی اگر سلامت رہیگا تو دشت ہویدا کو پہنچیگا حاتم اُسکو رخصت کرکے آگے چلا ایک
مدت کے بعد ایک چوراہا دکھلائی دیا یہ وہان کھڑا ہوکر سوچنے لگا کہ اب کدھر جاؤن اور اُس جنگل مین خرس بادشاہت کرتا تھا
تمام ریچھ ہی ریچھ رہتے تھے اتفاقاً سو دو سو ریچھ اُس جگہہ سیر کرنے آتے تھے حاتم کو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوے اور
پکڑکر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے وہ دیکھکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس بیٹھو اور اپنا حال کہو کہ تم کون ہو اور
کہان سے آئے ہو اور کیا نام رکھتے ہو ہمین تو یون معلوم ہوتا ہی کہ شاید تم یمن کے بادشاہ حاتم ہو اس بات کو سنکر
اُسنے کہا کہ یہ تو تم سچ کہتے ہو مین حاتم بن طے ہون براے خدا اس جنگل مین آنکلا ہون اُسنے کہا تمھارے آنے سے
مین بہت راضی ہوا جو تم یہان تشریف لائے اب اپنی بیٹی تمھین بیاہونگا کیونکہ اس جنگل مین میری دامادی کے
لائق کوئی نہ تھا مگر تم آئے ہو اس بات کو سنکر اُسنے اپنا سر جھکا دیا اور سوچ مین گیا بادشاہ نے کہا کہ تو جو جواب نہین دیتا
شاید مین تیرے خسر ہونے کے لائق نہین ہون تب اُسنے کہا کہ مین انسان اور تو حیوان میری تیری موافقت کیونکر ہو
وہ بولا ای حاتم شہوت کی لذت مین حیوان اور انسان ایک ہین تو کچھ اندیشہ نہ کر اور میری لڑکی تجھی سی ہی یہ کہکر اُسنے اپنے
دو چار خرسون سے کہا کہ تم لڑکی کو عروسی گہنے اور کپڑے سے سنوارو اور دلہن بناکر فلانے حجرے مین بٹھاؤ غرض
اُس لڑکی کو بنا سنوار کر اُس حجرے مین لے گئے پھر حاتم کو بھی وہان لے آئے اُسنے جونہین اُس پری پیکر رشک قمر کو
دیکھا متعجب ہوکر مجلس مین پھر آیا اور کہنے لگا ای خرس تو بادشاہ ہی اور مین فقیر اگر اس شہزادی کو اپنی جورو کرون
نہایت ترک ادب ہی اُسنے کہا کہ اس بات کو قبول کرو اور حیلہ و حجت چھوڑ دو کہ تم بھی شہر یمن کے شہزادے ہو وہ
متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ ہو ظالم مین کس بلا مین پڑا اب کیا کرون مین ایک کام کے واسطے اپنے شہر سے نکلا ہون
اگر اپنا یہان بیاہ کرکے رنگ رلیان مناؤنگا تو وہان منیر شامی میرا انتظار کھینچکر مرجائیگا مین خدا کو کیا جواب دونگا
بادشاہ خرس نے جو پھر اُسے سر فرا نو دیکھا پوچھا ای جوان خوشتر وا اگر اس بات کو قبول نہ کریگا تو قیامت تک
نہ چھوٹیگا بلکہ اسی قید شدید مین مرجائیگا اُسنے اس بات کا بھی جواب نہ دیا اور سر اُٹھاکر نہ دیکھا تب خرس نے
غضبناک ہوکر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے غار مین ڈالدو اور اُسکے منھ پر ایک سل سنگ خارا کی رکھو اور خبردار رہو

اس کلام کے سنتے ہی کتنے دوڑے اور حاتم کو اُس اندھیرے گڑھے مین کر کے اُسکے مُنھ پر ایک بھاری پتھر
رکھدیا وہ اُس غار مین بھوکا پیاسا حیران تھا کہ سات دن کے بعد خرس کے بادشاہ نے پھر اُسے
بلوا کر اپنے پاس بٹھایا اور سمجھا بوجھا کر کہا اے حاتم میری لڑکی کو قبول کر وہ پھر سر بزانو ہوا اور اُس سخن کو خاطر مین
نہ لایا تب اُسنے ایک خوان میوے کا منگوا کر اُسکے آگے رکھا وہ بھوکا تو تھا ہی بے اختیار کھانے لگا جب خوب سا اُسکا
پیٹ بھرا اُسنے کہا اے جوان اس پری پیکر کو اپنے نکاح مین لا اور حظ زندگانی کا اُٹھا حاتم نے کہا کہ مجھسے ہرگز نہو سکیگا
انسان کو حیوان سے کیا نسبت اُسنے پھر اپنے ریچھون سے کہا کہ اُسی غار مین ڈالدو اُنھون نے اُسی طرح کیا وہ کئی دن تک
بے آب و دانہ قید مین رہا اتفاقاً ایک شب خواب مین وہ نیم جان کیا دیکھتا ہی کہ ایک پیر مرد سرہانے کھڑا کہتا ہی کہ اے حاتم
کیون اپنی جان خواہ نخواہ اس اندھے کنوین مین گنواتا ہی اور نہین جانتا کہ تو کس کام کے واسطے آیا ہی جب تک اُسکی لڑکی
قبول نہ کریگا تب تک تو اس قید سے نہ چھوٹیگا اس بات کو سُنکر اُسنے کہا کہ اے بزرگ اگر مین اُسکی لڑکی سے اپنا بیاہ
کرونگا تو وہ مجھے کب فرصت دیگی جو مین آپ کو اس کام مین لگاؤنگا اُسنے کہا کہ اے حاتم تیرا چھٹکارا اسی مین ہی
بے خطرے کر گذر اور نہین تو اسی قید مین مرجائیگا تجکو لازم ہی کہ اُسکی بیٹی کو راضی اور خوش کرے کہ وہی تجکو خوبی
رخصت دلوادیگی یہ خواب دیکھتے ہی وہ چونک پڑا اتنے مین پھر بادشاہ خرس نے اُسکو اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ اے
حاتم تیرے حق مین یہی بہتر ہی کہ میری لڑکی کو قبول کر اُسنے اسپر یہ بات بناچاری مانی کہ جبتک مین اُسکے ساتھ اپنا
بیاہ کرون تب کوئی ریچھ سب گھر مین نہ آوے بادشاہ نے کہا اے حاتم یہ کیا طاقت ہی کسی خرس کی جو وہان کا
دھیان کرے آنا تو در کنار حاصل کلام اُسنے اپنے ارکان دولت کو جمع کر کے مجلس شادی جمائی مسند شاہانہ بچھائی
اور حاتم کو اُسپر بٹھلا کر اپنے رسم کے موافق اُس لڑکی کے ساتھ بیاہ دیا اور اُسکا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین
پکڑا کر آپ اپنے لوگون سمیت حجرے سے باہر نکل آیا حاتم نے اُس مسند عروسی پر اُسکے ساتھ آرام فرمایا اور مزہ بہت
اُٹھایا اسی صورت سے ہر روز اُس رشک قمر کے ساتھ چین کرتا اور میوے قسم قسم کے کھاتا تھا غرض یہان تک
میوے کھائے کہ جی بھر گیا آخر اُکتا کر ایک دن اپنے خسر کے پاس گیا اور کہنے لگا حضرت سلامت مین میوے کھاتے
کھاتے گھبرا گیا اگر کچھ اناج کی قسم سے عنایت ہو تو جی بھرے اور طبیعت لگے اُسنے اُسی وقت اپنے ریچھون کو
بلوا کر کہا کہ تم ہر قسم کا غلہ اور شکر اور گھی وغیرہ اور باسن گانؤن اور شہرون سے لے آؤ وہ اس بات کو
سُنتے ہی دوڑے اور ہر ایک شہر سے طرح بطرح کے باسن خوش اسلوب اور قسم قسم کی اجناس انسان کی
مرغوب ایک پل مین لے آئے حاتم نے انواع و اقسام کے کھانے پکوائے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھ کے کھائے بلکہ اُسی طرح سے
سب کو کھلاتا اور عیش و عشرت کرتا جب تین مہینے گذر گئے تب اُسنے ایک دن عین اختلاط مین اپنی اہلیہ سے
کہا کہ جانی مین ایک کام کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا تیرے باپ نے زبردستی میرا بیاہ تیرے ساتھ کر دیا اگر اپنی

خوشی سے تو چند روز کے واسطے اپنے باپ سے مجھے رخصت دلوا دے تو یہ عین احسان و مہربانی ہے جب مین اُس
کام سے فرصت پاؤنگا اور جیتا بچونگا تو پھر تجھسے ملاقات کرونگا وہ اس بات کے سُنتے ہی اپنے باپ کے پاس
گئی اور کہنے لگی کہ بابا جان وہ اسطرح کی بات کہتے ہین اُسنے کہا کہ بی بی اگر تو اس بات مین راضی ہے تو وہ تیرا اختیار ہے اور
تو اُسکی جورو ہو چکی جانے یا تو وہ بولی کہ وہ مرد نہایت راست گو معلوم ہوتا ہے اپنے وعدے پر مقرر آئیگا کچھ مضایقہ نہین
پروانگی دو واسطے بُلوا کر رخصت کیا اور بہت سے ریچھون کو کہدیا کہ تم اسکو بخوبی اپنی سرحد سے باہر پہونچا دو تب اُسکی
بیٹی نے ایک مہرہ حاتم کی پگڑی مین باندھ دیا کہ اکثر جگہہ تیرے کام آئیگا غرض وہان دونون سے رخصت ہو کر آگے چلا
چند روز کے بعد ایک ایسے ریگستان مین جا پڑا کہ جہان نہ دانہ نظر آتا تھا نہ پانی مگر شام کے وقت ایک مرد پیر مرتح ہاتھ پہ
ڈالے دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دے جاتا وہ اُسے کھا پی لیتا اور رات دن منزلین طے کیا کرتا کہ ایک دن سامنے سے
ایک اژدہا پہاڑ کے مانند نظر آیا اُسکو دیکھکر گھبرایا لیکن چلنے سے باز نہ آیا جونہین اُسکے پاس پہونچا وہین اُسنے
دم کھینچا حاتم نے ہر چند آپ کو سنبھالا پر سنبھل نہ سکا صاف اُسکے منھ مین چلا گیا جبکہ آپ کو اُسکے پیٹ مین دیکھا
تب سجدۂ شکر بجا لایا اور یہ کہنا شروع کیا خوب ہوا جو یہ میرا تن آلودۂ گناہ ایک بندۂ خدا کے منھ مین پڑا نہین تو
یہ جا بجا کسی کام کا نہ تھا حق تو یہ ہے کہ جو کوئی آپکو راہ خدا مین ڈالے اور اپنا گھر برباد کرے اور آپ اُسکی یاد مین
مشغول رہے تو برباد نہین ہوتا مگر وہ اُسکے امتحان کے واسطے کچھ کچھ رنج دیتا ہے اگر وہ اس مصیبت سے بچا اور ثابت
قدم رہا تو بعد مشقت کے پھر راحت دے اُسکا اسطرح سے اپنے دل کو تسلی دیتا تھا اور حضرت ایوب کی مصیبتون کو دھیان
مین لاتا تھا کہ خداے کریم کارساز ہے میری مشکل کو بھی آسان کریگا غرض تین روز تک وہ اُسکے پیٹ مین پھرا کیا اور
ادھر ادھر رستہ ڈھونڈھا کیا راہ تو کہین نہ پائی مگر آپ ہی اُسکی گندگی سے لتھڑ پتھڑ ہو گیا پر سانپ کے زہر نے
جو اُسکو اثر نہ کیا اُسکا سبب یہ تھا کہ چلتے ہوے اُسکی جورو نے پگڑی مین ایک مہرہ باندھ دیا تھا اُسکے یہ خواص تھے
کہ جسکے پاس رہے نہ وہ آگ مین جلے نہ پانی مین ڈوبے نہ زہر اُسے اثر کرے اسی سبب سے وہ جیتا رہا
اور اُسکے زہر نے کچھ اثر نہ کیا تین روز کے بعد وہ اژدہا گھبرایا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ یہ بلا مین نے کیا کھائی ہے جو ہضم
نہین ہوتی اور پیٹ مین دوڑی دوڑی پھرتی ہے غرض وہ اپنے پیٹ کے دُکھنے سے بیقرار تھا اور حاتم اُسکے پیٹ مین
چین نہ لیتا تھا بلکہ چارون طرف دوڑتا پھرتا تھا اور اُسکی انتڑیون کو اپنے پاؤن سے روندتا پھرتا تھا آخر کار اُسنے معلوم کیا
کہ یہ لقمہ تمام عمر کا کھایا پیا نکالیگا اس بات کو جی مین ٹھہرا کر قے کی حاتم نکل پڑا اور اُس ریت پر کھڑا ہو کر کپڑے سکھانے لگا جب
وہ خشک ہوئے تب وہان سے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک تالاب نظر آیا بے اختیار دوڑ کے اُسکے کنارے
جا بیٹھا اور اپنے کپڑے دھونے لگا اتنے مین ایک مچھلی پانی سے نکلی اُسکا نیچے کا آدھا دھڑ مچھلی کا تھا اور سر سے
ناف تک آدمی کا [illegible] دیکھکر گھبرایا اور صنعت خداوندی پر عش عش کرنے لگا

غرض ٹکٹکی باندھے ہوئے تھا کہ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کے اُس تالاب میں لے گئی اور اپنے مکان میں ایک تخت پر بچھونے پر
بٹھایا پھر آب سے نہایا ایک عورت نازنین تھی ارادہ ہم بستر ہونے کا کیا اُسنے اس بات کو ہرگز نہ مانا اور کہا میں ایک کام کے واسطے
اپنے گھر کو تباہ کر کے یہاں تک پہونچا ہوں تو راہ میں رہزنی کر کے چاہتی ہے کہ مجھکو مشغول رکھے یہ مجھسے کب ہو گا کہ تیرے
ساتھ اس جگہہ عیش کروں مگر اس صورت پر جس جگہہ سے تو لائی ہے وہیں پہونچا دے تو خیر میں بھی چند روز تیرے
ساتھ اپنی صحبت گرم کروں اور تیرے دل کی بھی آرزو بخوبی بر لاؤں اُسنے اس بات کو قبول کر کے کہا کہ میں تین روز کے
بعد تجھکو جہاں سے لائی ہوں وہاں پہونچا دونگی حاتم خوش ہوا اور برغبت اُس سے ملا تین روز کے بعد اُس سے کہا
کہ اے مچھلی اب تو بھی اپنے وعدے کو پورا کر اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ کر پانی میں غوطہ مارا اور کنارے پر پہونچا دیا پھر
کہنے لگی اے جوان رعنا تو مجھسے جدا کیوں ہوتا ہے حاتم نے کہا کہ مجھے ایک ایسا ہی کام ضرور ہے نہیں تو میں
تجھسے کب جدا ہوتا اور اس بہشت کو چھوڑ کر یہ دکھ کیوں سہتا اس بات کو سنکر وہ چلی گئی اُسنے وہاں اپنے کپڑے
دھو کر سکھائے اور رستہ پکڑا ایک مدت کے بعد کسی ایسے پہاڑ پر جا پہونچا کہ بسبب سبزہ زاروں درختان سبز طرح بطرح کے
میوے سے لدے کوسوں تک لہلہاتے تھے اور سیکڑوں مکان عالیشان سنہرے جگمگاتے تھے ہر ایک طرف آبجوئیں
جاری اور ہر سمت کو پھولی ہوئی پھلواری جو مقام تھا سو ہوا دار نظارہ بہشت کا مانند تو تھا ہی وہاں جاتے ہی سو رہا کہ اتنے
میں اُس مکان کا مالک آ پہونچا اور دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت غافل سوتا ہے نزدیک اُسکے آ کر بیٹھ گیا حاتم کچھ
دیر کے بعد بیدار ہوا اور آنکھیں مل کر دیکھنے لگا تو ایک شخص اُسکے پاس بیٹھا نظر آیا وہ بمجرد اُسکے دیکھتے ہی گھبرایا
اپنی جگہہ سے اُٹھا اور جھک کر سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں جائیگا اور اس جنگل میں کس کام کے واسطے
آیا ہے حاتم نے کہا کہ میں دشت نورد ہوں کہیں جاؤنگا بہتر ہوا کہ آپکی بھی زیارت نصیب ہوئی آگے جو مرضی اللہ کی اُسنے کہا
اے جوان اپنی خیال خام کو دل سے دور کر کیوں جان گنواتا ہے مجھکو یہ افسوس ہے کہ کوئی تیرے آشناؤں میں
ایسا دلسوز نہ تھا جو تجھکو منع کرتا اُسنے کہا کچھ میں اپنی مراد کے واسطے نہیں جاتا ہوں میں نے للہ ایک غیر کے
واسطے کمر ہمت باندھی ہے اور قدم جستجو راہ سعی میں رکھا ہے آگے جو کرے حق تعالی منیر شامی خوارزم کا شہزادہ
حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے اور وہ سات سوال رکھتی ہے جو کوئی اُسکے ساتوں سوال پورے کریگا
اُسکو قبول کریگی اور وہ شہزادہ اُنکے جواب سے عہدہ برآ نہو سکا تب اُسنے اپنے شہر میں نہ رہنے پایا ناچار
وہ وہاں سے نکلا جنگلوں میں خراب پھرنے اور بآواز بلند رونے لگا اسی صورت سے بحال تباہ میرے
مکان میں آیا مجھسے ملاقات کی میں نے احوال پوچھا اُسنے اپنا ماجرا ابتدا سے تا انتہا قرار واقعی تھا
مفصل میرے سامنے ظاہر کیا اُس وقت میرے جی میں یہ خیال گذرا کہ اسکا حال پوچھنا اور اسکی مدد نہ کرنا یہ بات
جوانمردی سے دور ہے اسواسطے میں نے کمر سعی کی باندھی اور اسقدر مصیبت اپنے اوپر لی اس بات کو

سنتے ہی اُس شخص نے کہا کہ معلوم ہوا تو حاتم بن طی ہی کیونکہ اُسکے سوا اب اس زمانے مین کون ہی کہ جو ایسا کام کرے
اور غیر کے واسطے آپ آفت مین پڑے خیر کچھ اندیشہ نہ کر خدا کریم و رحیم ہی یہ مشکل آسان ہو گی لیکن میرے جی مین یہ خطرہ ہی
کہ آج تک کوئی دشت ہویدا سے پھر نہین آیا اور کوئی پھرا بھی ہی تو وہ آپ مین نہین رہا یہ نصیحت میری بدل یاد رکھ کہ جسوقت
تو اُس دشت کے قریب پہونچیگا تو تجھے ظلمات مین لے جائینگے تو چپکا چلا جانا کسی جگہ زور کر کے اڑ نہ رہنا اور
جو پری پیکر تیری خواہش کرے تو اُسکی طرف ہرگز التفات نہ کرنا اُنکے پیچھے ایک ایسی نازنین مہ جبین آویگی کہ جسکے
دیکھتے ہی تیرا دل ہاتھ سے جاتا رہیگا اور بے اختیار ہو جائیگا پر خدا کے واسطے کہین استقلال نہ چھوڑنا اور
اضطراب نہ کرنا سچ تو یہ ہی کہ وہ جو ہین تیرا ہاتھ پکڑیگی وہین دشت ہویدا مین جا پہونچیگا اگر ایک ہفتہ تک کچھ کام کو
اُس سے کہیگا تو دم مرگ تک پشیمان رہیگا وہ اسی گفتگو مین تھے کہ ایک شخص نوجوان دو پیالے طعام کے
اور دو کوزے پانی کے اپنے ہاتھون پر دھرے غیب سے پیدا ہوا اور اُنکے آگے رکھدیے اُن دونون نے
خوب پیٹ بھر کر کھایا اور سجدہ شکر ادا کر کے وہ رات کاٹی صبح کو حاتم اُس سے رخصت ہو کر کسی جنگل کی طرف
راہی ہوا تھوڑے دنون کے بعد ایک تالاب خوش قطع پر جا پہونچا اور اُسکے کنارے بیٹھکر پانی پینے لگا اتنے مین
ایک عورت حسین مہ جبین سر سے پاؤن تک ننگی پانی سے نکلی اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر پھر اُسی تالاب مین
غوطہ مار کر چلی گئی جونہین حاتم کا پاؤن زمین کی تہ پر پہونچا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو آپکو اور اُس نازنین کو
ایک پھولے پھلے باغ عالی شان مین پایا بھچک رہ گیا اور وہ اُسکا ہاتھ چھوڑ کر کسی طرف چلی گئی وہ سیر کرتا ہوا
ادھر اُدھر کا تماشا دیکھتا پھرتا تھا کہ ایک طرف سے ہزارون پری پیکر غول باندھے گلے مین باہین ڈالے
سر سے پاؤن تک گہنے مین لدی ہوئین کسی طرف سے نکل آئین اور حاتم کو زبردستی اپنی طرف کھینچنے لگین اُسنے
ہرگز کسی طرف رغبت نہ کی اور نہ کسی کو سر اُٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہین اور کیا کرتی ہین کیونکہ اُس مرد کا کہنا
اُسکو یاد تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ حاتم کہین ایسا نہو کہ تیرے استقلال کا پاؤن ڈگے اور تو
خواہ نخواہ اس مکر و فریب کے غار مین گرے خبردار رہ کہ ظلمات یہی ہی آخر کار وہ بہر صورت اُسکو ایک ایسے
مکان مین لے گئین جو تمام جواہر و لعل و یاقوت سے بنا تھا لاکھون تصویرین ہر ایک طرف اُسمین
لگی تھین اور تخت مرصع بھی ایک دالان خوش قطع مین نہایت تکلف سے بچھا تھا جب وہ اُس تخت کے
پاس پہونچا تب وہ سب کی سب بطور تصویر کے نقش بدیوار ہو گئین اور ہزارون پریان اُس محل کی دیوار سے
نکلین وہ ہر ایک کی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ الٰہی یہ کیا حکمت ہی یہ کہان سے
آئین اور وہ کیون نقش بدیوار ہو گئین غرض اُس تخت کے پاس تو کھڑا ہی تھا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ اے حاتم
اگر تو یہان تک پہونچا ہی تو [illegible] اُسمین سے

ایک آواز تڑاقے کی آئی اُسنے معلوم کیا کہ شاید اسکا پایہ ٹوٹ گیا نیچے جھانکنے لگا تو اُس تخت کو جیسا تھا ویسا ہی پایا
پھر اُسپر بیٹھ گیا وہین پھر اُسمین سے ویسی ہی آواز آئی ساتھی اُس آواز کے وہ نازنین جو کہ سب سے خوبصورت
اور قد و قامت مین بڑی تھی سو نقش دیوار کی ہیأت کو چھوڑ کر حاتم کے پاس ناز و ادا سے چلی آئی حاتم اس صورت سے
اُسکو دیکھکر حیران ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ الٰہی یہ تو بھی تصویرون کے طور پر تھی پھر کیونکر اس ناز و کرشمہ سے منھ پر
نقاب ڈالی اس تخت کے آگے آ کر کھڑی ہوئی اُسے دیکھتے ہی بیقرار ہو کر چاہتا تھا کہ اُسکا گھونگھٹ کھول کر رخسار نازنین کی دید کرے
کہ اُس مرد کی نصیحت یاد آئی وہین سنبھل گیا اور جی مین کہنے لگا اگر مین اسکا ہاتھ پکڑونگا تو پھر قیامت تک اس ظلمات سے
باہر نہ جاؤنگا بارے تماشا دیکھا چاہیے کہ یہ میرا ہاتھ آپ سے پکڑتی ہی اور مین ظلمات سے باہر جاتا ہون یا نہین
غرض وہ اسی آرزو مین تین رات دن تک اس تخت مرصع پر بیٹھا رہا جب رات ہوتی تھی تب ہر ایک مکان مین
کافوری شمعین خود بخود روشن ہو جاتی تھین اور ہر ایک سمت سے گانے بجانے کی آواز چلی آتی تھی اور وہ صورتین
جو نقش دیوار تھین سو مجسم ہو کر ناچتی تھین اور وہ نازنین تخت کے آگے کھڑی ہوئی حاتم کو دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی
اور طرح بطرح کے میوے بھی حاتم کے حضور مین دھرے تھے ہر چند کہ وہ کھاتا تھا پر پیٹ نہ بھرتا تھا تب حیران
ہو کر کہتا تھا کہ الٰہی مین اتنا کچھ کھاتا ہون پر سیر نہین ہوتا یہ کیا سبب ہی القصہ اس صورت سے تین روز گذر گئے چوتھے
روز اُسکے جی مین آیا کہ اگر مین اپنی تمام عمر یہان رہونگا تو نہ اس میوے سے سیر ہونگا نہ اِس مجلس سے نکلونگا اور
منیر شامی کو جو منتظر چھوڑ آیا ہون اگر اُسکو کچھ ہو جائیگا تو خدا کو کیا جواب دونگا جلد اس نازنین کا ہاتھ پکڑا وہین
ایک اور نازنین مہ جبین اُس تخت کے نیچے سے نکلی اور ایک لات اُسنے ایسی ماری کہ حاتم نہین کا کہین جا پڑا اور
وہان سر اُٹھا کر جو دیکھا تو نہ وہ نازنین نظر پڑی نہ وہ تخت نہ وہ باغ ہی دکھائی دیا مگر ایک جنگل ایسا لق و دق سنسان
نظر پڑا کہ جسکا اور نہ چھور تب اُسنے معلوم کیا کہ دشت ہویدا یہی ہی اور وہ شخص بھی یہین ہوگا جو کہتا ہی کہ
ایک بار دیکھا ہی دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہی پس اب اُسے ڈھونڈیے اسی خیال مین وہ ادھر اُدھر پھرتا تھا
کہ اتنے مین ادھر آواز اُسکے کان مین کسی طرف سے آئی ایکبار دیکھا ہی دوسری دفعہ کی ہوس ہی اور اُسی صورت سے
دن مین تین تین مرتبہ یہ آواز سات روز تک متواتر اُسکے کان مین آیا کی مگر آٹھوین روز شام کے وقت وہ
صدا اُسکے کان مین آئی تب اُسی طرف دوڑا گیا دیکھتا ہی کہ ایک شخص فقیر باریش سفید دمین پر بیٹھا ہوا ہی اُسکے
آگے گیا اور سلام کیا اُسنے علیک السلام کہکر کہا کہ اے جوان خوش رو کہان سے آیا ہی اور تو اس جنگل مین کیسا
کام رکھتا ہی اُسنے کہا کہ اس بات کا متجسس ہو کر اپنے شہر سے نکلا ہون کہ تمنے ایسا کیا دیکھا ہی کہ جسکے
دیکھنے کی دوبارہ آرزو رکھتے ہو بہر خدا کہو اُسنے کہا کہ تم بیٹھو مین کہونگا اس بات کو سُنتے ہی حاتم بیٹھ گیا
جب رات ہوئی دو روٹیان اور دو آبخورے پانی کے اُنکے آگے خود بخود آرہے ایک روٹی اور ایک آبخورہ

پانی کا اُسنے حاتم کو دیا اور دوسرا حصہ آپ لیا غرض دونون نے روٹیان کھائین پانی پیا جب کھا پی چکے تب
حاتم نے کہا کہ ای بندۂ خدا اب کہ اُسنے کہا کہ ای مسافر غریب مین کسی روز سیر کرتا ہوا ایک تالاب خوش قطع پر
جا نکلا اور اُسکے کنارے بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا اتنے مین ایک عورت نازنین شکیلہ سر سے پانون تک ننگی اُسی تالاب سے
نکلی اور میرا ہاتھ پکڑ کر اُسمین لے گئی مین نے تہ پر جاکر جو آنکھین کھول کے دیکھا تو ایک باغ نہایت دلچسپ
عجیب و غریب نظر پڑا اور بہت سی عورتین خوبصورت ہر ایک طرف سے نکلین اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک تخت مرصّع کے
پاس لے گئین مین اُسپر بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگا کہ ایک نازنین مہ جبین منھ پر نقاب ڈالے ہوے اُس تخت کے
پاس آکر کھڑی ہوئی دیکھتے ہی اُسکو مین غش کر گیا اور میرا دل میرے ہاتھ سے جاتا رہا آخر بیقرار ہو کر جو برقع
اُٹھا کے مین نے اُسکا مکھڑا دیکھا تو عجب حسن خداداد دکھلائی دیا مین نے جو ہین ہاتھ پکڑ کر اُسکو اپنی طرف کھینچا
وہین ایک اور عورت حسین اُس تخت کے نیچے سے نکلی اور ایک لات اُسنے ایسی ماری کہ مین اُس مکان مطبوع سے
اس جنگل ویران مین آپڑا وہ عشرتکدہ نظر سے غائب ہو گیا اُسی دن سے اب مین آٹھون پہر گریہ و زاری کے سوا کچھ کام
نہین رکھتا اور چاہتا ہون کہ اُسے اپنے دل سے بھلا دون پر وہ ہرگز فراموش نہین ہوتی یہ کہکر اُسنے ایک نعرہ مارا
اور آہ سرد بھر کر بگولے کی طرح خاک بسر اُس جنگل مین دوڑنے لگا اور یہی کہتا کہ ایک بار دیکھا ہے دوسری دفعہ کی ہوس ہے
تب حاتم نے معلوم کیا کہ یہ عاشق ہے کہا کہ ای پیر مرد اگر اُس تماشے کو دوبارہ دیکھے تو کچھ خوش ہو اُسنے کہا کہ ای مسافر
یہ بات محال ہے اگرچہ فرد یہ دعا کرتا ہون شب کو خاک پر رکھکر جبین ہوے ملا دلبر کو مجھسے جامع المتفرقین ہو پر کچھ اثر نہین
دیکھا تب حاتم نے کہا ای پیر مرد تو میرے ساتھ آ وہ جلسہ مین تجھے دکھاؤنگا اس سخن کو سُنکر وہ حاتم کے ہمراہ ہوا چند روز کے
بعد وہ دونون ایک درخت کے نیچے جو متصّل اُس تالاب کے تھا جا پہونچے حاتم نے کہا کہ ای بزرگ اگر اُس نازنین کو
ہمیشہ دیکھا چاہتا ہے تو کبھی اُسکا ہاتھ نہ پکڑنا اور برقع اُسکے منھ کا ہرگز نہ اولٹنا وہ تمام عمر تیرے آگے ہاتھ باندھے
کھڑی رہیگی اور اگر اُسکا ہاتھ پکڑ لیگا تو پھر آپ کو اُسی جنگل مین دیکھیگا پھر اُس مکان مین قیامت تک نہ جا سکیگا
اور مین جو اس جگہ آیا ہون تو یہ ایک بزرگ کی دستگیری ہے ورنہ مین اس جگہ آتا یہ میرا کیا مقدور تھا پس اب تو جا
آگے وہی تالاب ہے اس بات کو سُنتے ہی وہ عاشق زار اُس تالاب پر جا پہونچا کہ اتنے مین ایک عورت ننگی اُس پانی سے
نکلی اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر پھر اُسی مین لے گئی اور حاتم شاہ آباد کی طرف روانہ ہوا ایک مدت کے بعد آفتین کھینچتا اور مصیبتین
اُٹھاتا اُس فقیر کے پاس آیا اور اُس سے ملکر وہان سے بھی روانہ ہوا پھر تھوڑے ہی دنون مین اُس مچھلی کے گھر پہونچا
اور ایک مہینے تک وہین رہا پھر وہان سے رخصت ہو کر خرسون کے جنگل مین گیا اور خرس کی لڑکی سے ملاقات کی دو مہینے
اُسکے پاس بھی رہا پھر اُس سے جدا ہو کر اُن دونون گیدڑون کے پاس آیا وہان اُنکو دیکھ بھال کر چند روز مین شاہ آباد مین
جا پہونچا حسن بانو کے لوگ اُسکو ہاتھون ہاتھ اُسکی حویلی تک لے گئے اور حسن بانو سے عرض کی کہ حاتم

صحیح وسلامت آیا ہی اُسنے سُنتے ہی اُسے بلوا کر پردے کے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیا خبر لایا ہی کہ اُسنے کہا کہ ایک
پیر مرد ظلمات مین ایک عورت نازنین پر عاشق ہو کر جنگل مین آپڑا تھا اور پکارتا پھرتا تھا کہ ایکبار دیکھا مین نے
دوسرے مرتبہ کی ہوس ہی پھر مین نے اسکو اسکی معشوقہ تک پہونچا دیا اب وہ آواز اُس جنگل سے نہین آتی اس حال کو سُنکر
حُسن بانو نے اور اُسکی دائی نے حاتم کی ہمت اور محنت پر آفرین کی پھر اُسنے کہا کہ ای حُسن بانو اب دوسری شرط
بیان کر کہ مین اُسکی بھی سعی کرون اور ڈھونڈھ نکالون اُسنے نہایت رحم دلی اور مہربانی سے کہا کہ ای حاتم تو
بہت سے دُکھ سہکر آیا ہی تھوڑے دم لے اور چند روز آرام کر حاتم نے کہا کہ آرام تو مجھے اُسی روز ہوگا جس روز خدا کے
فضل سے تیرے ساتون سوال پورے کرونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کاروان سرا مین جا کر آٹھ روز تک منیر شامی شہزادے کے
پاس رہا تمام ماجرا اپنا اُسکے آگے ظاہر کیا پھر نوین دن حُسن بانو سے جا کر کہا کہ تیرا دوسرا سوال کیا ہی خدا کے واسطے جلد کہہ

دوسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اُس شخص کے دروازے کے نوشتے کی خبر لانے کا

حسن بانو نے کہا کہ دوسرا سوال یہ ہی کہ ایک شخص نے اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہی کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال آیا
یہ کیا بھید ہی اور اُسنے ایسی کیا نیکی کی ہی اُسکی خبر لا اس سخن کے سُنتے ہی حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور حسن بانو سے
پوچھنے لگا کہ وہ کون شخص ہی اور کس طرف کو رہتا ہی حُسن بانو نے کہا کہ مین نے اپنی دائی سے سُنا ہی کہ اُسکی
جگہہ اُتّر کی طرف ہی بس اتنی ہی بات دریافت کر کے وہان سے توکّل بخدا چل نکلا ایک مدت کے بعد کسی جنگل
ہیبت ناک مین جا پہونچا اور شام کے وقت ایک درخت کے نیچے چپکا ہو کر بیٹھ رہا کہ اتنے مین آواز سوزناک اور
درد آلودہ آہ وزاری کے ساتھ کسی طرف سے اُسکے کان مین ایسی آئی کہ جسکے سُنتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور
کلیجہ جلنے لگا بے اختیار اپنے جی مین کہہ اُٹھا کہ ای حاتم یہ بات جوانمردی سے دور ہی کہ ایک شخص بندۂ خدا کسی آفت مین
گرفتار ہو کر روئے اور تو اسکی آواز سُنکر مدد نہ کرے اور اُسکا احوال نہ پوچھے اس کلام کو دل مین ٹھہرا کر اُسی طرف کا
رستہ پکڑا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ اُس جگہہ جا پہونچا کہ جہان سے رونے کی آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہی کہ ایک
جوان خوبصورت سطح خاک پر بیٹھا گوہر اشک چشمۂ چشم سے اپنے گل رخسار نازنین پر بہارہا ہی اور آہین
پُرسوز بھر کر یہ قطعہ پڑھتا ہی **قطعہ** جاؤن مین کہان اور کہون کس سے عزیزو ❊ تنگ سوچ تھین
میرے دلِ زار کا احوال ❊ جو مجھپہ گذرتی ہی رقم کر نہین سکتا ❊ اور کہہ بھی نہین سکتا کہ میری ہی
زبان لال ❊ حاتم نے کہا ای جوان دردمند ایسی کیا مشکل تجھپر پڑی ہی جو اتنا حیران اور پریشان ہی اُسنے
کہا ای مسافر مین سوداگر ہون اور یہان سے بارہ کوس پر ایک شہر عالی شان ہی وہان حارس نام ایک سوداگر
نہایت عمدہ مالدار رہتا ہی اور لڑکی بھی پری پیکر رشک قمر رکھتا ہی اتفاقاً ایک دن مین کسی طرف سے پھرتا پھرتا
کچھ مال سوداگری کا لے کر اُس شہر مین جا نکلا حارس کی حویلی کے نیچے مارے دھوپ کے بیٹھ گیا کہ ایک

میری نظر کوٹھے کی طرف جو گئی تو ایک عورت نازنین مہ جبین نظر آئی میری حالت تباہ ہو گئی تب اُس شہر کے لوگون سے
مین نے پوچھا کہ یہ کون ہی اور یہ حویلی کسکی ہی اُنھون نے کہا کہ یہ محل حارس کی بیٹی کا ہی اور وہ بڑا مالدار ہی مین نے
پھر اُنسے کہا کہ یہ لڑکی شوہردار ہی یا نہین اُنھون نے کہا کہ اُسکا باپ اُسکا بیاہ نہین کر سکتا اور اُسکا اسمین کچھ
بس نہین چلتا یہ لڑکی اپنی شادی کرنے مین آپ مختار ہی اور یہ تین سوال رکھتی ہی جو کوئی اُسکے سوال پورے
کریگا اُسی سے بیاہ کریگی اس بات کے سُنتے ہی مین اُسکی ڈیوڑھی پر گیا دربان نے خبر کی اُسنے مجھے اندر بلوایا
اور ایک فرش پاکیزہ پر بٹھا کر کہلا بھیجا کہ اگر تو عہد و پیمان پر قائم رہے تو مین اپنے سوالون سے تجھے آگاہ کرون مین نے
کہا فرمائیے دل و جان سے قبول کیا اُسنے کہا کہ اگر تو میرا کہنا کریگا تو مین تیری ہی ہو کر رہونگی اور جو یہ بھید نہ کھولیگا تو مجھے
اپنا ہی جانیو نگی مین نے اس بات کو قبول کیا اور قول دیا اُسنے کہا پہلا سوال میرا یہ ہی کہ اس شہر کے قریب ایک غار ہی
وہان آج تک کوئی نہین گیا اور معلوم نہین کہ اُسکی انتہا کہان تک ہی دوسرا یہ ہی کہ شب جمعہ کو ایک آواز جنگل سے
آتی ہی کہ مین نے وہ کام نہ کیا جو آج کی شب میرے کام آتا تیسرا یہ ہی کہ وہ مُہرا جو سانپ کے پیٹ مین ہی اُسکو
مجھے لا دے اس بات کے سُنتے ہی اور بھی رہے سہے میرے ہوش و حواس گُم ہو گئے مین نے ورا پانون کھینچا اُسنے
دست ظلم سے میرا مال و اسباب زر و جواہر لوٹ لیا اور مجکو بھی اپنے شہر سے نکال دیا مین ناچار ہو کر اس جنگل مین آپڑا ایک
تو مال گیا دوسرے رسوا ہوا تیسرے عشق کے تیر نے کلیجہ چھلنی کر ڈالا ہم امیون نے ساتھ چھوڑ دیا مین فقیر ہو گیا حاتم نے کہا
کہ تو خاطر جمع رکھ مجھے اُس شہر مین لے چل کہ مین تیرا مال و اسباب بھی تجھے دلوا دون اور معشوقہ سے ملا دون اُسنے کہا اے عزیز مین
زر و جواہر کا خیال نہین کرتا اگر وہ ہاتھ لگے اس واسطے کہ کہتے ہین دیکھنا یار کے دیدار کا دولت بیشمار ہی حاتم اُس گرفتار
عشق کو اپنے ساتھ لیکر شہر مین آیا اور کاروانسرا مین اُترا سوداگر کو وہان بٹھا کر آپ اُسکے دروازے پر گیا اور کہنے لگا
کہ مین بیاہ کرنے کو آیا ہون خبردارون نے جا کر کہا کہ ایک شخص تجھسے بیاہ کرنے کو آیا ہی اُسنے اس بات کے سُنتے ہی
پردہ ڈال کر حاتم کو گھر مین بلوا لیا اور جو عہد و پیمان اُس سے لینے تھے سو لیے اُسکے بعد حاتم نے کہا کہ تو حارس
سوداگر کی بیٹی ہی اگر اس بات پہ ہاتھ مارے اور اقرار کرے تو مین اسکی سعی مین کمر باندھون کہ جس روز فضل خدا سے
یہ کام کر چکون اُس روز مین تیرا مختار ہون جسکو چاہون اُسکو دے ڈالون اُسنے کہا بہت بہتر حاتم نے کہا
کہ اب تم اپنے باپ کو بلوا اُسنے حارس کو بلوایا حاتم نے یہ احوال اُس سے کہا اُسنے بھی اس بات کو مانا پھر
حاتم نے اُس لڑکی سے کہا کہ اپنا سوال ظاہر کر اُسنے کہا کہ اس شہر کے نزدیک ایک غار ہی تمام زن و مرد اس شہر کے
جانتے ہین تو اُسکی خبر لا کہ وہ کتنا گہرا ہی اور کتنا لنبا کہان تک ہی اور اُسمین کیا ہی اس سخن کے سُنتے ہی حاتم
وہان سے رخصت ہوا کتنے لوگ بھی شہر کے اُسکے ساتھ آئے اور اُس غار کو دکھلا کر چلے گئے حاتم اُسی مین
کود پڑا ایک رات دن غلطان و پیچان چلا گیا ایک عرصے کے بعد روشنی نمود ہوئی تب حاتم نے

معلوم کیا کہ اب یہ غار تمام ہوا بس اب یہان سے پھر سیاحت مین اسکو یہ خیال گذرا کہ اگر کوئی اسکی حقیقت پوچھے
تو مین کیا جواب دونگا یہ سمجھکر آگے بڑھا تھوڑی دور جاکر ایک میدان وسیع پاکیزہ اسکو نظر پڑا اور ایک تالاب اسمین
اچھا خاصہ صاف ستھرا پانی سے بھرا اسے دکھلائی دیا حاتم اپنے ساتھ ایک صراحی پانی کی اور تھوڑے سے بادام بھی
رکھتا تھا کبھی کبھی دو تین بادام کھا لیتا تھا اور ایک آدھ گھونٹ پانی پی لیتا اور رات دن چلا ہی جاتا کایک پانی نبڑ گیا
تب اسنے تالاب کا پانی پیا اور صراحی کو بھر کر آگے کا رستہ لیا سامنے سے ایک دیوار ایسی نظر پڑی کہ جسکو یک نگاہ اپنی
پگڑی تھام کے دیکھیے تو بھی اسکے پشتہ تک نہ پہونچے اور طائر خیال بھی اسکی طولانی قیامت تک طے نہ کر سکے پھر آگے
بڑھا اور اس دیوار کے پاس جاکر جو دیکھا ایک دروازہ نظر آیا یہ اندر گھس گیا وہان ایک بستی نظر پڑی جب
نزدیک پہونچا تب ہزارون دیو دوڑے اور چاہا کہ اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جائین اتنے مین ایک نے
انھین مین سے کہا کہ ای یارو یہ آدمی ہے اسکو تم نہ مارو کیونکہ گوشت اسکا نہایت لذیذ ہوتا ہے اگر تم اسکو کھاؤ گے
اور یہ خبر کوئی بادشاہ تک پہونچا دیگا تو پھر وہ تم سبھون کو مروا ڈالیگا چاہیے یون کہ اسے یہان نہ چھیڑو بلکہ
بادشاہ کے پاس لے چلو انھون نے کہا کہ وہ ایسا ہمارا دشمن کون ہے جو بادشاہ سے کہیگا اسنے کہا
کہ یہ کیا کہتے ہو اپنی ہی صورتون مین مدعی بہت سے ہین یہ بات میری یاد رہے بہتر یہی ہے کہ تم سب کے
سب اس سے دست بردار ہو اس بات کو وہ سنکر دوڑے اور اسکو چھوڑ کر اپنے اپنے گھر چلے گئے حاتم نے
اس جگہ سے پانون بڑھایا اور ایک طرف کا رستہ پکڑا اتنے مین اسے ایک گانون نظر آیا اسنے معلوم کیا کہ شاید یہ بستی
آدمیون سے آباد ہوگی اس گمان پر آگے گیا تو بہت سے دیوون نے آکر ہر طرف سے گھیر لیا اور اسکے کھانے کا قصد کیا
انھین مین سے بھی ایک دیو نے کہا کہ اسکو تم نہ کھاؤ بلکہ جیتا ہی بادشاہ کے پاس پہونچاؤ کیونکہ اسکی بیٹی نہایت
بیمار ہے شاید اسی آدمی کے ہاتھ سے اچھی ہو انھون نے کہا کہ تو یہ کیا کہتا ہے ہم تو سیکڑون آدمیون کو لے گئے اور
شرمندہ ہوے اب ہمین ایسی کیا ضرورت ہے جو لیجائین یہ تو ملک بادشاہی مین آہی پہونچا ہے اب کہان جا سکتا ہے
یقین یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی اسکو بادشاہ تک پہونچاویگا حاتم وہان سے بھی آگے بڑھا اور ایک موضع دوسرا اسکو
نظر آیا وہان کے دیو اسکو پکڑ کے اپنے سردار کے پاس لے گئے اس سردار کی جورو کی آنکھین دکھتی تھین
اور پانی آنکھون سے جاری تھا اسکے غم سے سردار سر جھکائے بیٹھا تھا اسنے حاتم کو دیکھتے ہی سر اٹھا کر
اسنے کہا کہ تم اپنے باپ کو کیون لائے ہو چلو دور ہو میرے سامنے سے اور اسے چھوڑ دو یہ مختار ہے جہان چاہے وہان
چلا جاے حاتم نے جو اسے غم مین گرفتار دیکھا تو پوچھا کہ ای دیو تجھے کس بات کا غم ہے اسنے کہا کہ بھائی میری بی بی کی آنکھین
دکھتی ہین اسی فکر مین مین نے رات دن کا چین اور آرام چھوڑ دیا ہے اسنے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیری جورو کی
آنکھین ابھی اچھی کر دونگا اس بات کے سنتے ہی وہ دیو اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر

لے گیا اور اپنی جورو کے پاس بٹھلا کر کہنے لگا کہ ای شخص اگر تیری دوا سے یہ اچھی ہوگئی تو جب تک جیتی رہیگی تب تک
تیری ممنون احسان رہیگی اور مین بھی اپنی بساط کے موافق کچھ نہ کچھ خدمت کرونگا اس بات کو سُنکر حاتم نے اُس سے
کہا بشرطیکہ تو میرے اس سخن کو قبول کرے کہ جب تیری بی بی کو مین اچھا کرون تب تو مجھے اپنے بادشاہ کے
پاس لے جا اور میری حکمت کی تعریف اُسکے سامنے کر تو مین دوا اُسکو دون اور اچھا کرون اُس دیو نے
حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھا کر کہا کہ بہت اچھا اگر یہ تیری تدبیر سے اچھی ہوگئی تو مین تجھے دربار شاہی مین لیجاؤنگا
اور بادشاہ کی ملازمت کراؤنگا حاتم نے ایک مُہرہ اپنی پگڑی سے کھولا اور پانی مین رگڑ کر اُسکی آنکھون مین لگا دیا اُسنے وہین
شفا پائی اور اُسی گھڑی درد جاتا رہا اُسی صورت سے اُسنے دو تین بار لگایا وہ کٹورا سی کھل گئین اور پانی بند ہوگیا
دیوون کا سردار بہت خوش ہوا اور اُسکی خدمت بہت سی کی چند روز کے بعد اُسکو اپنے ساتھ بادشاہ کے
پاس لے گیا اور اسکی تعریف کے بعد عرض کرنے لگا کہ خداوند یہ شخص دانا ہے دہر ہی حکمت مین یکتائے عصر ہے
چنانچہ میری زوجہ کی آنکھین کئی برس سے دُکھتی تھین اُسنے ایک پل مین اچھی کین یہ حال سُنکر فرد قاش بادشاہ نے
اُسپر بہت سی مہربانی کرکے کہا کہ ای شخص مین آزار شکم رکھتا ہون اور میری قوم سے کوئی میری دوا نہ کر سکا
اگر تیرے ہاتھ سے شفا پاؤن تو مین بھی مرہون احسان رہون حاتم نے کہا کہ جسوقت تم کھانا کھاتے ہو اسوقت
تمھارے پاس کسی قدر امیر و امرا جمع ہوتے ہین اُسنے کہا کہ جتنے چھوٹے بڑے ہین سب کے سب حاضر رہتے ہین
حاتم نے کہا کہ آج اُسی وقت مین بھی حاضر رہون وہ بولا کہ بہت اچھا اتنے مین ایک دسترخوان وسیع بچھا اور
طرح بطرح کے کھانے اُسپر چنے گئے بادشاہ چاہتا تھا کہ اُسپر ہاتھ ڈالے اور کچھ تناول کرے کہ اتنے مین حاتم نے
کہا کہ ای بادشاہ ذرا ٹھہر جا وہ رک گیا تب اُسنے ایک رکاب سے سرپوش اُٹھایا اور اُسکو سب اہالی و موالی کو
دکھا کر پھر اُسی طرح سے ڈھانپ دیا ایک دم کے بعد کہا کہ اسکو کھول کر دیکھو کھولا تو تمام رکاب کیڑون سے بھری
ہوئی تھی بادشاہ اس ماجرے کو دیکھکر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیا باعث ہے حاتم نے کہا کہ یہ سب ان دیوون کی
نظر کا سبب ہے آپ کو لازم ہے کہ نعمت خانے مین اکیلے کھانا نوش جان کیا کرین تا یہ اسکو نہ دیکھین اُسنے اُسی
سبب سے جو اُس روز کھایا آرام رہا پیٹ مین درد نہوا دو تین روز کے بعد بالکل اچھا ہوگیا تب حاتم کو
گلے لگا کر کہنے لگا کہ ای شخص مجھسے کیا چاہتا ہے مانگ اُسنے کہا کہ مین انسان ہون اور بہت سے میرے
بھائی تیرے یہان قید ہین انکو چھوڑ دے تو عین بندہ پروری اور احسان ہے اس بات کے سُنتے ہی فرد قاش
بادشاہ نے اُن سبھون کو بُلوایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کرکے کچھ خرچ راہ دے کر رخصت کیا پھر آپ
حاتم سے کہنے لگا کہ اب مین ایک عرض اور رکھتا ہون اگر تو اسکو قبول کرے حاتم نے کہا کہ فرماؤ مین جان سے
حاضر ہون فرد قاش بادشاہ نے کہا کہ میری [illegible] کچھ سیر کرو تو مین نہایت

ممنون احسان ہون اس بات کے سنتے ہی حاتم اٹھ کھڑا ہوا بادشاہ اسکو اپنے ساتھ محل مین لے گیا حاتم نے اُس لڑکی کو
دیکھا نہایت دُبلی ہو رہی ہے اور رنگ زرد ہو گیا ہے کہا کہ تھوڑا شربت بنا لاؤ جب نہین وہ لائے وہ نہین اُس مہرے کو اُسمین
گھسکر اُسے پلایا ایک ساعت کے بعد دست آنے لگے تمام دن تو یونہین گذرا شام کے وقت کئی مرتبہ قی اور غش مین ہو گئی
نروقاش ڈرا اور کہنے لگا کہ ای عزیز یہ کیا حالت ہے کہین ایسا نہو کہ یہ مر جاے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہ کر خدا اچھا کریگا تمام رات
اسی طرح سے گذری صبح ہوتے ہی اسکو بھوک لگی خاصہ یاد کر کے کچھ نوش جان فرمایا غرض پندرہ روز کے عرصہ مین آزار بالکل
جاتا رہا چہرہ چمکنے لگا حاتم نے بادشاہ سے کہا اب تمھاری بیٹی نے شفا پائی مجھکو رخصت کرو کہ مین اپنے کام کے واسطے جاؤن
بادشاہ نے بہت سے روپے و اشرفیان اور بہت سے جواہرات کے خوان منگوا کر اُسکے آگے رکھے اور کہا اگرچہ یہ تیرے لائق
نہین ہین پر ہماری خوشی یہی ہے کہ کچھ لے حاتم نے کہا مین تن تنہا انکو کیونکر اٹھاؤن اور کہان لیجاؤن اُسنے اپنے دیوون کو بلا کر
کہا کہ یہ سب زر و جواہر تم اپنے سرون پر رکھکر اسکے ساتھ لیجاؤ حاتم اُس سے رخصت ہوا ایک مہینے کے بعد دیو کون نے
تمام اسباب سمیت اُسکو غار پر پہونچا دیا اور آپ چلے گئے اُسیر بھی کتنے جاسوس کہ حارس کی بیٹی نے غار کے دروازے
متعین کیے تھے ڈر کر بھاگے جب حاتم نے پکار کر کہا کہ نہ بھاگو مین وہی ہون جو غار کی خبر لینے کو گیا تھا خدا کے فضل سے
جیتا پھر آیا ہون بارے وہ اسکی آواز پہچان کر پھرے تو کیا دیکھتے ہین کہ حاتم ہی جھٹ پٹ حاتم اُس مال و اسباب کو
اٹھوا کر کاروان سرا مین لے آیا اور اُسی سوداگر کو بخش دیا وہ اُسکے پاؤن پر گر پڑا اُسنے اُسکو گلے سے لگا لیا پھر یہ حال
خبر دارون نے جا کر اُس لڑکی سے کہا اُسنے حاتم کو بلوا بھیجا اور غار کا ماجرا پوچھا حاتم نے ہو بہو اُسکی حقیقت سے اُسکو
آگاہ کیا اور کہا کہ ایک تیری شرط مین بجا لایا اور دوسری کہہ اُسنے کہا کہ جمعے کی رات کو ایک آواز آتی ہے کہ وہ کام نہ کیا مین نے
جو آج کی رات میرے کام آتا اسکو سُنکر حاتم وہان سے روانہ ہوا اور سر بصحرا چلا چند روز کے بعد وہ آواز اُسکے کان مین
آئی یہ اُسکے کھوج مین رات دن پھرنے لگا کہ ناگاہ ایک گانؤن نظر پڑا وہان کے لوگ گریہ وزاری کر رہے تھے
یہ آگے بڑھا اور اُس خلقت سے پوچھنے لگا کہ تم سب کے سب کس واسطے روتے ہو اور کیون جانین کھوتے ہو
کسی نے کہا کہ ساتوین تاریخ پنجشنبہ کے دن ایک بلاے عظیم آتی ہے اور ایک آدمی کو کھا جاتی ہے اگر اُس وقت کسی کو نہ پائے
تو پھر تمام شہر کو اُجاڑ دے چنانچہ اس مرتبہ رئیس کے لڑکے کی باری ہے اسواسطے یہ سب آہ وزاری کرتے ہین اس سخن کو
سُنکر حاتم رئیس کے پاس گیا اور اُسے دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ تیرے بیٹے کے بدلے مین جاؤنگا وہ اس جرأت پر
حاتم کی آفرین کر کے بولا کہ ای جوان مرد چار روز اس بلا کے آنے مین باقی ہین حاتم نے کہا کہ اُسکی صورت
کیسی ہے اگر کسی نے دیکھی ہے تو مجھے بتا دے رئیس نے اُسکی صورت زمین پر کھینچکر دکھلا دی حاتم نے
کہا کہ اسکا نام حلوقہ ہے کسی کی ضرب سے نہ مارے مرے گی نہ کسی کی چوٹ کھائیگی ہان اگر سیر آئینا قبول کرو
تو مین تمھارے سر سے یہ بلا ٹالون اور جس صورت سے بنے مارون اس بات کو سُنکر وہ خوش ہوا اور کہنے لگا کہ کیا

ارشاد کرتے ہو کر و اُسنے کہا کہ بہت شہر مین کوئی شیشہ گر بھی ہی اُسنے کہا کہ جتنے چاہیے ہون اُتنے موجود ہین پھر
حاتم اور رئیس شیشہ گرون کی دوکان پر گئے اور کہنے لگے کہ آج کے دن سمیت چار روز کے عرصے مین ایک آئینہ دو سو گز کا
لنبا اور سو گز کا چوڑا تیار کرو کہ یہ بلا ٹلے نہین تو تمام گاؤن کو کھا جائیگی غرض رئیس نے اُسی گھڑی اُتنے بڑے آئینے
بنانے کا اسباب منگوا دیا اور اُنھون نے تین روز کے عرصے مین ویسا ہی آئینہ بنا دیا پھر حاتم کو خبر کی اُسنے کہا کہ تم سب
چھوٹے بڑے اس بستی کے جمع ہو کر ہاتھون ہاتھ اس آئینے کو وہان لیجا کر کھڑا کرو کہ جہان بلا آتی ہی اُنھون نے اُسکے
کہنے کے بموجب کیا حاتم نے پھر اُنسے کہا کہ اب ایک چادر سفید کوئی لا دے کہ جس سے اسکی پوشش ہو وہ اُسی گھڑی چادر
بھی لے آئے اور اُس آئینے کو ڈھانپ دیا حاتم نے پھر اُنکو کہا کہ ای یارو تم اب اپنے اپنے گھر کا رستہ لو اور خاطر جمع سے
بیٹھ رہو اگر کسی کا جی تماشا دیکھنے کو چاہتا ہو وہ میرے ساتھ رہے کسی نے جواب نہ دیا مگر اُس رئیس کے لڑکے نے
کہا کہ مین تمھارے پاس رہونگا اُسکے باپ نے کہا کہ ای جان پدر ایسا قصد نہ کر کیونکہ مین نے تیرے واسطے اتنے
روپے خرچ کیے اور تو بھی اُسکے آگے جاتا ہی وہ بولا کہ بابا جان تمنے تو مجکو اُسکا نوالہ آگے ہی مقرر کیا تھا اب
کیا ہی جو ارشاد کرتے ہو میری رضامندی اسی مین ہی کہ مین اس جوان کے ساتھ جاؤنگا کیونکہ یہ بیچارہ مجھے
اس موذی کے جنگل سے چھوڑاتا ہی یہ عجب مسلمانی ہی کہ یہ غریب ہم سبھون کے واسطے جان بوجھکر آپ کو اژدہے کے
منھ مین ڈالتا ہی اور تم اُسکو تنہا چھوڑے جاتے ہو غرض اُسنے ہرگز باپ کی بات نہ مانی اور بعد خوشی اُسکی ہمراہی قبول کی
جب دن آخر ہوا اور رات ہوئی تب وہ آواز بدستور سابق اُنکے کان مین آئی سب کے سب ڈر گئے تھوڑی دیر کے بعد
حلوقہ گنبد کے مانند نمود ہوا اس صورت سے کہ نو ہاتھ نو پاؤن نو منھ بدن مین ہین اور لوٹتا چلا آتا ہی دھوان اور شعلے
ہر منھ سے نکلتا ہی بسنے والے اُس گاؤن کے کوس دو کوس کے تفاوت سے کھڑے ہوے جو دیکھتے تھے ڈر سے اور
بھاگ گئے حاتم نے جو دیکھا کہ وہ آہی پہونچا فوراً اُس چادر کو آئینے کے اوپر سے اُٹھا دیا اُسنے اپنی صورت اُسمین
جب دیکھی تو دم بخود ہو کر ایسا نعرہ مارا کہ تمام زمین اُس گاؤن کی اور جنگل کی ہل گئی اور خلقت غش ہو گئی آخر
اُسنے یہان تک دم کھینچا کہ پیٹ پھٹ گیا تب ایک ویسی ہی آواز ہولناک بیابان مین پھر پیدا ہوئی کہ رہے سہے بھی
بیہوش ہو گئے کچھ دیر کے بعد جب ہوش مین آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ حلوقہ مرا پڑا ہی اور اُسکے شکم کی آلایش سے تمام
جنگل بھر گیا ہی بلکہ ایک دریا جیسے پانی کا بہتا ہی تب رئیس اور اُسکا بیٹا دونون رعیت سمیت حاتم کے
پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ ای جوان مرد تو کیونکر اُسکے ہاتھ سے بچا اور وہ کس صورت سے مارا گیا اُسنے کہا
کہ اسکا نام حلوقہ ہی وہ کسی سے نہ مارا جاتا مگر یہی ڈھب تھا کہ اپنی ہی صورت دیکھے کسی دوسرے کو نہ دیکھے
تب غصے سے یہان تک اپنا دم بند کرے کہ پیٹ پھول کر پھٹ جاے اس سخن کے سنتے ہی اُنھون نے اپنے اپنے
مقدور کے موافق ایک طرح کا [illegible] اُسکے آگے لا رکھا اور ہاتھ باندھ کر منت وزاری کہا کہ

اسکو قبول کرو تو ہماری تسکین ہو اُسنے کہا کہ صاحبو مین نے کچھ اس زر و جواہر کا لالچ کر کے یہ کام نہین کیا مین نے
تو برائے خدا اسی صورت سے یہ کام کرتا ہون اور ایک مدت سے اسی کام پر کمر باندھے مستعد رہتا ہون پھر اُنھون نے
پوچھا کہ حضرت سلامت آپ کا آنا اس طرف کیونکر ہوا وہ کہنے لگا آج روز جمعہ ہوا مین نے یون سُنا ہی کہ ایک
آواز اس جنگل کی طرف سے اب ڈھب کی آتی ہی کہ مین نے وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا اس بات کی
تحقیق کرنے کو اپنے شہر سے نکلا اور یہان تک آ پہونچا ہون اب چلا جاؤنگا رئیس نے کہا کہ صاحب مین ایک مدت سے
اس آواز کو یونہین سُنتا ہون پر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کس کی آواز ہی اور کہان سے آتی ہی حاتم اُس روز تمام دن
یونہین رہا جب رات ہوئی تب وہی آواز پھر آئی وہ اُسے سنتے ہی اُسطرف کو روانہ ہوا اور کئی دن چلا گیا کہ ایک
دن سامنے سے ایک ٹیلا نظر آیا اور اُسکے نیچے پانچ چھ سو سوار اور پیادے کے قریب دکھلائی دیے کہ چلے آتے ہین
پھر اُسنے جو خوب سا غور کر کے دیکھا تو نہ وہ سوار ہین نہ پیادے ایک قبرستان ہی تب حاتم نے اپنے دل مین
کہا کہ یہ مزار صاحب کمالون کے ہین یہ آواز بھی شاید یہین سے آتی ہی یہین بیٹھا چاہیے اتنے مین رات ہوئی اور
آواز پھر آئی حاتم یاد خدا مین مشغول تھا جب پہر رات گذر گئی تب ہر ایک قبر سے ہر ایک شخص بزرگ صورت
نکلا فرش سُتھرا اور پاکیزہ بچھا کر نورانی حُلّے پہن کر اپنی اپنی مسند پر بیٹھا اتنے مین ایک شخص بحال تباہ گندے
کپڑے خاک آلودہ پہنے برہنہ پا کسی ٹوٹی گور سے نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا وہ مسند نشین قہوے پیا کیے نہ اُسکی
طرف کسی نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا نہ کسی نے ایک پیالہ قہوے کا دیا تب اُسنے ایک آہ سرد کھینچکر باواز بلند کہا کہ
آہ وہ کام نہ کیا مین نے جو آج کی رات میرے کام آتا حاتم نے اس آواز کے سُنتے ہی کہا کہ احسان خدا کا
مین اپنی منزل مقصود کو پہونچا اتنے مین بہت سے خوان غیب سے اُن بزرگون کے آگے آئے اور اس ہر ایک
خوان مین ایک ایک پیالہ کھیر کا اور ایک ایک کوزہ پانی کا تھا اور ایک خوان اُن خوانون مین سے جدا اُنھون نے
کھانا کھاتے ہوے آپس مین کہا کہ اے عزیزو آج کی رات ایک مسافر ہمارے یہان مہمان آیا ہی اُسکو بلاؤ کہ یہ خوان
علیحدہ اُسی شخص کا حصہ ہی جلد ایک شخص اُٹھا اور حاتم کو لا کر ایک مسند پر بٹھایا خوان اُسکے آگے رکھ دیا حاتم نے
اُس شخص کی طرف دیکھا جو اُن لوگون سے دور میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرے مار رہا تھا اور ایک خوان اُسکے آگے
بھی دھرا تھا مگر اُسمین ایک پیالہ تھوہڑ کے دودھ اور سنگریزون سے بھرا ہوا اور کوزے مین پانی کی جگہ پیپ اور لہو
اس حالت کو دیکھکر حاتم سر جھکا کر کھانا کھانے لگا اور اُسکی طرف دیکھنے لگا اتنے مین سب کے سب کھانا کھا چکے خوان
اُٹھا لیے تب حاتم نے متفکر ہو کر اُنسے کہا کہ مین آپ سے کچھ عرض رکھتا ہون اگر حکم ہو تو عرض کرون
اُنھون نے کہا کہو وہ بولا یہ کیا کہ تم مسندون پر غرور و وقار سے بیٹھے ہوے ایسے کھانے لذیذ کھاؤ اور یہ
غریب روتا ہوا خاک پر بیٹھا تھوہڑ کا دودھ زہر مار کرے اُنھون نے کہا کہ ہم اس امر سے آگاہ نہین تو اُسی سے

پوچھ حاتم وہان سے اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور کہنے لگا کہ ای عزیز تُنے ایسا کیا گناہ کیا ہی جو اس عذاب مین گرفتار
ہوا ہی براے خدا کچھ تو کہہ وہ اس بات کے سنتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ ای جوانمرد مین اسی شہر مین
انھین لوگون کا سردار ہون اور میرا نام یوسف سوداگر ہی سوداگری کے واسطے شہر خوارزم کو جاتا تھا اور بخیل بھی
ایسا تھا کہ کبھی خدا کی راہ مین کوڑی پیسا دانہ پانی کثیر القلیل نہ آپ دیتا نہ کسی کو دینے دیتا اور اگر کوئی نوکر چاکر میری
چوری سے کسی کو دیتا اور معلوم ہوتا تو اُسے منع کرتا کہ اپنا مال کیون کھوتا ہی بلکہ اکثر غلامون کو خیرات کرنے پر مارتا وہ کہتے کہ
ہم خدا کے واسطے دیتے ہین کہ یہ ہماری عاقبت مین کام آئیگا مین اُنپر ہنستا غرض وہ جب اس ڈھب کی نصیحت کرتے
تو مین کان نہ دھرتا اور مطلق نہ مانتا کہ ایک دن چور آ پڑے ہم سبھون کو لوٹا مارا یہین گاڑ دیا انھون نے اپنی سخاوت کے
سبب ایسا مرتبہ پایا اور مین اپنی بخیلی کے باعث سے اس بلا مین مبتلا ہون وطن میرا چین ہی اور اولاد میری
خراب حال ٹکڑے کو محتاج بھیک مانگتی پھرتی ہی اور ایک درخت کے نیچے میرے حجرے کے بہت سا مال اور جواہر
گڑا ہی یہ میرے طالعون کی شومی ہی کہ سب لوگ میرے مسندون پر بیٹھے ہوے شیر برنج اور ٹھنڈا پانی نوش
کرتے ہین اور بہشت کے حلے پہنے ہوے ہین اور مین اس خستہ حالی مین گرفتار ہون اور حق تو یہ ہی کہ اپنے کیے کی
سزا پاتا ہون حاتم نے کہا کہ کوئی طریقہ تیری نجات کا ہی اُسنے کہا کہ مین تو ایک مدت سے آہ و زاری کرتا ہون
مگر کوئی میری داد کو نہین پہونچتا مگر آج کی رات تو آیا ہی اگر تجھکو خدا توفیق دے تو تو شہر چین مین جا میری حویلی
سوداگرون کے محلے مین ہی اور یوسف سوداگر نام مشہور ہی وہان جاکر محلے والون سے میرا حال کہہ اغلب ہی کہ میرے
لڑکے بالے تیرے پاس آئین چاہیے کہ یہ ماجرا اُنسے بالمشافہ تو بیان کر بعد اُسکے فلانی جگہ میرا مال و جواہر
بیحد و بیقیاس گڑا ہی اُسکو نکال کر چار حصے کرکے ایک حصہ اُنمین سے میرے فرزندون کو دے اور تین حصے خدا کی
راہ مین خرچ کر بھوکون کو کھانا کھلا ننگون کو کپڑے پہنا مسافرون کو خرچ راہ دے امید ہی کہ تیری توجہ سے مین
بھی نجات پاؤن اور انکا ہمنشین ہون حاتم نے قسم کھا کر کہا کہ ای عزیز اگر مین تیرا کام بخوبی نہ کرون اور اس فریاد کو نہ
پہونچون تو طی کے نطفے سے پیدا نہوا ہون غرض حاتم رات کو وہین رہا اور دیکھا کیا کہ وہ سب عیش و عشرت مین ہین
اور یہ فریاد و زاری مین جب صبح ہوئی شہید اپنے اپنے مکانون مین گئے اور حاتم چین کی طرف روانہ ہوا ایک مدت کے
بعد منزلین طی کرتا اور آفتین سہتا ایک مکان پر جا پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک شخص کنوئین پر کھڑا پانی بھرتا ہی اُسنے
آپ کو اُسکے پاس پہونچایا اور چاہا کہ اُسکے ہاتھ سے ڈول لیکر پانی پیے کہ اتنے مین ایک سانپ نے ہاتھی کی سونڈ کی
مانند منھ نکالا اور اُس شخص کی کمر پکڑ کر کنوئین مین کھینچ لیا اس واردات کو دیکھکر حاتم ہاتھ مل مل کر کہنے لگا کہ ای
موذی یہ کیا کیا تو نے جو اس غریب پردیسی کو لے گیا وہان اسکے بال بچے یہ امید رکھتے ہونگے کہ بابا جان کچھ
خرچ بھیجینگے یا آپ ہی لیے آتے ہونگے تو نے یہان اُسکو جان ہی سے کھو دیا یہ جھکر پھر اپنے جی مین کہنے لگا

کہ ای حاتم افسوس ہی کہ تو اس حال کو اپنی آنکھون سے دیکھے اور اُسکی داد کو نہ پہونچے پس خدا کو کیا جواب دیگا
اور تیرا نام دنیا مین کیا خاک رہیگا یہ کہا اور کنوین مین کود پڑا تھوڑی دور چلا گیا جب زمین پر اُسکا پانون لگا تب آنکھین
کھول کر دیکھا نہ وہ چاہ ہی اور نہ وہ پانی ایک میدان وسیع نہایت خوش قطع درختون سے ہرا بھرا لہلہاتا نظر آیا اور اُن
درختون سے ایک محل شُتھرا ایسا چمکتا دکھلائی دیا یہ اُسکی طرف چلا اور دل مین کہتا تھا کہ مسافر کو وہ کہان لیگیا اور یہ محل
کہان سے پیدا ہوا اسی سوچ مین اُس حویلی کے پاس جا پہونچا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایوان پاکیزہ اور بیٹھکین آراستہ جا بجا طیار ہین
ایک مکان مین بلور کا تخت بچھا ہی اور اُسکے نیچے ایک مرد دراز قد درخت کے مانند سوتا ہی اُسکو دیکھکر وہان گیا اور کہا کہ ذرا
آگے جاکر دیکھیے کہ یہ کون ہی جب نزدیک پہونچا تب اُسکے سرھانے کھڑا ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ جب یہ اُٹھیگا تب
اُس سے حال پوچھونگا اتنے مین وہی سانپ مسافر کو باغ مین کسی جگہہ چھوڑ کر حاتم کی طرف لپکا حاتم مسافر کے
باعث سے غصے مین بھرا ہوا تھا دونون ہاتھ سے اُسکو پکڑ کر ایسا دبایا کہ وہ چلانے لگا اُسکے شور سے دیو چونک پڑا
اور پکارا کہ ای عزیز کیا کرتا ہی یہ میرا پیک ہی چھوڑ دے حاتم نے کہا کہ جب تک یہ مسافر کو نہ چھوڑیگا تب تک مین
اسے نہ چھوڑونگا یہ بات سُنکر دیو نے سانپ سے کہا کہ خبردار یہ کوئی بڑا ہی زبردست معلوم ہوتا ہی
غالب ہی کہ ہمارے طلسم کو توڑے اور تیرے منھ مین پیٹھے حاتم یہ بات سُنتے ہی سانپ کے پیٹ مین گھس گیا کیا
دیکھتا ہی کہ ایک اندھیرا گھر ہی اور سانپ کا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہی یہ حیران ادھر اُدھر پھر رہا تھا کہ
اتنے مین ایک آواز اُسکے کان مین اس ڈھب کی آئی کہ ای حاتم اس اندھیرے گھر مین جو چیز تیرے ہاتھ لگے تو اُسکو
بے کھٹکے خنجر سے ٹکڑے کرڈال تو اس طلسمات سے نکلے نہین تو تا بہ قیامت یہی تیرا گھر ہی اس بات کو سُنتے ہی
وہ ایک طرف ہاتھ بڑھاکر ٹٹولنے لگا کہ اتنے مین ایک چیز گاے کی صورت اُسکے ہاتھ لگی وہین اُسنے خنجر تیز سے
اُسکو چیر پھاڑ ڈالا فی الفور ایک چشمہ دریا سے زیادہ لہرین لیتا ہوا پیدا ہوا اور حاتم غوطے کھانے لگا
دو تین غوطون کے بعد اسکا پانون زمین کی تہ پر جا پہونچا اور اُسنے آنکھین کھول کر جو دیکھا تو نہ وہ مکان ہی
نہ وہ سانپ ہی نہ وہ پانی ہی نہ وہ باغ ہی مگر ایک صحرا وسیع نظر آتا ہی اور اُسمین ہزارون آدمی ہین بعضے
قریب مرگ پہونچے ہین اور بعضے سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہین اور وہ مسافر بھی اُنھین مین کھڑا ہی حاتم اُسکے
پاس جاکر پوچھنے لگا کہ ای بھائی تجھے یہان کون لایا ہی اُسنے کہا کہ مجھے ایک سانپ لاکر یہان چھوڑ گیا ہی
اور آپ معلوم نہین کیا ہوا اور لوگون نے بھی کہا کہ ہمکو آج ہی لایا ہی پر یہ تو فرمائیے آپ کیونکر تشریف
لائے ہین تب حاتم نے اُس طلسم کا تمام ماجرا بخوبی اُنکے سامنے بیان کیا اور کہا کہ تم اپنے اپنے گھر جاؤ مین نے تمھارے
دشمن کو مارا وہ کہنے لگے کہ بندہ پرور ہم قیدیون مین سے کتنے ہی مارے بھوک اور پیاس کے مر گئے اور کتنے ہی ہلاکت کے
قریب پہونچے حق تعالی تمکو اسکی جزاے خیر دے کہ ہم تمھاری دستگیری سے اُس موذی کے چنگل سے نکلے یہ کہکر سب اپنے اپنے گھر گئے اور

حاتم اُنسے رخصت ہوکر چین کی طرف روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر عالیشان کے دروازے پر جا پہونچا اور اندر
جانے کا قصد کیا دربانون نے روکا کہ کہان جاتا ہی پہلے بادشاہ کے پاس چل اور اُس سے سوال و جواب کر پھر جہان چاہتا
وہان جانا حاتم نے اُنسے کہا بھائیو تمھارے شہر کا یہ کیا چلن ہی مسافرون کو تو ہر شخص آرام دیتا ہی اور تم لوگ کیسے ہو جو ایذا
دیتے ہو دربانون نے کہا ای مسافر اس شہر کی راہ چلنے سے رہ گئی ہی اسلیے کہ یہان کے بادشاہ کی ایک لڑکی ہی کہ اُسکے
روبرو مسافر کو لے جاتے ہین اور وہ اُس سے تین سوال کرتی ہی وہ جواب نہین دے سکتا آخر صبح کے وقت
اُسے سولی دیتے ہین اسی واسطے اس شہر کا نام بیداد نگر رکھا ہی کیونکہ یہان کوئی مسافر جیتا نہین بچتا آخر حاتم
اُن لوگون کے ساتھ ہوکر بناچاری بادشاہ کے پاس گیا اور جی مین یہی کہتا تھا کہ دیکھیے وہ کیا پوچھتا ہی جب
یہ اُسکے سامنے گیا تب اُسنے اس سے پوچھا کہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی اور کیا نام رکھتا ہی اُسنے کہا کہ مین
بنی آدم ہون اور چین کے جانے کا ارادہ رکھتا ہون میرے نام سے تجھے کیا کام ہی اور کہا ای بادشاہ
تیرے سوا کوئی مسافرون کو ایذا نہین دیتا بلکہ ہر ایک اپنے حوصلے کے موافق مہمانی کرتا ہی اس واسطے کہ
بھلا کہلائے اور نیکی کے ساتھ اُسکا نام تمام عالم مین آفتاب کے مانند روشن رہے اس کلام کو سُنکر بادشاہ نے رو دیا
اور کہا کہ کیا کرون یہان ایک بلا نازل ہوئی ہی پہلے اس شہر کا نام عدل آباد تھا اب اس کمبخت لڑکی کے ظلم سے
بیداد نگر مشہور ہی ایک مدت سے یہان مسافر مارے جاتے ہین اُنکا خون میری گردن پر ہی حاتم نے کہا کہ پھر تو
اُسکو مار کیون نہین ڈالتا وہ بولا کہ آج تک کسی نے بھی اپنے لڑکے بالے مارے ہین جو مین اس لڑکی کو مارون اُس
سخن کو سُنکر حاتم آب دیدہ ہوا اور کہنے لگا تو ناچار ہی تیرا کچھ بس نہین خدا کریم ہی اس بوجھ کو تیری گردن سے
دور کریگا پھر وہین حاتم کو محل مین لے گئے اور لڑکی کو آراستہ کر کے اُسکے پاس بٹھا دیا حاتم نے اُسے دیکھتے ہی
اپنے دل مین کہا کہ اس پریزاد کے برابر جہان مین کوئی خوبصورت اور حسین نہین اور اُسکا بھی پردہ
حجاب اُٹھ گیا اور حاتم کی تعظیم کی بلکہ اُسکے حُسن خداداد پر عاشق ہو گئی اور ایک تخت مرصع پر بیٹھا کر
آپ ایک کرسی زرین پر بیٹھی اور دائی کو بلوا کر کہنے لگی کہ ای مادر مہربان آج مین اس مسافر پر عاشق و مبتلا
ہوئی ہون اور یہ بھی بزرگ زادہ معلوم ہوتا ہی حیف ہی کہ صبح کو یہ بھی سولی دیا جائیگا دائی نے کہا کہ ای جان
مادر تیرے نصیب نہایت بد معلوم ہوتے ہین ہم کیا کہین اور بہت غریب و غربا امیر و امرا تیرے ہاتھ سے مارے گئے
اُنکا خون تیری گردن پر رہیگا اور تیری قسمت ہر چند ایسی نیک نہین لیکن اغلب ہی کہ تیرا کام اسکے ہاتھ سے
نکلے اتنے مین حاتم نے کہا کہ بھلا مین بھی سنون کہ وہ کونسا کام ہی کہ جسکے واسطے اتنے مسافر مارے گئے
ہین دائی نے کہا ای جوان خوشرو جب رات ہوتی ہی تب یہ لڑکی جنم جلی دیوانی ہو جاتی ہی اور باتین لایعنی
بکتی ہی اور سوال کرتی ہی جو مسافر اُسکا جواب نہین دے سکتا ہی اُسکو یہ آپ ہی مار ڈالتی ہی یا سولی

دلواتی ہو اُسوقت مین اُسکے پاس نہین ہوتی غرض اسکی یہی اوقات اور عادت ہی حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ دیکھیے
اب مجھے یہان موت لائی ہی یا حیات اتنے مین دائی باورچیخانے مین گئی اور کھانا لاکر کہنے لگی کہ ای مسافر اجل گرفتہ کچھ
اسمین سے کھا اُسنے کہا کہ کھانا نہین جب کھاؤنگا کہ اسکا کام تمام کو پہونچاؤنگا اب یہ کھانا مجھپر حرام ہی بلکہ یہ جی کا دینا ہی
کھانا کھانا نہین اور یہ بات عقلمندون اور جوانمردون سے دور ہی دائی نے کہا ای جوان معلوم ہوا کہ اسکے کام کا سرانجام
تجھسے ہوگا کیونکہ تو حق نمک سمجھتا ہی اتنے مین رات ہوگئی اور ہر ایک دودا دائی ماما چھوچھو لونڈی غلام نوکر چاکر محل سے
باہر گئے اور دروازے کو بخوبی تمام بند کردیا پہر رات کے بعد وہ لڑکی دیوانون کی طرح سے کودنے لگی اور سخن بیہودہ
زبان پر لائی پھر حاتم کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی کہ ای جوان تجکو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا جو نامحرم ہوکر یہان تک
چلا آیا اگر آیا ہی تو اب ہمارے سوالون کے جواب دے حاتم نے کہا کیا سوال رکھتی ہی کہ اُسنے کہا پہلا میرا سوال یہ ہی
کہ وہ قطرہ کونسا ہی جو جاندار پیدا ہوتا ہی حاتم نے تامل کے بعد جواب دیا کہ وہ قطرہ دریاے ابر انسان ہی یعنے نطفہ کہ
جاندار پیدا ہوتا ہی پھر حاتم نے کہا کہ دوسرا سوال کہ اُسنے کہا کہ وہ کونسا میوہ ہی جو سب میوون سے زیادہ میٹھا ہی حاتم نے
کہا کہ وہ فرزند ہی کہ سب میوون سے شیرین تر ہی پھر اُسنے تیسرا سوال پوچھا بولی وہ کیا چیز ہی جو ہر کسی کو دکھائی دیتی ہی
حاتم نے اس بات کے سُنتے ہی کہا کہ ای بی بی وہ موت ہی کہ کسی کو نہین چھوڑتی اس سخن کو سُنکر اس لڑکی نے
آنکھین نیچی کرلین اور کانپنے لگی آخر کرسی سے خاک پر گر پڑی اور بیہوش ہوگئی کہ اتنے مین ایک کالا سانپ نہایت
ہیبت ناک وہان نظر آیا اور پھن پھنا کر حاتم کی طرف لپکا وہ جی مین کہنے لگا کہ اگر اسکو مارتا ہون تو ایذادہندہ ٹھہرتا ہون اور
اگر مارتا نہین تو یہ مجکو نہین چھوڑتا جلد یہ سوچ کر وہ مہرہ جو ریچھ کی بیٹی نے دیا تھا پگڑی سے کھولکر اپنے منہہ مین
رکھ لیا اور اُس سانپ کو ہاتھ سے پکڑکر ایک ہانڈی مین بند کرکے خنجر سے نکال کر انگنائی مین قدآدم گڑھا کھود کے
گاڑ دیا اور آپ تخت پر جا بیٹھا پچھلے پہر رات کو لڑکی ہوش مین آئی اور اپنے منہہ پر نقاب لیکر کہنے لگی کہ ای نامحرم تو کون ہی
اور اس تخت پر کس واسطے بیٹھا ہی حاتم نے کہا کہ ای نادان تو اتنے عرصے مین مجکو بھول گئی مین وہی ہون کہ کل
تیرے باپ کے لوگ مجھے ہاتھون ہاتھ یہان لے آئے تھے اس بات کے سُنتے ہی اُسنے اپنی دائی اور خواصون کو
پکارا اور کہا کیا سبب ہی کہ یہ مسافر آج جیتا بچا دائی نے کہا کہ خدا کریم ہی اُسنے اسکو اپنی حفاظت مین رکھا ہی ارے
تم اپنا حال کہو کہ اب کیسی ہو اُسنے کہا کہ کچھ آج مین اپنا بدن ہلکا معلوم ہوتا ہی نہین تو ہمیشہ بھاری رہتا تھا پھر دائی
حاتم سے پوچھنے لگی کہ ای جوان تو نے یہان کیا دیکھا ہی تیرا جی کیونکر بچا حاتم نے کہا کہ مین تجھے اس بات سے ہرگز
آگاہ نہ کرونگا مگر اُسکے باپ سے کہونگا اتنے مین نور کا تڑکا ہوا اور صبح کا تارہ چمکا کہ بادشاہ آیا اور حاتم سے پوچھنے لگا کہ ای
مسافر تو کیونکر جیتا بچا حاتم نے کہا کہ جب پہر رات گئی تب آپ کی لڑکی دیوانی ہوئی اور کلمے واہی تباہی بکنے لگی اور منہہ سے
کف نکالتی ہوئی میری طرف دوڑی اور کہنے لگی کہ ای نامحرم تو نے اتنا مقدور کہان سے پیدا کیا جو بے دھڑک میری

حویلی مین آیا خیر اگر اب آیا ہی تو میرے سوال کے جواب دے آخر کار اُسنے مجھسے تینون سوال کیے مین نے خدا کے فضل سے اُن تینون کے جواب بخوبی دیے اس بات کے سُنتے ہی وہ تھر تھرائی اور کرسی سے گرکر بیہوش ہوگئی پھر ایک سانپ اُسکے پہلو سے نکل کر مجھپر لپکا مین نے اُسکو پکڑکر اُسی انگنائی مین گاڑ دیا ہی باور نہو تو دیکھلو پھر وہ لڑکی ہوش مین آئی اور حجاب کرنے لگی بادشاہ نے پوچھا کہ ای جوانمرد یہ کیا اسرار تھا حاتم بولا کہ ایک جن اس لڑکی پر عاشق تھا کہ سانپ بنکر یہ ایک سا ہو کو مار ڈالتا تھا بارے خدا کے فضل سے یہ بلا ٹلی ہم تمھارے سر سے ٹلی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے شخص یہ لڑکی مین نے تجھی کو دی اور یہ ہی میرا قول تھا لازم ہی کہ تو بھی قبول کرے حاتم نے کہا کہ ایک شرط سے مین جہان جاہون اُسکو وہان لیجاؤن کوئی میرا مزاحم نہو اُسنے کہا بہت اچھا تو اس بات مین مختار ہی جدھر چاہے اُدھر لیجا حاتم نے بھی اس سخن کو مانا پھر اُسی گھڑی اُسکے باپ نے اپنے گھرانے کی رسوم کے موافق اُسکا نکاح اُسکے ساتھ بندھوا کر اُسکا ہاتھ حاتم کے ہاتھ مین پکڑا دیا حاتم نے تین مہینے تک وہان سیر ایک رات اُسکے ساتھ عیش و عشرت مین گذاری جب اُس عورت کو پیٹ رہا تب حاتم نے اُس سے کہا کہ اب تو مجکو رخصت دے اور ایک میری بات سُن کہ مین یمن کا رہنے والا ہون اور یہ نطفہ طی کے نطفے سے ہی اگر لڑکا ہو اور شوق یمن کے جانے کا کرے تو تو اسکو اس پتے سے مین بھجوا دینا اور اگر لڑکی ہو تو کسی مرد نیک سیرت فرشتہ خصلت سے منسوب کردینا اگر مین جیتا رہونگا تو ایک بار تیرے پاس مقرر آؤنگا اور بخوبی خبر لونگا اسطرح کی دو چار باتین کرکے وہ اُس سے رخصت ہوا تھوڑے دنون کے بعد شہر چین مین جا پہونچا اور وہان کے رہنے والون سے پوچھنے لگا کہ اس شہر مین سوداگرون کا محلہ کہان ہی غرض پوچھتے پوچھتے وہان جا پہونچا اور کہنے لگا کہ اس محلے مین یوسف سوداگر کی حویلی کونسی ہی اور اُسکی آل اولاد مین سے بھی کوئی ہی لوگ دوڑے اور اُسکے بیٹون کو خبر کی کہ ایک مسافر کہین سے آیا ہی اور تمکو بلاتا ہی وہ اس بات کو سنکر دوڑے ہوے حاتم پاس آئے اُسنے کہا کہ ای لڑکو مجھے تمھارے باپ نے بھیجا ہی اور ایک پیغام دیا ہی اس سخن کو سُنتے ہی سب لوگ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ ای مسافر معلوم ہوا کہ تو دیوانہ ہی جو یہ واہیات بکتا ہی اُسکو تو ایک مدت ہوئی کہ مرگیا اور ہم اس بات پر مرتے ہین کہ اُسنے تیرے ہاتھ پیغام کیونکر بھیجا حاتم نے کہا کہ ای یارو مین جانتا ہون یوسف سوداگر کی حویلی شہر چین مین سوداگرون کے محلے مین ہی اور اُسکے سوا اُسنے ایک پتا اور بھی دیا ہی اگر تم اُسے سنو تو وہ بھی کہون انھون نے کہا کہ بہت بہتر حاتم نے کہا کہ فلانے حجرے مین جو اُسکے سونے کی جگہ خاص تھی اُسکے پاس فلانے درخت کے نیچے بہت سا مال و جواہر گڑا ہی لیکن اُسے کوئی نہین جانتا اُس جگہ کو کھود اور جسقدر زر و جواہر اُسمین سے نکلے اُسکے چار حصے کرو ایک حصہ تم لو اور تین خدا کی راہ مین خرچ کردو یہ کہکر پھر اُسنے جو ماجرا واقعی دیکھا تھا وہ سب اُنکے سامنے ابتدا سے انتہا تک بخوبی ظاہر کیا کہ مین اس سبب سے فلانے جنگل مین گیا تھا وہان یہ تماشا دیکھا

نہین کیا کام تھا جو مین اُدھر جاتا اور اِدھر قاصد سنکر آتا تب اُنھون نے کہا کہ یہ حرکت بے بادشاہ کے خبر کیے کیونکر
کرین آخر کار وہ سب اُسکو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ ای شخص تو نے کیا دیکھا ہی سچ کہہ
اُسنے کہا جہان پناہ مین نے یوسف سوداگر کو اسطرح دیکھا ہی اور یہ پیغام اُسنے میرے ہاتھ بھیجا ہی اس بات کو سُنکر
وہ بھی ہنسا اور کہنے لگا کہ کیا کوئی تیرے شہر مین فصد لینے کو حجام نہین ملا جو تو یہان آیا تو تو اچھا خاصہ دیوانہ ہی جا اپنی
فصد لے کیونکہ اُسے مرے سو برس ہوے پھر تجسے ملاقات کیونکر کی ای بے وقوف کہین مُردے بھی کسی سے
ملاقات کرتے ہین جو اُسنے تجھسے کی اور یہ حقیقت کہلا بھیجی ارے کوئی اس دیوانے کو شہر بدر کرے حاتم نے
عرض کی کہ ای بادشاہ عادل زمان و ای دستگیر درماندگان یہ سر الٰہی ہی جاننے والے اسکو دریافت کرتے ہین
کیا تم اتنا نہین جانتے کہ شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور یوسف ایک مرد بخیل تھا وہ اس خسّت کے سبب سے ایک
رنج و مصیبت مین گرفتار ہی اس بات کو میری مانو کہ وہ عزیب عذاب سے چھوٹے ثواب مین داخل ہو اسکے سوا
اگر مین دیوانہ ہون تو اُس حجرے کے خزانہ کی کیونکر خبر رکھتا ہون بادشاہ اس سخن کو سُنکر متعجب ہوا اور حاتم کو ساتھ
لیکر یوسف سوداگر کی حویلی مین آیا پھر اُس حجرے کو کھدوایا بے شمار مال نکلا تب بادشاہ نے اُسکے چار حصے کر کے
ایک اُسکے لڑکون کے حوالے کیا اور تین حاتم کو دیکر کہا کہ ای عزیز تو مرد بادیانت اور شخص باامانت ہی اس خزانے کو
اپنے ہی ہاتھ سے راہ مولا مین خرچ کر حاتم نے تھوڑے دنون مین اُس خزانے کو خرچ کر ڈالا بھوکون کو کھانا کھلایا
ننگون کو کپڑا پہنایا محتاجون کو اتنے روپے دیے کہ وہ مالامال ہو گئے پھر بادشاہ سے رخصت ہو کر شہر عادل آباد
مین آیا اپنے قبیلے سے ملا اور لڑکا جو پیدا ہوا تھا اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اسالم نام رکھا کئی دن کے بعد رخصت
ہو کر پھر جنگل کی راہ لی کئی دن کے عرصے مین شہیدون کی قبرستان مین پہونچا تین روز وہان رہا تب جمعہ کو
وہ شہید سب کے سب بدستور اپنی اپنی قبر سے نکلے اور فرش مکلّف بچھا کر بیٹھے وقت معین پر اُسی طرح سے اُنکے آگے
کھانے چنے گئے پھر اُنکے پیچھے اُس سوداگر کے آگے بھی ویسا ہی کھانا رکھا گیا اُسکے بعد حاتم نے ملاقات کی اور
اُس سوداگر سے حال پوچھا وہ کہنے لگا کہ ای جوانمرد مرحبا جزاک اللہ فی الدارین خیر اس تیری ہمت کا ثمرہ
حق تعالیٰ دے سچ تو یہ ہی کہ ایک جوانمرد راست گو تو ہی نظر آیا اور تیرے ہی باعث سے یہ مرتبہ مجکو ملا جو اُس بلا سے
نکلا اور اُنکے سامنے فریاد کرنے سے باز رہا کھانا پانی اُنکے برابر مجھے پہونچتا ہی لیکن مسندین اور پوشاکین اُنکی
مکلّف ہین کیونکہ اُنھون نے اپنے ہاتھ سے جیتے جی خیرات کی ہی اور مین نے مرنے کے بعد پریشانی کھینچ کر
تب بھی خدا کے فضل و کرم سے بہت آسودہ ہون خدا تجکو جزاے خیر دے صبح کو حاتم وہان سے رخصت ہوا اور
ایک جنگل مین جا پہونچا وہان ایک عورت پیرسال فقیرون کی طرح سے بیٹھی ہوئی بھیک مانگتی تھی حاتم نے اپنے
ہاتھ سے الماس کی انگوٹھی اُتار کر اُسکے حوالے کی اور آپ منزل مقصود کی راہ لی اتنے مین اُس بڑھیا نے

پکار کر کہا کہ اگے دو کوس پنچھی پردیسی کا راہ بات مین خدا حافظ ہی اس آواز کے سنتے ہی سات جوان مسلح سپرین تلوارین
لگائے جنگل کے دہنے بائین سے نکل آئے اور حاتم سے ملاقات کر کے ساتھ ہو لیے چنانچہ ساتون چور اُسی
چوڑیل کے بیٹے تھے اُسنے اُس جڑاؤ انگوٹھی کو دیکھکر یہ خبر اُنکو دی کہ سونے کی چڑیا جاتی ہی غرض وہ اُسکے
ساتھ ہو لیے اور ادھر اُدھر کی گپ شپ ہانکتے چلے اور کہنے لگے کہ ای جوانمرد ہم چاہتے ہین کہ تیرے طفیل سے
کسی شہر مین پہونچین اور وہان کے بادشاہ کی نوکری کرین حاتم نے کہا بہت اچھا چلے چلو کھانے پینے کا کچھ اندیشہ نہ کرو
جب حاتم اُنکے دم مین آیا تب اُنھون نے اُسکے پیچھے سے آکر ایک کمند اُسکے گلے مین ڈالدی اور ہاتھ باندھکر دو تین
خنجر مارے پھر کنوے مین گرا دیا اور جو مال و متاع تھا لے لیا مگر ہی ایک پگڑی کہ جسمین وہ مہرہ بندھا تھا وہی لپٹی لپٹائی
رہ گئی وہ کئی روز تک کنوے مین زخمی بیہوش پڑا رہا دو تین روز کے بعد جب ہوش مین آیا تب اُس مہرے کو اپنی پگڑی سے
کھولا اور ایک کونے مین زمین خشک پر بیٹھکر کسی پتھر کے ٹکڑے پر اسکو اپنے تھوک سے رگڑ کے اُن زخمون پر لگا دیا
اُسی گھڑی زخم بھر آئے اور درد جاتا رہا پھر اُسنے اپنے جی مین کہا کہ افسوس اُن نامردون نے دغا کی اگر خدا کی
راہ مین مجھسے مانگتے تو قسم ہی کہ سب کا سب خوشی اُنکے حوالے کر دیتا اور اب بھی ملین تو اتنا کچھ دون کہ وہ تمام عمر محظوظ
رہین بلکہ جب تک جیین کبھی محتاج نہون یہ اسی سوچ مین تھا کہ آنکھ لگ گئی خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک شخص کھڑا آواز بلند
یہ کہتا ہی ای حاتم غم نہ کھا کیونکہ خدا کریم و رحیم ہی اُسنے جو تجھے یہان پہونچایا ہی تو یہ بھی اُسکی حکمت سے خالی
نہین تو نہین جانتا یہان ایک گنج عظیم گڑا ہی حق تعالی نے یہ مال تیرے ہی واسطے چھپا رکھا ہی اب اُٹھ اور لے
اُسنے کہا ای بزرگ مین تن تنہا کیونکر لون اور کہان لے جاؤن وہ بولا کہ کل دو شخص اس مکان پر آئینگے اور
تجھے اس اندھے کنوین سے نکالینگے چاہیے کہ تو اُنکو متفق کر کے اس مال کو نکالے حاتم خوش ہوا اور درگاہ
الٰہی مین سر جھکا کر سجدہ شکر بجا لایا اتنے مین پو پھٹی اور نور کا تڑکا ہوا ایک دم کے بعد دو شخص اُس کنوین پر آئے
اور پکار کر کہنے لگے ای حاتم اگر جیتا ہی تو جواب دے اُسنے کہا کہ اب تک خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہون تب
اُنھون نے اپنے ہاتھ بڑھا کر کنوین مین ڈالے اور کہا کہ تم ہمارے ہاتھ پکڑ کر چڑھ آؤ حاتم اُنکی دستگیری سے باہر
آیا اور اُنسے ملاقات کر کے کہنے لگا کہ یہان ایک گنج عظیم گڑا ہی اگر تم نکالو تو ہاتھ آئے اُنھون نے کہا کہ تم یہان ٹھہرو ہم
ابھی آتے ہین یہ کہکر ایک اندر بیٹھا دوسرا اوپر کھڑا رہا وہ مال نکال نکال کر باہر پھینکتا تھا اور یہ انبار کرتا جاتا تھا غرض
ایک دم مین وہ سب کا سب نکال کر اُنھون نے حاتم کے حوالہ کیا اور آپ رخصت ہو کر کسی طرف کا رستہ لیا حاتم اُس مال کے
تودے کو دیکھکر جی مین کہتا تھا کہ اگر اس وقت وہ چور میرے پاس ہوتے تو یہ سب مال و متاع مین اُنکو بخشدیتا کہ پھر وہ
محتاج نہ رہتے اور بندگان خدا کو ایذا نہ دیتے حاصل کلام اُسنے ایک جوڑا کپڑے کا اچھا سا اُسمین سے پہنا اور
تھوڑا زر و جواہر اپنی جیب مین ڈال کر اُن چورون کی تلاش مین روانہ ہوا اور دعائین مانگتا تھا کہ الٰہی اُس بڑھیا کو

پھر مجھسے ملا تھوڑی ہی دور پہونچا ہوگا کہ وہ بڑھیا بر سر راہ بحال تباہ فقیرون کی سی صورت بنائے بیٹھی سوال کر رہی تھی
کہ جانے والے بابا کچھ خیر لیے جا اُسکو دیکھتے ہی دوڑا اور خوش ہوکر مثل گل کھل گیا اور مُٹھی بھر کر روپے اشرفیان جیب سے
نکال کر اُسکو دے اور اپنا قدم آگے رکھا اُسنے وہ روپے لے لیے اور پھر اُسی صورت سے باآواز بلند کہا
کہ اِکے دُکے بٹوہی کا راہ باٹ مین خدا نگہبان ہی اِس آواز کو سُنکر وہی ساتون پھانسی گر کسے کسائے اِدھر
اُدھر سے نکلے اور اُس سے ملاقات کر کے کہنے لگے کہ ای جوان تو کہان جاتا ہی اُسنے اُنکو پہچان کر کہا ای عزیزو مین
تمسے ایک عرض رکھتا ہون اگر قبول کرو تو کہون اُنھون نے کہا کیا کہتے ہو فرماؤ حاتم نے کہا اگر تم سب توبہ کرو اور
مردم آزاری سے ہاتھ اُٹھاؤ تو مین اسقدر زر و جواہر دون کہ وہ تمھاری سات پیڑھی تک کام آئے اُنھون نے
کہا کہ ہم تو پیٹ ہی کے واسطے اپنے اوپر عذاب لیتے ہین اور لوگون کو اذیت دیتے ہین اگر اتنا مال و اسباب پاوین تو پھر
کیا دیوانے ہین جو ایسی حرکت کرین بلکہ آج ہی کی تاریخ سے عہد کرتے ہین کہ جس کام سے خدا راضی نہو سو تمام عمر
نہ کرین حاتم نے کہا کہ تم خدا کی طرف متوجہ ہوکر قول دو اور قسم بدل کھاؤ تو مین تمھین اتنا گنج و مال دون کہ نہال
ہو جاؤ یہ بات سنکر اُنھون نے عرض کی کہ پہلے ہمین دکھا دو تو ہم توبہ کرین حاتم اُنکا ہاتھ پکڑ کر اُس کنوین پر
لے آیا اور اُس زر بیشمار کو دکھا کر کہنے لگا اب اسے لو اور اپنے وعدہ کو وفا کرو وہ اُسکو دیکھتے ہی نہایت خوش
ہوے اور ہاتھ باندھکر یہ بات کہنے لگے کہ اب جو کہو سو کرین حاتم نے کہا تم سب اسطرح سے قسم کھاؤ کہ خدا
دانا و بینا ہی اور ہر ایک کا احوال جانتا ہی اگر آج سے ہم کسی کا مال چرائین یا کسی پنچھی پردیسی کو ستائین تو خدا کے
غضب مین گرفتار ہون اُنھون نے اسی طور سے قسم کھائی اور چوری سے توبہ کی حاتم نے وہ زر و جواہر سب کا سب
اُنکو بخشا اور راہ راست دکھا کر جنگل کا رستہ لیا کہ ایک کُتا زبان نکالے سامنے سے دکھائی دیا اُسنے معلوم کیا
کہ شاید اس صحرا مین کوئی کاروان اُترا ہی اور یہ کُتا اُسی قافلے کا ہی جب وہ اُسکے پاس آیا تب حاتم نے اُسکو اپنی
گود مین اُٹھا لیا اور اُسکے واسطے پانی اِدھر اُدھر ڈھونڈھنے لگا اور جی مین کہتا تھا کہ اس جنگل مین کوئی چشمہ ملے
تو مین اس پیاسے کو خوب سا پانی پلاؤن اتنے مین ایک گانْو دکھائی دیا حاتم اُسکی طرف روانہ ہوا وہان کے
لوگ گیہون کی روٹیان اور میٹھا مسافرون کو دیتے تھے حاتم کے آگے بھی لے آئے اُسنے وہ چھپا چھپا اور روٹیان
لیکر کُتے کے آگے رکھدین کُتے نے پیٹ بھر کر کھایا مگر حاتم اُسکی طرف دیکھکر کہتا تھا کیا خوش ترکیب اور کیا
خوبصورت کُتا ہی اور وہ اُسکے سامنے بیٹھا ہوا شکر خدا کا کر رہا تھا اتنے مین حاتم شفقت سے اُسکے سر پر
ہاتھ پھیرنے لگا اور دل مین خدا کو یاد کر کے یون کہنے لگا کہ یہ تیری ہی قدرت ہی کہ اٹھارہ ہزار عالم کو تو نے
پیدا کیا اور ایک کی صورت دوسری کی شکل کو ملنے نہ دیا اتنے مین ایک سخت سی چیز شاخ کے مانند اُسکے ہاتھ مین
لگی جب خوب سا غور کر کے دیکھا تو ایک میخ آہنی نظر آئی فوراً وہ میخ اُسکے سر سے نکال لی وہ کُتا ایک جوان

حسین کی صورت بنگیا حاتم متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ای بندۂ خدا یہ کیا بھید ہی اور تو کون ہی کہ پہلے تیری صورت
حیوان کی تھی اور اس میخ کے نکالتے ہی تو انسان ہو گیا اُسنے دیکھا کہ اس شخص نے مجھپر احسان کیا ہی اس سے
اپنا احوال نہ چھپایا چاہیے اس بات کو سوچ کر اُسکے پانؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا ای مرد بزرگ مین بنی آدم ہون تیری
دستگیری سے اپنی اصلی صورت پر آیا حاتم نے کہا یہ کیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی بنگئی تھی جوان نے کہا
کہ مین ایک سوداگر کا بیٹا ہون میرا باپ بہت سا مال و اسباب لیکر چین مین گیا تھا وہ مال اُسنے وہان بیچا
اور وہان سے کچھ مول لیکر ختا مین آیا اور اُسکے فروخت سے بہت سا نفع حاصل کیا اور مجکو بڑی دھوم سے
وہان بیاہ دیا کتنے روز جیا پھر شربت اجل پیکر مر گیا مال و اسباب زر و جواہر میرے ہاتھ لگا مین ایک مدت تک اُسکو
بیچ بیچ کر عیش و عشرت کرتا رہا جب وہ کم ہونے پر آیا تب مین ختا کا مال خرید کر کے شہر چین مین گیا اور خرید و فروخت
کرکے پھر اپنے شہر کو روانہ ہوا جب تک مین آؤن وہ عورت بدذات جو باپ نے بیاہ دی تھی پیچھے ایک غلام حبشی سے
اُلجھی تھی اور یہ میخ آہنی کی جادوگرون سے پڑھوا کر اپنے پاس رکھ چھوڑی تھی جب مین گھر مین آپہونچا اور ایک دن
غافل سو گیا اُسنے فرصت پا کر یہ میخ میرے سر مین ٹھونک دی مین اُسکے لگتے ہی کتا ہو گیا اُسنے اُسی گھڑی
دُتکار کر نکال دیا مین کان پھٹپھٹاتا ہوا بازار مین آیا وہان کے کتے اجنبی جان کر بھونکنے لگے اور کتنے ہی دوڑے
اُنکی وحشت سے آج تیسرا دن ہی کہ مین شہر چھوڑ کر اس جنگل مین بھوکا پیاسا پڑا پھرتا تھا آگے کیا کہون بارے آج
خدا نے اپنے فضل و کرم سے تجھے اس مکان پر بھیجا جو تو نے کھانا کھلایا پانی پلایا آدمی بنایا حاتم اس بات کے سنتے ہی
سر بزانو ہوا اور کہنے لگا ای عزیز تیرا گھر کس شہر مین ہی اُسنے کہا کہ اس جنگل سے تین روز کی راہ پر ہی اور اُسکو شہر سورت
کہتے ہین حاتم نے کہا کہ اُس شہر مین تو حارس سوداگر بھی رہتا ہی اور اُسکی بیٹی تین سوال رکھتی ہی اُسی لڑکی نے
مجھے اس بات کی خبر کو بھیجا ہی کہ مین نے وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا اُسنے کہا کہ صاحب یہ بات
سچ ہی اور مین بھی اُسی شہر کا رہنے والا ہون پھر حاتم نے کہا کہ ای بندۂ خدا تو اس میخ کو اپنے پاس رہنے دے اگر
تیرا جی بدلا لینے کو چاہے گا تو فرصت پا کر اپنی جورو کے سر مین گاڑ دینا وہ کتیا ہو جائیگی اسی ڈھب کی باتین کرتے ہوئے
وہ دونون وہان سے چل نکلے تین روز کے عرصے مین اُس شہر مین داخل ہوے اور وہ جوان حاتم کو
اپنے ساتھ لے کر گھر آیا ڈیوڑھی مین بٹھا کر آپ اندر گیا لونڈیان باندیان پانؤن پر گر پڑین اور بی بی اُسی
حبشی سے لپٹی ہوئی سوتی تھی اس حال کو دیکھکر اُسنے تلوار نیام سے لی اور اُس غلام کی گردن کاٹ ڈالی پھر
وہ میخ بی بی کے سر مین ٹھونکی وہ فوراً کتیا ہو گئی تب وہ اُسی رسّی سے باندھکر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتھ
پکڑ کر اندر لے گیا اور ایک مسند عالی پر بٹھا کر اُس کتیا کو دکھا دیا اور کہا کہ یہ وہی عورت مکّارہ ہی جسنے
مجھے آدمی سے کتا بنایا تھا اور یہ وہی حبشی میرا غلام نمک حرام ہی جو اُسکے سگون مین داخل ہوا تھا اس واردات کو

دیکھکر حاتم متعجب ہوا اور کہنے لگا ای عزیز تونے اسکو کیون مار ڈالا وہ بولا یہی اسکی سزا تھی جو اِسکے آگے آئی اس وحشت سے اب کوئی ایسا کام نہ کریگا بلکہ اس خبر کو سُنکر کرتا ہوا بھی باز رہیگا یہ حرکت مین نے عبرت کے واسطے کی ہی یہ بات کہکر اُسنے اُسکو اپنے صحن خانہ مین گاڑ دیا اور ہر ایک لونڈی غلام کو انعام دیکر سرفراز کیا اور تمام رات حاتم کو مہمان رکھکر خوب سی ضیافتین کھلائین اور تا صبح آپ عیش و عشرت مین مشغول رہا جب روز روشن ہوا تب حاتم اُس سے رخصت ہوکر کاروانسرا مین آیا اور اُس سوداگر بچے سے ملاقات کرکے پوچھنے لگا کہ کیا کرتے ہو کہو خوش تو ہو اُسنے کہا بندہ پرور آپ کی جان اور مال کو دعا کرتا ہون اب ایک مدت سے آواز نہین آتی اس واسطے حارس کی لڑکی تیرے آنے کی امیدوار ہی حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہین خدا کے فضل و کرم سے مین اُسکی خبر لے آیا ہون یہ کہکر وہ حارس کی بیٹی کے دروازے پر گیا خبردارون نے جاکر یہ خبر پہونچائی وہ دالان کے درون پر پردے ڈال کر اندر ہو بیٹھی اور لوگون سے کہنے لگی کہ اُسکو بلوالو وہ بلا لائے جب حاتم پردے کے قریب آیا تب اُسنے اُسکو ایک کرسی پر بٹھا کر سوال کا احوال پوچھا حاتم نے ابتدا سے لیکر تا انتہا جو جو دیکھا تھا اور جو جو سُنا تھا سو بخوبی بیان کیا اُسنے کہا ای جوان راست گو یہ تو سچ کہتا ہی کہ اب وہ آواز نہین آتی اب جلد جا اور ماہرو پری کا شاہ مہرہ لا خورگا حاتم اُس سے رخصت ہوکر اُس سوداگر بچے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ اب مین ماہرو پری کا شاہ مہرہ لینے جاتا ہون یہ اگر اُسکا تیسرا سوال پورا کرتا ہون تو تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہون اتنی بات کہکر وہ اُس سے رخصت ہوکر سر بصحرا ہوا چند روز کے بعد ایک درخت کے نیچے بیٹھکر فکر کرنے لگا اب بہتر یہی ہی کہ دیوونکے بادشاہ سے ملیے اور اُس سے ماہرو پری کا مکان پوچھیے وہ مقرر وہان کا پتا دیگا یہ بات دل مین ٹھہرا کر اُسی غار مین اُترا کہ جسمین پہلے گیا تھا تھوڑے دنون کے بعد پھر وہی جنگل خوش اسلوب نظر آیا وہ اُسکو طی کرکے اُس گانون مین پہونچا جسمین پہلے گیا تھا وہان کے لوگ ہر طرف سے نکل آئے اور حاتم کو پہچان کر بستی مین لے گئے مسند پر بعزت تمام بٹھایا اور مہمانی کی حاصل یہ ہی کہ ہر شخص اپنے گانون مین لے جاکر مہمانی کرتا تھا اور دوسرے گانون مین پہونچا دیتا تھا آخرکار فرد قاش بادشاہ کے محل مبارک تک پہونچا اُسنے استقبال کیا اور ایک مسند عالی پر بتوقیر تمام بٹھایا اور بہت سی شادی کی عشین کی مجلس جمائی پھر پوچھا کہ اب آپ کے آنے کا موجب کیا ہی حاتم نے کہا کہ ماہرو پری شاہ کے ہاتھ مین جو شاہ مہرہ ہی اب یہ فدوی اُسکے لینے کو آیا ہی اُسنے کہا ای جوان وہ مہرہ اُسکے ہاتھ سے لینے کی کسکو طاقت ہی دیوون کی مجال نہین کہ وہان جائین اور سلامت پھر آئین تو بیچارہ غریب کس شمار و قطار مین ہی حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہین جسنے مجکو یہان تک پہونچایا ہی وہی وہان پہونچا دیگا پر مین تم سے ایک شخص بطور رہبری کے چاہتا ہون اس واسطے کہ کہین راہ نہ بھول جاؤن فرد قاش نے کہا کہ ای شخص اِس بات سے باز آ اچھا نہین جو تو کرتا ہی وہ بولا کہ رب مجھے کب

ہو سکتا ہی کیونکہ عہد شکنی میرا کام نہین اس جواب کو سنکر فرقاش دم بخود رہ گیا اور کچھ نہ بولا حاتم تین روز تک
وہین رہا چوتھے روز کہنے لگا کہ اب مین نہین رہ سکتا کہین ایسا نہو جو وہ عاشق نیم جان میرا انتظار کھینچکر مر جاوے
اور اُسکا خون میری گردن پر ہو قطع نظر اسکے اگر مین یہان عیش و عشرت مین رہون تو خدا کو کیا جواب دون
تب فرقاش نے کئی دیو حاتم کے ساتھ کر دیے کہ تم اسکو ماہر و پری بادشاہ کی سرحد مین پہونچا دو اور اُسکے
آنے تک وہین بیٹھے رہو حاتم اُنکو اپنے ساتھ لیکر وہان سے روانہ ہوا اور ایک مہینے کے عرصے مین ماہر و پری بادشاہ کی
سرحد مین جا پہونچا اُنھون نے عرض کی کہ اس پہاڑ سے اُسکا عمل شروع ہی اب ہماری طاقت نہین جو آگے
قدم بڑھائین کیونکہ جو اُسکی قلمرو مین جاتا ہی وہ اُسکو جیتا نہین چھوڑتا غرض وہ وہین رہے اور حاتم اُنسے
رخصت ہو کر اُسکے عمل مین داخل ہوا چند روز کے بعد ایک پہاڑ آسمان سے باتین کرتا ہوا دکھلائی دیا
اور درخت بھی اُسپر اچھے اچھے میوہ دار پھلے پھولے بیشمار نظر آئے وہ اُسکی طرف چلا جب قریب گیا تب
ہر ایک طرف سے پریزادون نے آکر گھیر لیا اور کہا کہ یہ آدمی ہی اسکو نہ چھوڑنا چاہیے کیونکہ یہ پہاڑ پر چڑھنے کا
ارادہ کرتا ہی اتنے مین اور بھی پریزاد پہاڑ سے اُترے اُسکا ہاتھ پکڑ کر لے گئے اور طوق و زنجیر پہنا کے پوچھنے لگے کہ
تو کون ہی اور یہان کس لیے آیا ہی اور وہ کون ہی جو تجھے یہان لایا ہی سچ بتا حاتم نے کہا مجکو یہان خدا لایا ہی اور مین
شہر سورت سے آیا ہون اس بات کے سنتے ہی اُنھون نے کہا کہ معلوم ہوا تو ماہر و پری شاہ کا شاہ مہرہ لینے آیا ہی کیون سچ ہی
یا نہین تب وہ اپنے جی مین سوچنے لگا کہ اگر سچ کہتا ہون تو جیتا نہ چھوڑینگے اور اگر چھپاتا ہون تو جھوٹا ٹھہرتا ہون اس سے
یہ بہتر ہی کہ چپکا ہو رہون یہ سمجھکر گونگا بن گیا جواب نہ دیا تب پریزادون نے آپس مین مشورت کی کہ اسکو آگ مین
ڈالا چاہیے اُنھون نے ہزارون من لکڑیان جمع کر کے آگ بھڑکائی جب اُسکی لو آسمان تک پہونچی اُسکو اُٹھا کر
اُس آگ مین ڈال دیا حاتم تین روز تک اُسی آگ مین رہا وہ چلے گئے اسکے بعد جو نکلا تو ایک تار بھی اُسکے جامے کا
نہ جلا تھا وہان سے ایک طرف کو راہی ہوا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ پریزاد ہر طرف سے دوڑے اور پوچھنے لگے ای جوان
تیری ہی صورت کا ایک شخص دو چار ہی دن کا ذکر ہی کہ آیا تھا اُسکو تو ہمنے آگ مین ڈال کر خاک سیاہ کر دیا اب تو
آیا ہی کیا وہی ہی یا دوسرا اور پیدا ہوا ہی حاتم نے کہا ای احمقو جو آتش کدہ مین پڑے وہ کیونکر جیتا بچے
پھر اُسکو اُنھون نے ایک بڑے بھاری پتھر کے تلے تین روز تک داب رکھا چوتھے روز اُسکو اُس سے
نکال کر اس زور سے ٹانگ پکڑ کر پھرا پھرا کر پھینکا کہ وہ وہان سے اٹھارہ کوس پر دریاے شور تھا اُسمین جا پڑا اور
گھڑیال اُسکو نگل گیا اس صدمے سے وہ عالم بیہوشی مین تھا کچھ نہ سمجھا کہ مین کہان تھا اور کہان آیا جب ہوش ہوا
آپ کو گھڑیال کے پیٹ مین دیکھا گھبرایا اور اُسکے دل و جگر کو دوڑ دوڑ کر پاؤن سے کچلنے لگا اُسکے ہضم نہونے کے باعث سے
وہ عاجز ہو کر خشکی مین گیا اور قی کرنے لگا حاتم اُسکے منہ سے نکل پڑا اُسکے بعد بھوکا پیاسا کسی طرف کو

چلا جب طاقت طاق ہوگئی چلکر ریت مین گر پڑا اور ہر ایک سمت کو تکنے لگا اتنے مین ایک غول پریزادون کا اٹھکھیلیان کرتا ہوا آ پہونچا اور ہر ایک اُسے دیکھکر آپس مین کہنے لگا کہ یہ آدم زاد کون ہی اور یہان کیونکر آیا ہی تحقیقات کیا چاہیے ایک نے آگے حاتم سے کہا ای آدم زاد تجکو یہان کون لایا ہی جلد بتا حاتم نے کہا مجکو خدائے کریم الرحیم لایا ہی جسنے مجھے اور تجھے پیدا کیا اور دوسرا دن ہی کہ گھڑیال کے پیٹ سے مجکو جیتا باہر نکالا اگر تمکو خدا نے توفیق دی ہو توکچھ کھانے پینے کی خبر لو انھون نے کہا کہ تجکو ہم دانا پانی کیونکر دین ہمارے بادشاہ کا یہ حکم ہی کہ جس آدم زاد کو جہان پاؤ وہین ٹھکانے لگاؤ اگر تجکو نہ مارین اور کھانے پینے کو دین تو غضب سلطانی مین گرفتار ہون اتنے مین ایک نے اُنمین سے کہا کہ ای یارو خدا سے ڈرو کہان بادشاہ اور کہان یہ گدا کچھ آپ سے یہ نہین آیا واللہ اعلم گھڑیال کہان سے اسکو لایا ہی اسکی حیات کے چند روز باقی تھے جو اُسکے پیٹ سے نکلا اور انسان کی قوم ہم سب سے اشرف کہاتی ہی لازم ہی کہ اسکو اپنے گھر لیجائین اور پرورش کرین انھون نے کہا کہ اسکو ہم رکھین اور کھانا دین مبادا پریون کا بادشاہ سنے اور ہماری گردن مارے تو مفت مین جان جاتی رہے حاتم نے کہا ای عزیزو اگر میرے مارے جانے سے تمھارا بھلا ہو تو مجھ کو قتل بھی کرو اس جرأت کو دیکھکر وہ آپس مین مشورت کرنے لگے کہ یہان سے سات روز کی راہ پر ہمارا بادشاہ رہتا ہی ایسا کون ہی جو اسکا حال بادشاہ سے عرض کریگا یہ سوچ کر وہ سب کے سب متفق ہوے اور حاتم کو اپنے گھر لے گئے قسم قسم کے میوے اور کھانے اُسکے آگے رکھے حاتم نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور پانی پیا اور خوشی سے بیٹھا پریزاد بھی اُسکے گرد آبیٹھے اور قیل و قال کرنے لگے اور اُسکے حسن پر فریفتہ ہو گئے کئی دن کے بعد ایک روز حاتم نے اُکتا کر کہا ای یارو اب مجکو رخصت کرو کہ جس کام کے واسطے آیا ہون اُسکی سعی کرون اُنھون نے کہا کہ وہ کام کیا ہی اور تجھے کون لایا ہی حاتم نے کہا مجکو فرو قاش بادشاہ کے دیو ماہر و پری بادشاہ کی سرحد مین لائے تھے تمھارے بھائیون نے تین مرتبہ مجکو آگ مین ڈالا خدائے کریم نے بچا لیا پھر انھون نے دریا مین ڈال دیا وہان ایک گھڑیال نگل گیا جب وہ ہضم نہ کر سکا تب اُسنے بھی کنارے پر آکے اُگل دیا اتنے مین تمسے ملاقات ہوئی تم اپنی مہربانی سے گھر مین لے آئے اور میری تمنے غور و پرداخت کی یہ سنکر انھون نے کہا ای جوان خوش رو ایسا کونسا کام ہی کہ جسکے واسطے تو نے ایسی مصیبتین اٹھائین اور اتنی جفائین سہین حاتم نے کہا کہ مین ماہر و پری بادشاہ سے کچھ کام رکھتا ہون انھون نے کہا ای نادان تو ہمارے سامنے ماہر و پری بادشاہ کا نام نہ لے کیونکہ اُسکے ہم نوکر ہین اُسنے اپنی سرحد تک اسی صورت سے شہر بشہر چوکیان بٹھائی ہین اور یہ فرمایا ہی کہ میرے ملک مین کوئی آدم زاد اور دیوزاد آنے نہ پائے اگر ماہر و پری شاہ سنیگا کہ آدم زاد یہان آیا ہی تو ہمکو جیتا نہ چھوڑیگا اور تجکو بھی مار ڈالیگا بیت قدغن ہی کہ اس گھر مین کوئی آنے نہ پائے * گر بخبر آجائے تو پھر جانے نہ پائے * حاتم نے کہا کہ ای یارو اگر میری حیات باقی ہی تو کوئی نہین مار سکتا اور جو تم اپنے واسطے ڈرتے ہو تو مجھے باندھکر اُسکے پاس

لے چلو خدا جو چاہیگا سو کریگا اُنھون نے کہا کہ ہمسے یہ بھی نہین ہو سکتا کیونکہ جسکی پرورش کی ہی اُسکو مارتے کس
واسطے کیونکہ دین حاتم نے کہا میرے مارے جانے پر تم کوئی سوچ نہ کرو کیونکہ مجکو ماہرو پری شاہ کے پاس
جانا ہی خواہ مارے خواہ چھوڑے اس بات کو سُنکر وہ حیران ہوئے اور آپس مین مشورت کر کے کہنے لگے اب یہ بہتر ہی
کہ اسکو قید مین رکھیے اور بادشاہ کو اس حال کی عرضی بھیجیے حضور اعلی سے جو ارشاد ہو سو کیجیے اس بات پر اُنمین سے
ہر ایک راضی ہوا تب ایک پریزاد کو عرضی دیکر رخصت کیا اور اُسمین یہ مضمون لکھا کہ جہان پناہ ایک آدمی
دریاے قلزم کے کنارے سے ہاتھ آیا ہی سو اُسکو نظر بندون کی طرح اپنے گھر مین رکھا ہی اگر حکم ہو تو حضور اعلی مین
بھجوا دین غرض وہ وہان سے عرضی لیکر چلا اور ایک ہی ہفتے مین در دولت پر جا پہونچا عرض بیگیون نے خبر پہونچائی
کہ خداوندا ایک پریزاد دریاے قلزم کے چوکیدارون مین سے آیا ہی وہان کے حاکم کی عرضی بھی لایا ہی حکم ہوا کہ اُسکو
حضور مین حاضر کرو وہ اُسکو لے آئے وہ آداب بجا لایا اور عرضی حضور مین گذرانی ماہرو پری شاہ نے پڑھکر فرمایا اُسے
جلد حضور مین باحتیاط تمام حاضر کرو کئی دن کے بعد وہ وہ جواب لے کر وہین آ پہونچا اور اُس سے کہنے لگا کہ حکم
حضور یون ہی کہ اُسکو جلد در دولت پر پہونچاؤ اس سخن کے سُنتے ہی وہ پریزاد اُسکو اپنے ساتھ لے کر چلا اور یہ شہرہ
ہر ایک سمت کو پھیلا کہ ایک آدم زاد گرفتار ہو کر ماہرو پری بادشاہ کے حضور مین جاتا ہی یہ سُنکر حسنا پریزاد کی بیٹی نے
اپنی ہمجولیون سے مشورت کی کہ بادشاہ کے ملک مین ایک آدمی بکمال خوبصورت اور نہایت حسین پکڑا ہوا آتا ہی
اُسے دیکھا چاہیے کہ وہ کیسی صورت رکھتا ہی اُن سبھون نے کہا کہ بہت بہتر اگر اُسکو دیکھنا منظور ہی تو راہ ہی مین
دیکھ لو کیونکہ جب وہ حضور مین پہونچیگا تب اُسے کوئی نہ دیکھ سکیگا اس بات کو سُنکر وہ اپنی مان کے
پاس آئی اور باغ کے جانے کا بہانہ کر کے رخصت ہوئی چنانچہ اُس شہر کا یہ دستور تھا کہ جو کوئی باغ کی سیر کو جاتا
سو چالیس روز تک وہین رہتا غرض وہ بہر صورت وہان سے روانہ ہوئی اور تھوڑی دور جا کر ہمجولیون سے
پوچھنے لگی کہ اُس جوان کو کیونکر دیکھین اُنمین سے ایک نے کہا کہ دریاے قلزم کے جو چوکیدار فلانے رستے سے
لیے آتے ہین اگر وہین چلکر دیکھو تو بہت بہتر ہو اس بات کو سُنکر وہ سب کی سب اُسی سمت کو گئین تو کیا دیکھتی ہین کہ
ایک لشکر نہایت عالیشان پڑا ہی حسنا پری نے ایک پری کو کہا کہ تو جا کر اُنسے پوچھ کہ تم کون ہو اور کہان سے
آتے ہو اس بات کو تحقیق کر کے جلد پھر آ غرض وہ گئی اور اُنسے پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اُنھون نے
کہا کہ ہم دریاے قلزم کے نگہبان ہین آدمی گرفتار کیے ہوئے حضور عالی مین لیے جاتے ہین اُسنے کہا وہ کونسا
آدمی ہی کہ جسکو تم لے چلے ہو ذرا ہم بھی اُسے دیکھین اُنھون نے اُسے حاتم کو دکھا دیا اور کہا کہ وہ اجل گرفتہ
یہی ہی اُسنے دیکھا کہ ایک شخص جوان مثل گل خندان اور حُسن مین مثل ماہ تابان ژولیدہ مو نہایت خوبرو
قیدیون کی صورت بیٹھا ہی اور آہین سرد بھرتا ہی وہان سے پھر آئی اور حسنا پری سے اُسکے حُسن و جوانی کی تعریف

کرنے لگی حُسنا پری یہ سُنکر اُسکے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہوئی اور اپنی پریون سے کہنے لگی کہ بُوا اُسے کیونکر دیکھیے
اُنھون نے کہا کہ جب رات ہوگی سپاہی سو جائینگے اُسوقت ہم جا کر چوری سے اُسکو اُڑا لاوینگے تمھین دکھاوینگے
اِتنے مین آفتاب غروب ہوا اور رات ہو گئی پریان اُس لشکر کی طرف چلین کیا دیکھتی ہین کہ وہ خواب
غفلت مین ہے تب حاتم کے سر پر بیہوشی کی دوا چھڑک کے حُسنا پری کے باغ مین اُٹھا کر لے گئین اور اُس سے
عرض کی کہ ہم اُس آدمزاد کو سرکار کے باغ مین چھوڑ آئے ہین وہ سُنتے ہی باغ کی طرف متوجہ ہوئی آکر کیا
دیکھتی ہے کہ ایک جوان خوش جمال بیہوش پڑا ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور اُس بیہوش کو ہوشیار کیا
حاتم نے جو آنکھین کھول کر دیکھا تو ایک عورت پریزاد جمیلہ سرھانے کھڑی ہے بے اختیار ہکا بکا ہو کر کہنے لگا تو کون ہے اور
مجھے یہان کون لایا ہے اُسنے ناز سے منھ پھیر کر یہ شعر پڑھا بیت یہ گھر گو کہ میرا ہے تیرا نہین پر اب گھر یہ تیرا ہے میرا نہین ہے
حاتم اپنے دل مین حیران ہو ہو کر کہتا تھا کہ یہ پریان عورتین ہین اور وہ لشکر مردون کا تھا اور مین اُنکی قید مین تھا اس
باغ مین کیونکر آیا آخر کار گھبرا کر بولا کہ تم سچ کہو کون ہو اور مین یہان کس طرح سے آیا حُسنا پری نے پھر کہا کہ ای جوان
یہ باغ مینا پریزاد نے بنوایا ہے اور مین حُسنا پری اُسکی بیٹی ہون تیرے آنے کی خبر جو تمام شہر مین اُڑی مجھکو تیرے
دیکھنے کی نہایت آرزو ہوئی اسواسطے یہ پریان تجھکو وہان سے اُڑا کر یہان لے آئی ہین حاتم نے سُنکر اکر کہا کہ میرے
لانے کا کیا سبب ہے ناحق میرے کام مین خلل کیا پری نے کہا وہ کونسا کام ہے مجھے آگاہ کر کہ جسکے واسطے تو ایسا گھبراتا ہے
اُسنے کہا کہ ماہرو پری شاہ کا مہرہ لینے آیا ہون وہ ہنسی اور کہنے لگی ای جوان وہ مہرہ اُسکے ہاتھ سے لینا اور کا کام دکھتا ہے
اور نہایت مشکل ہے کیونکہ جہان فرشتے کا بھی گذر نہو وہان آدمی کی پہونچ کب ہو سکتی ہے تیری قسمت سے وہ
ہاتھ لگے تو لگے بلکہ مین بھی تا مقدور سعی کرونگی حاتم اس بات کو سُنکر خوش ہوا غرض وہ دونون عیش و
عشرت مین مشغول ہوے اتنے مین وہ لشکر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور چوکیدارون نے حاتم کو اُس جگہ نہ پایا حیران و
سرگردان ہوے مگر معلوم کیا کہ پریان عاشق ہو کر اُسکو چُرا لیگئی ہین اگر بادشاہ سُنے تو ہماری کھال کھینچے بہتر یہ ہے
کہ کسی گوشے مین چھپ رہین اور چھپکے چھپکے تلاش کیا کرین شاید کہین اُسکا کھوج ملے تو بادشاہ کے پاس پکڑ کر لیجائین
یہ کہکر وہ سب کے سب بھاگ کے اور کسی جگہ چھپ رہے جب رات ہوتی تب صبح تک ڈھونڈھتے دن بھر چھپے رہتے
اسطرح ایک مدت گذر گئی ایک دن ماہرو پری شاہ نے کہا کہ اب تک وہ آدمزاد نہین آیا کیا باعث ہے ایک پریزاد
وہان جاوے اور جلد خبر لاوے غرض حسب الحکم ایک پریزاد اُڑا اور پلک مارنے مین اُس لشکر کے پاس جا پہونچا اور کہنے لگا
بادشاہ منتظر ہے وہ آدمی اب تک نہین پہونچا اُسنے کہا مجھے ایک مدت ہوئی کہ مین نے اُسکو اپنے لشکر کے ساتھ
روانہ کر دیا ہے یہ بات سُنکر وہ پریزاد پھر آیا اور بادشاہ کی خدمت مین مفصل حال عرض کیا وہ اس خبر کے سُنتے ہی
آگ ہو گیا اور ایک سردار کو بلا کر حکم کیا کہ تم اپنی فوج سمیت جا کر اُن حرام زادون کی تلاش کرو دیکھو تو وہ

اُسکو کہان لے گئے غرض وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر گیا اور اُنکی جستجو کرنے لگا اتنے مین ایک شخص اُس
لشکر کا بھاگا ہوا اُنکے جاسوسون کو نظر آیا وہ اُسکو باندھے ہوے حضور مین لے گئے بادشاہ نے اُسپر نہایت
غصّہ اور عتاب کیا اور کہا سچ کہہ وہ آدمی کہان ہی اُسنے کہا جی کی امان پاؤن تو اُسکا حال عرض کرون بادشاہ نے
فرمایا کیا کہتا ہی جلد کہہ نہین تو جیتا نہ چھوڑون گا وہ ہاتھ باندھکر کہنے لگا خداوند ہم سب کے سب اُسکو فلانے
مقام تک باحتیاط تمام لائے تھے اتفاقا رات کو غافل سو گئے کوئی اُسکو چرا لے گیا وہ آپ سے نہین گیا کیونکہ
وہ آپ کی کمال ملازمت کا اشتیاق رکھتا تھا غلامون کو اس بات کا بڑا اچنبھا ہی لیکن صبح کو جو ہمنے اُسکو نہ دیکھا اسواسطے
آپ کے خوف و غضب سے بھاگ کر جا بجا چھپ رہے مگر راتون کو ڈھونڈھا کرتے تھے اس حقیقت کو سُنکر بادشاہ نے
اُسکو قید کیا اور پانچ چھ ہزار پریزاد کو بلوا کر کہا کہ تم اُسکو جہان پاؤ وہان سے لے آؤ غرض وہ اس بات کو سُنتے ہی
ہر طرف اُسکی تلاش کو گئے قضارا ایک پریزاد کا گذر مینا پریزاد کے باغ مین ہوا اور وہان ایک گوشے مین چھپ رہا
اتنے مین حُسنا پری حاتم کے گلے مین باہین ڈالے اٹکھیلیان کرتی ہوئی اُسکو نظر آئی جاسوس کونے سے نکلا
اور آدمی کو پہچانکر کہنے لگا ای نمک حرام اس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا اور ہم بحفاظت تمام لیے جاتے تھے
ہمکو غافل پاکر تم اسے اُڑا لائی ہو اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتی ہو تو ہمارے حوالے کرو کہ اسکو بادشاہ کے پاس
لیجائین حسنا پری اس بات کو سُنتے ہی آگ ہو گئی اور کہنے لگی ای نامحرم جوانا مرگ تو میرے باغ مین کیون آیا ہی
اور کس واسطے زبان درازی کرتا ہی کیا کوئی نہین ہی کہ اس موے ناشدنی کو مارے یہ سُنتے ہی سب پریان
اُسپر دوڑین وہ مارے ڈر کے اپنے شہر کی طرف بھاگا اور اپنا مُنھ کالا کرکے بارگاہ عالی مین فریادی ہوا
بادشاہ نے اپنے لوگون سے کہا دیکھو تو اس پریزاد کو کسنے دکھ دیا ہی اور اُسے آگے لاؤ جب وہ تخت کے قریب پہونچا
تب ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ خداوند مین حسنا پری مینا پریزاد کی بیٹی کے ظلم سے فریاد کرتا ہون اور مین
اُسی گروہ مین سے ہون جو اُس آدم زاد کو حضور عالی مین لاتا تھا رات کے وقت وہ چُرا کر اپنے باغ مین لے گئی اُسے
اُس سے عیش کرتی ہی اور مزے اُڑاتی ہی اتفاقا مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک دن جو اُسکے باغ مین جا نکلا
تو اُسی آدم زاد کو دیکھا وہین مین نے شور مچایا کہ اس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا جلد میرے حوالے کرو کہ حضور مین
پہونچاؤن وہ شراب کے نشے مین چور ہو رہی تھی اپنی پریون سے کہنے لگی کہ اسکو پکڑکر خوب مارو مین ہزار رنگ سے
بھاگ کر سایہ دولت مین آیا سُنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا اور تیس ہزار پریزاد کو حکم کیا کہ تم مینا پریزاد کو اُسکی
جورو بیٹی اور اُس آدمی سمیت باندھکر جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب کے سب وہین دوڑ پڑے اور اُسکی حویلی کو
گھیر لیا وہ بیچارہ اس بات کی خبر نہ رکھتا تھا متفکر ہو کر حیران رہ گیا کہ اس عتاب کا سبب کیا ہی اُنھون نے کہا
کہ تیری بیٹی ایک بادشاہ کے قیدی کو اُڑا لائی ہی اور اُسکے ساتھ اپنے باغ مین عیش کرتی ہی اس واردات کو سُنکر وہ

ڈر گیا اور اُس باغ مین آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ واقعی حُسنا پری اُس آدم زادے کے ساتھ رنگ رلیان کر رہی ہی یہ حال دیکھتے ہی
بدحواس ہو کر ایک دو ہتّڑ مارا اور کہا کہ ای حرامزادی تو نے یہ کیا غضب کیا کہان باپ کا نام ڈبویا بادشاہ کی فوج تیرے پکڑنے کو آئی ہی
خبردار ہو وہ اس بات کے سُنتے ہی ڈر گئی اور تھرتھرانے لگی چہرہ زرد ہو گیا آنسو بھر لائی اتنے مین فوج شاہی آپہونچی
اور اُن دونون کو گرفتار کر کے حضور عالی مین لے گئی سردار فوج حضور مین آیا اور عرض کرنے لگا کہ ای جہان پناہ بیتا پیرزادہ نے
ہرگز حضور کے آنے مین عذر نکیا بلکہ اپنی آل و اولاد سمیت ہاتھ باندھے بے تامل چلا آیا بادشاہ نے کہا کہ
بیتا پیرزادہ کو حضور مین لے آؤ اُسنے آتے ہی عرض کی بندے کو اس حال کی مطلق خبر نہ تھی اور ہر طرح سے یہ فدوی
فرمانبردار ہی بادشاہ نے جرم معاف کر کے گناہ بخشا جب اُن لوگون نے حاتم کو لیجا کر اُسکے سامنے کھڑا کر دیا بادشاہ نے دیکھا
کہ نہایت شکیل اور حسین ہی مہربانی سے بُلا کر اپنے پاس بٹھایا اور کُچھ باتین کر کے پوچھا کہ ای جوان تو آدم زاد ہو کر میرے
شہر مین کیونکر آیا اور ایسا کیا کام رکھتا ہی کہ جسکے واسطے اتنا رنج اُٹھایا حاتم نے کہا جہان پناہ مین حضور کی قدمبوسی کے
واسطے آیا ہون کیونکہ فرو قاش بادشاہ نے خداوند کے اوصاف حمیدہ وہان تک بیان کیے کہ اُنکے اظہار مین میری
زبان قاصر ہی غرض دیدار ہمایون کا اشتیاق دل پر غالب آیا ہر طرح سے مین نے آپ کو حضور اقدس مین
پہونچایا تب بادشاہ نے کہا کہ ہمارے عمل مین تجھے کون لایا وہ بولا فرو قاش بادشاہ کے دیو مجھے لے آئے ہین پھر
بادشاہ نے کہا ای جوان کُچھ تجھے معلوم ہی کہ اس زمانے مین کوئی حکیم بھی انسانون مین دانا تر اور فن حکمت سے ماہر ہی حاتم نے
کہا کہ خداوند کو حکیم سے کیا کام ہی شاید آپ کے مُلک مین حکیم نہین ملتا بادشاہ نے کہا ہماری قوم کے حکیم سے کُچھ فائدہ
نہین ہوتا مین نے بہت علاج کر دیکھا ایک مدت سے میرے بیٹے کی آنکھین دُکھتی ہین اور وہ حُسن مین بے نظیر مانند بدر منیر ہی
اور اُسکے سوا میرے کوئی لڑکا بالا نہین حیف ہی کہ وہ بھی اندھا ہو گیا اور کسی طرح درد سے فرصت نہین پاتا حاتم بولا اگر
شاہزادہ اچھا ہو اور آنکھین روشن ہون درد جاتا رہے تو حضور عالی سے مجھے انعام کیا ملے بادشاہ نے کہا جو تو مانگیگا
وہی پاویگا حاتم نے کہا کہ اگر اس بات پر قول و قسم کرو کہ جو مین شہزادے کی ایسی دوا کرون کہ اسکی آنکھین جیسی تھین ویسی
روشن ہو جائین تو اسوقت منہ کا مانگا انعام پاؤن بادشاہ نے کہا کہ مین نے قبول کیا صبح کو اُسنے وہ مہرہ اپنی پگڑی سے
نکال کر آب دہن مین گھس کر اُسکی آنکھون مین لگا دیا شام کے ہوتے ہوتے سُرخی جاتی رہی اور درد موقوف ہوا
مگر بینا نہ ہوئین بادشاہ نے کہا ای جوان ظاہر اُسکی آنکھین آگے سے اچھی ہین لیکن بصارت چندان خوب
نہین ہوئی تب حاتم نے کہا پردہ ظلمات مین ایک درخت ہی اُسکو نور ریز کہتے ہین اگر دو تین قطرے اُسکے پانی کے
ہاتھ لگین تو اُسکی آنکھین روشن ہو جائین اس بات کے سُنتے ہی ماہرو پری شاہ نے کہا ای پریزادو تم مین سے
کون ایسا ہی جو وہان جائے اور اُس درخت کا پانی لائے اس سخن کے سُنتے ہی وہ سب کے سب کان پر ہاتھ دھر کے
اور سر جُھکا کر عرض کرنے لگے کہ جہان پناہ اُسکی راہ نہایت پُر خطر ہی اور اُسمین نہایت دیو بھوت پلید رہتے ہین

وہان ہم مین سے کوئی نہین جاسکتا کیونکہ وہ کافر بڑے زبردست ہین ہمکو جیتا نہ چھوڑینگے آگے جو حکم ہو سو کرین
اتنے مین حسنا پری اٹھی اور ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی اگر خداوند میرا گناہ معاف کرین اور انسان کو مجھے بخشین
تو مین جاؤن اور اُس درخت کا پانی لاؤن بادشاہ نے کہا کہ تیرا گناہ تجھے بخشا اور وہ سرحد تیرے باپ کو دی اور
اُس آدمی کا بھی وہی مختار ہی حاتم بولا ای حسنا پری اگر تو چاہے کہ تمام عمر مجھے اپنے پاس رکھے سو تو نہین مگر اس بات کا
اقرار کرے جب تک میرا جی چاہے رہون اور جب چاہون چلا جاؤن تو مضایقہ نہین حسنا پری نے کہا ای جوان مجکو بھی
تجھسے کچھ اور کام نہین پر اتنا ہی کہ چند روز تیری صحبت سے اپنی مجلس گرم رکھون اور ... ہو کر تیرے باغ حسن کی سیر کرون پھر
تو مختار ہی جدھر چاہنا ادھر جانا کوئی تیرا مانع نہوگا حاتم نے کہا کہ اسطور پر مین نے بدل و جان قبول کیا اب جلد جا یہ
سنکر حسنا پری کئی پریون کو لے کر روانہ ہوئی چالیس دن کے بعد ظلمات مین جا پہونچی کیا دیکھتی ہی کہ ایک درخت
عظیم الشان ہی کہ اُسکی پھننگ آسمان تک پہونچی ہی اور اُس سے پانی کے کچھ قطرے ٹپکتے ہین حسنا پری نے ایک شیشہ
اُسکے نیچے رکھدیا تھوڑی دیر مین وہ شیشہ پانی سے بھر گیا تب یہ اُسکا منھ باندھکر وہان سے لے اُڑی اتنے مین
حلفاش دیو کا چوکیدار جو ہزار دیو سے اُس درخت کا نگہبان تھا آ پہونچا حسنا پری نہایت چست و چالاک
تھی بھاگی او راسکے ہاتھ نہ لگی چالیس روز کے عرصے مین حضور اقدس مین آ پہونچی اور آداب بجا لا کر عرض کرنے
لگی ای خداوند آپ کے اقبال سے یہ لونڈی اُس درخت کا پانی لے آئی اور اُسکے چوکیدارون کے بھی ہاتھ نہ لگی
یہ کہکر شیشہ کو بادشاہ کے آگے رکھدیا کہ چند قطرے پانی کے حاضر ہین اور راہ کے صدمے بھی مفصل ظاہر کیے بادشاہ نے
مہربانی سے حسنا پری کو گلے لگایا اور پانی کا شیشہ حاتم کے حوالے کیا اُسنے فی الفور اُس جھوے کور کو لگا کر اُسکی آنکھون مین
لگا دیا اور پٹی سے سات روز تک باندھ رکھا آٹھوین دن جو اُسکی آنکھون سے پٹی کھولی تو آنکھین ایسی دیکھین
کہ جیسے مان کے پیٹ سے لیکر نکلا تھا جو ہین شہزادے نے اپنے مان باپ کا دیدار دیکھا نہایت خوش ہوا اور حاتم کے
پاؤن پر گر پڑا اُسنے اُسکو گلے لگا کر خدا کا شکر کیا تب ماہرو پری بادشاہ نے ممنون احسان ہو کر اُسکے آگے اتنا
زر و جواہر رکھا کہ جسکا کچھ شمار نہین کیا جاتا حاتم نے کہا ای بادشاہ غریبون کے پشت پناہ اسقدر زر و جواہر مین
تن تنہا کیا کرون اور کہان لے جاؤنگا اگر تم اپنے پریزادون کے ہاتھ اسکو فرقاش بادشاہ کے پاس بھجوا دو تو یقین ہی
کہ وہ میری سرحد مین پہونچا دیگا یا میرے ہی ساتھ کر دیجیو تب بادشاہ نے اپنے پریزادون کو کہا کہ جب یہ جوان اپنے شہر کی طرف
روانہ ہو تم اس مال و اسباب کو اُسکے ساتھ لے جائیو پھر حاتم نے عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ جو کچھ عنایت ہوا ہی سو
آپ کا تفضلات ہی لیکن امیدوار اس بات کا ہون جو دینے کہا تھا سو عنایت ہو بادشاہ نے کہا کیا مانگتا ہی مانگ حاتم نے کہا کہ یہ مہرہ
جو آپ کے ہاتھ مین ہی اگر میری آرزو پوری کرنی منظور ہی تو بخشو اس بات کے سنتے ہی بادشاہ نے سر نیچے کر لیا اور کہا کہ معلوم ہوا
شاید یہ مہرہ ہمارا سوداگر کی بیٹی نے تجھسے مانگا ہی اور مین نے بھی تجھسے اقرار کیا ہی ناچار ہون یہ کہکر شاہ نے مہرہ حاتم کو دیا

اور کہا ای جوان جب تو یہ مہرہ اُسکو دیگا مین اُسکے پاس رہنے نہ دونگا کسی نہ کسی ڈھب سے منگوالونگا حاتم نے التماس کیا
جب عاشق کا مطلب حاصل ہو چکے پھر آپ مختار ہین غرض حاتم نے اُسکو لیکر اپنے بازو پر خوب مضبوط کر کے باندھا کہ جتنے گنج اور
دفینے زمین مین گڑے ہوے تھے نظر آنے لگے تب اُسنے اپنے جی مین کہا کہ ہان حارس سوداگر کی بیٹی نے اسواسطے یہ مہرہ تجھسے منگوایا ہی
القصہ بادشاہ سے رخصت ہوا تب بادشاہ نے اپنے عیارون اور نظر بازون سے کہا کہ جسوقت حارس کی بیٹی کا بیاہ ہو چکے اُسکے
ہاتھ سے کسی گھات سے لے آئیو حاتم وہان سے حُسنا پری کے گھر آیا اور تھوڑے دن عیش و عشرت کر کے اُس سے رخصت
ہوا تب وہ پریزاد زر و جواہر لیکر اُسکے ہمراہ ہوئے اور خرد قاش کی سرحد تک پہونچا کر رخصت ہوے اور وہ دیو جو حاتم کے
ساتھ آئے تھے اسکو دیکھتے ہی دوڑے اور شاد ہوئے پھر اوس مال و متاع سمیت ایک تخت پر بٹھا کر چند روز مین خرد قاش کے
پاس لے گئے وہ اُٹھکر بغلگیر ہوا اور بہت سی تواضع کر کے آفرین کی شب کی شب حاتم وہان مہمان رہا صبح کو
رخصت ہو کر غار کی راہ سے سورت مین آ پہونچا دیوون کو وہ زر و جواہر بخش کر رخصت کیا پھر حارس سوداگر کی
بیٹی کے گھر آیا اور شاہ مہرہ اُسکے حوالے کیا وہ اُسکو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی ای جوان اب مین
تیری ہون جو چاہے سو کر حاتم نے کہا ای ساقی ناز میرا مقصد یہ نہین ہی کہ تیری شراب وصال پیون مگر وہ
جوان جو ایک مدت سے اس شراب کا پیاسا ہی اُسکو پلاؤن تو بھی قبول کر اُسنے کہا کہ مین تیرے بس مین
ہون تو مختار ہی جو کچھ کہیگا وہی بجا لاونگی وہین حاتم نے اُسکے باپ کو بلوا کر اُس سوداگر بچے کا ہاتھ اُسکے
ہاتھ مین پکڑا دیا اور یہ کہا کہ اِسے اپنا فرزند سمجھو اُسنے اُسی وقت بیاہ کی تیاری کی اور اپنی بیٹی کو اُسکے ساتھ بیاہ دیا
دس دن کے بعد وہ مہرہ اس لڑکی کے ہاتھ سے غایب ہو گیا وہ رونے پیٹنے لگی تب حاتم نے اُسکو دلاسا تسلی دیکر
کہا مین نے تیرے شوہر کو اتنا زر و جواہر دیا ہی کہ وہ سات پشت تک وفا کریگا اتنا کیون بلبلاتی ہی غرض اسی طرح کئی
باتین کہکر حاتم وہان سے رخصت ہوا اور حسن بانو کے سوال کے جواب کی فکر مین چلا کئی دن کے بعد منزلین طی کرتا ہوا اور
آفتین سخت اُٹھاتا ہوا کسی دریا کے کنارے جا پہونچا اور وہان ایک محل عالی شان بادشاہون کے لائق اُسکو نظر آیا
اور اُسکے دروازے پر خط جلی سے لکھا دیکھا نیکی کر اور دریا مین ڈال یہ اُس نوشتے کو پڑھکر نہایت خوش ہوا اور سجدہ
شکر ادا کر کے کہنے لگا الحمد للہ اب مین مراد کو پہونچا قدرے آگے بڑھا تو بہت سے شخص خواصون کے طور پر اُس محل سے
نکلے اور حاتم کو اندر لے گئے وہان جا کر وہ کیا دیکھتا ہی کہ ایکسو برس کا بوڑھا مرد نورانی صورت تخت پاکیزہ پر بیٹھا ہی
حاتم کو دیکھتے ہی اُٹھا اور گلے لگا کر اپنے تخت پر بٹھا لیا اور کھانے طرح بطرح کے منگوا کر کھلائے جب حاتم نے کھانے
پینے سے فراغت پائی پوچھا کہ آپ نے در دولت پر یہ کیون لکھ رکھا ہی اُسنے کہا مین راہزن تھا الّتوان کو مسافرون کا مال لوٹتا تھا
اور تمام دن مزدوری مین کاٹتا تھا آخر روز دو روٹیان گھی سے چپڑ کر اُنپر شکر ڈال کر دریا مین پھینک دیتا اور کہتا
کہ یہ کام خدا کے واسطے کرتا ہون ایک مدت یونہین گذر گئی کہ ایک دن بیمار ہوا اور قریب ہلاکت پہونچا آخر ایک دن

مین ایسا بیہوش ہوا گویا جان اُس حالت مین بدن سے نکل گئی کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑکر دوزخ
دکھلاتا ہی کہ تیری جگہ یہی ہی غرض قریب تھا کہ مجکو دوزخ مین ڈالدے دو فرشتے خوبصورت آگے آئے میرا بازو پکڑکر
کہنے لگے کہ اسکو ہم دوزخ مین نہ جانے دینگے اور اسکی جگہ دوزخ نہین ہی بلکہ یہ بہشت مین جائیگا چنانچہ وہ مجکو
بہشت کی طرف لے گئے کہ ایک بزرگ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اسکو کیون لائے ہو ہنوز اسکی عمر کے دو سو برس باقی ہین
اسکا ہمنام ایک اور شخص ہی اُسکو لے آؤ یہ بات سُنکر پھر وہی جوان مجکو یہان پہونچا گئے اور کہنے لگے کہ ہم دونون وہی
دو روٹیان ہین جو خدا کے واسطے تو دریا مین ڈالتا تھا اتنے مین ذرا مین چیتا تب اُٹھ کر کھڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین
مناجات کرنے لگا کہ الٰہی تو غفور و رحیم ہی اور مین بندہ گنہگار ہون مجکو بخشدے مین توبہ کرتا ہون اور رزق مجھے ہر حال
مین تو ہی خزانہ غیب سے پہونچائیگا جب صبح ہوئی تو معمول کے موافق دو روٹیان ڈالنے گیا کہ یکایک سو دینار پانی سے
نکل آئے مین نے اُنکو اُٹھا لیا اور شہر مین ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اگر کسی کا مال دریا مین گر پڑا ہو تو مجھسے لے کسی نے
اس بات کا جواب نہ دیا پھر بدستور سابق مین دریا پر گیا اُسی طرح دینار نکل آئے اُنکو بھی لاکر رکھ چھوڑا اسی طرح سے دن
گذرا اور رات ہوئی تو مین کیا خواب دیکھتا ہون کہ ایک شخص کہتا ہی اے بندہ خدا دو روٹیان تیری شفیع ہوئین خدا کے
کریم نے حکم کیا ہی کہ تجکو سو دینار ہر روز ملا کرین تو اُنمین سے کچھ خدا کی راہ مین خرچ کر اور باقی سے اپنی اوقات
کاٹ اتنے مین میری آنکھ کھل گئی سجدہ شکر بجا لایا پھر مین نے یہ عمارت بنائی اور اُسکے دروازے پر یہ کلمہ لکھدیا
اب بھی اُسی طرح سے مجھے سو دینار پہونچتے ہین مین مسافرون اور فقیرون کو دیتا ہون اور کھانا کھلاتا ہون
اور یاد الٰہی مین مشغول رہتا ہون اب میری عمر کے سو برس باقی ہین اور اس عمارت کو بنے سو برس ہوئے
ہین اے عزیز جب سے مجھے یقین ہوا کہ خدائے کریم نے گناہ بخشے اور اتنی عمر عطا کی اور رزق بے منت پہونچانے لگا
تب سے مین خوش و خرم رہتا ہون اور کسی طرح کا اندیشہ نہین کرتا ایسی ہدایت خدا سب کو نصیب کرے
اس بات کو سُنکر حاتم نے خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور تین روز اُسکے پاس رہا چوتھے دن اُس بزرگ سے
رخصت ہوکر شاہ آباد کی طرف چلا تھوڑے دنون کے بعد ایک جنگل مین جا پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک کالا سانپ
کسی خوش رنگ سانپ سے ایک درخت کے نیچے لڑ رہا ہی اور قریب ہی کہ کالا اُسکو مار ڈالے یہ اس حال کو
دیکھکر دوڑا اور للکار کر کہنے لگا کہ اے موذی خبردار کیا کرتا ہی اس آواز کو سُنکر وہ ڈرا اور اُس سے جدا ہوکر
چلا گیا وہ غریب بھاگنے کی تاب نہ رکھتا تھا اُسی درخت کے نیچے ٹھہر گیا اور ادھر اُدھر وحشت زدون کے طور پر
دیکھنے لگا حاتم نے کہا اے سانپ تو اپنی خاطر جمع رکھ جب تک تو بحال نہو گا تب تک مین یہین رہونگا اور
کہین نہ جاؤنگا بارے ایک آدھ گھڑی کے بعد توانا ہوا اور اُس درخت پر چڑھکر آدمی کی صورت ہوکے
حاتم کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا اس حالت کو دیکھکر حاتم متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ کیا

اسرار ہوا اتنے مین سانپ نے کہا کہ ای عزیز تو تعجب نہ کر مین جن کی قوم سے ہون اور اُس شہر کا بادشاہ میرے باپ کا غلام ہی ایک مدت سے یہ ناحق میری جان کا دشمن ہوا ہی آج قابو پا کر مارا چاہتا تھا کہ حق تعالی نے تجکو میری حفاظت کے واسطے بھیجا جو اس موذی کے چنگل سے چھوٹا حاتم نے کہا خیر معلوم ہوا اب تو جہان چاہے جا [illegible] ہان جا کیونکہ مین بھی بکار ہون زیادہ یہان نہین رہ سکتا اُسنے کہا ای جوان دستگیر بیکسان غریب خانہ یہان سے بہت نزدیک ہی اگر آپ بندہ نوازی کرین اور تشریف لے چلین تو مہربانی ہی غرض حاتم اُسکے ساتھ ہو کر چلا اتنے مین ایک لشکر عالیشان سامنے سے دکھائی دیا حاتم نے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی وہ بولا کہ اسی فقیر کا پھر حاتم کو لیے ہوے اپنے دولت خانہ مین داخل ہوا اور ایک تخت مرصع پر بٹھایا اور بآئین شایستہ ضیافت کی اور بہت سا زر و جواہر اُسکے سامنے رکھا اور تمام رات ناچ رنگ کی صحبت رکھی حاتم نے کہا کہ زر و جواہر مجھے کچھ درکار نہین پھر صبح کو شہزادے نے اُس غلام کی گردن ماری اور حاتم رخصت ہو کر شاہ آباد کی طرف روانہ ہوا غرض اڑھائی برس اور پندرہ دن کے بعد شاہ آباد مین داخل ہو کر کاروانسرا مین اُترا اور منیر شامی سے ملا یہ خبر کسی شخص نے حسن بانو کو پہونچائی اُسنے وہین اُسکو بلوا لیا اور ایک مکان عالیشان مین پردہ ڈال کر آپ بیٹھی اور باہر اُسکو بٹھا کر احوال پوچھا کہ ای جوان عالی ہمت دونون مین تو آیا کہ کیا خبر لایا حاتم نے جو ماجرا دیکھا تھا اور اُس پیر مرد کی زبانی سنا تھا سو بخوبی بیان کیا اور کہا کہ صاحب اُس پیر مرد نے اسی واسطے یہ بات اپنے دروازے پر لکھکر لگادی ہی حسن بانو اس سخن کو سنکر نہایت خوش ہوئی اور حاتم کی ہمت پر آفرین کر کے کہنے لگی ای جوان تو وہی تھا جو یہ خبر لایا نہین تو کسی کا منہ نہ تھا کہ یہ کام کر سکے اسکے بعد کتنے خوان میوون کے جہان اُترا تھا وہان بھجوا دیے اُسنے اگر وہ کھانا منیر شامی کے ساتھ کھایا اور شکر کا سجدہ ادا کیا اور کہنے لگا کہ ای منیر شامی تو نہ گھبرا اب تھوڑے ہی دنون مین خدا کے فضل سے مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دیتا ہون اُسکو اس طرح سے دلاسا دیکر آپ حسن بانو کے پاس گیا اور کہنے لگا ای حسن بانو اب کونسا سوال رکھتی ہی کہ مین اُسکی بھی جستجو مین کمر کوشش باندھون حسن بانو نے کہا کہ تیسرا سوال میرا یہ ہی کہ ایک شخص جنگل مین کھڑا کہتا ہی کہ کسی سے بدی نہ کر اور اگر کریگا وہی پائیگا اُسکی خبر لا

تیسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ کسی سے بدی نہ کر اور اگر کریگا تو وہی تیرے آگے آئیگی

غرض اس بات کو سنتے ہی حاتم وہان سے روانہ ہوا اور خدا کو یاد کر کے سر بصحرا نکلا ایک مہینے کے بعد ایک پہاڑ ایسا دیکھائی دیا کہ جو آسمان سے باتین کر رہا تھا جب اُسکے نیچے گیا ایک آواز آہ و زاری کی سُنی سر اُٹھا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا تو کچھ نظر نہ آیا اور اُسکے نزدیک گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک درخت سایہ دار عظیم الشان کے نیچے ایک سل سنگ مرمر کی دھری ہی اور اُسپر ایک جوان خوش رو مہ لقا زلف ولیدہ سوکھا پتلا بیمارون کی سی وضع اُسکی

ڈالی کپڑے آنکھیں بند کیے کھڑا ہی دمبدم نعرے مارتا ہی اور یہ مصرع پڑھتا ہی مصرع ع شتاب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی غم
حاتم اُسے دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کیا بھید ہی ذرا آگے بڑھکر پوچھا کہ ای جوان اس حالت کو کیون پہونچا ہی اپنا ماجرا بیان کر
وہ آنکھیں بند کیے مراقبے مین تھا جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پھر اُسکو پکارا وہ کچھ نہ بولا جب تیسری دفعہ یون کہا
کہ ای شخص معلوم ہوا تو بہرا ہی کہ مین نے تین مرتبے تجھے پکارا تو نے جواب نہ دیا یہ بات سنتے ہی اُسنے آنکھیں
کھول دین اور کہا ای شخص تو کون ہی اور کہان سے آیا ہے تجھے کیا کام رکھتا ہی اُسنے کہا مین بندۂ خدا ہون سیر
کرتے کرتے یہان بھی آنکلا ہون تو اپنا حال بیان کر کہ ایسا ہکا بکا کیون روتا ہی اور یہان کس واسطے کھڑا ہی اُسنے کہا
کہ ای مسافر تیری طرح سے بہت اشخاص اس راہ سے آئے اور میرے احوال سے واقف ہوے پر کسی نے میرے درد کا
علاج نہ کیا احوال کہنا کچھ حاصل نہین تو بھی اپنی راہ لے کیون دکھ دیتا ہی اور مجھے بلا مین کس واسطے ڈالتا ہی حاتم نے کہا جیسے
احوال تو نے اکثر لوگون سے کہا خدا کے واسطے مجھسے بھی کہہ کہ میرے دل مین یہ آرزو نہ رہجائے اُسنے کہا کہ تو ایک دم میرے
پاس بیٹھ جا مین ہوش مین آؤن تو اپنا ماجراے عجیب کہ سناؤن وہ اُس درخت کے نیچے بیٹھ گیا جوان کہنے لگا ای عزیز مین
ستم رسیدہ سوداگر ہون میرا قافلہ روم کو جاتا تھا اور مین اُسکے ساتھ یہان تک آ پہونچا بیچ کو اُس سے جدا ہوکر اس پہاڑ پر
آیا اور رفع قضاے حاجت سے فارغ ہوکر اس درخت کے نیچے پہونچا یہان ایک پریزاد حسین مہ جبین کو دیکھکر فریفتہ ہوا بلکہ اپنے
ہوش و حواس سے ایسا جاتا رہا کہ گر پڑا میرے وہ سر کو اپنے زانو پر رکھکر گلاب چھڑکنے لگی جب مین ہوش مین آیا اپنے سر کو اُسکے
زانو پر دیکھکر خوش ہوا اور ہزار جان سے عاشق ہو گیا بہر کیف اُٹھ کھڑا ہوا اور مین نے پوچھا ای نازنین جان بخش تو کون ہی
اس جنگل ویران مین کیا کرتی ہو اُسنے کہا کہ مین پریزاد ہون اور یہ پہاڑ اور قلعہ میرا مکان ہی تجھسا آدمی چاہتی تھی
سو آج خدا نے ملا دیا یہ دلبری اور دلداری کی باتین سنکر مین ایسا دیوانہ ہو گیا اپنے مال اور متاع اور قافلے کی
مجکو کچھ سُرت نہ رہی اسی طرح سے وہ نازنین چندروز الفت کرتی رہی یکایک میرے طائر روح کو اُسنے اپنی
زلف مشکین کے دام مین گرفتار کیا غرض تین مہینے تک رات دن مین اُس سے ہم صحبت رہا ایک دن مین نے
اُس سے کہا ای پری اس جنگل مین رہنے سے کیا فائدہ شہر مین چلین اور آرام سے گذران کرین اُسنے کہا
اگر تیرا دل یون ہی چاہتا ہی تو بہتر میرا گھر یہان سے بہت نزدیک ہی اپنے لوگون سے ملاقات کر کے رخصت ہو آؤن
لیکن خبردار تو میرے آنے تک یہان سے کہین نہ جانا مین نے کہا اچھا جیسا جی چاہے مگر سچ کہو کب آؤگی اُسنے کہا
سات دن کے بعد لیکن تو اگر کہین جائیگا تو نہایت پشیمان ہوگا اسی حالت سے سات برس ہوے کہ وہ عہد شکن غارتگر
دین و ایمان نہین آئی اور مین اُسکے وعدہ پر کہین جا بھی نہین سکتا مبادا آجائے اور یہان مجکو نہ پائے تو خدا جانے
کہ میرے حق مین کیا کر بیٹھے اور اتنی طاقت نہین کہ کہین جا کر اُسکی تلاش کرون میرا قوت درختون کی پتی اور پانی اسی
چشمے کا کیا کرون زمین سخت آسمان دور نہ رہنے کو جگہہ نہ چلنے کو پانون میرے حسب حال یہ شعر ہی شعر جدائی تری کسکو

منظور ہی؛ زمین سخت ہی آسمان دور ہی؛ یہ حال سُنکر حاتم بہت کُڑھا اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگا ای عاشق زار
اگر اُسنے تجھے اپنے مکان کا نشان دیا ہی اور نام بتلایا ہی تو مجھسے بیان کر اُسنے کہا اتنا تو جانتا ہون کہ اُسکے قبایل
کوہ القاپر رہتے ہین پر یہ نہین معلوم کہ وہ کہان گئی اور کہان ہی حاتم نے کہا ایجوان وہ جب تجھسے رخصت ہوئی
تو کسطرف گئی اُسنے کہا میرے سامنے دس بیس قدم داہنی طرف چلی تھی پھر نہین معلوم کہ کس طرف غائب ہو گئی
حاتم نے کہا اگر تم اُسکا عشق رکھتے ہو تو ہمارے ساتھ ہو کر کوہ القا کو چلو خدا کے فضل سے اُسے ڈھونڈھ نکالینگے
جوان نے کہا اگر معشوقہ یہان آئے اور مجھے نہ پائے تو پھر یہ جگہہ ہی پاؤنگا اور نہ وہی ہاتھ آئیگی اگر ملاقات ہونی ہی
تو یہین ہو رہیگی نہین تو اُسکے انتظار مین اسی مکان پر مر جاؤنگا حاتم اس کلام درد آمیز کو سُنکر آنسو بھر لایا اور
کہنے لگا ای عزیز اگر اُسکا نام جانتا ہی تو بتلا دے اُسنے کہا الگن پری کہتے ہین حاتم بولا ای جوان خاطر جمع رکھ کہ مین
کوہ القا پر جاتا ہون اور تیری معشوقہ کو ڈھونڈھکر تجھ تک پہونچا دیتا ہون یا تجھی کو وہان لے جاتا ہون لے
اب مین اُسکا مکان تحقیق کر کے تیرے پاس پھر آتا ہون وہ بولا اب تک مین نے کوئی ایسا شخص نہین دیکھا کہ اپنا کام
چھوڑے اور دوسرے کے کام پر کمر باندھے کیون باتین بناتا ہی جا اپنے کام لگ حاتم نے کہا کہ ای عزیز مین اپنا سر
ہتیلی پر دھرے پھرتا ہون کہ یہ خدا کی راہ مین کسی کے کام آئے اور جسکو درکار ہو سوئے شعر جی تلک اپنا مین
گنواؤنگا؛ کام اُسکا بجا ہی لاؤنگا؛ پھر کہنے لگا راست جانو اور جھوٹھ نہ سمجھو غرض اسی ڈھب کی دو چار باتین
کر کے اُس سے رخصت ہوا اور جسطرف وہ پری گئی تھی اُسی طرف چل نکلا تھوڑے دنون مین اُس پہاڑ کے عرصے کو
طے کر کے اور ایک پہاڑ تک جا پہونچا اور اُس پہاڑ پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہی کہ بہت سے درخت میوہ دار لہلہا رہے ہین
اور کتنے پھولون سے لدے ہین اور جھوم رہے ہین اور اُس سے آگے ایک جگہہ پاکیزہ سُتھری صاف نظر آتی ہی
وہان چار درخت بڑے اور گھنے لگے ہوے ہین اور ٹھنڈی ہوا چلتی ہی حاتم بخواہش تمام اُس مکان مین
گیا جاتے ہی بے اختیار اُسکی آنکھ لگ گئی سو رہا شام کے وقت چار پریان آئین اور مسند بچھا کر بیٹھین اور اُسکو
دیکھکر آپس مین کہنے لگین کہ یہ کون ہی اور کیونکر آیا ہی اس سے پوچھا چاہیے مشورت کر کے اُسکے پاس گئین اور
جگا کر کہنے لگین ای آدم تو یہان کس ڈھب سے آیا اور کسواسطے یہ ارادہ کیا حاتم اُنکی آواز سُنکر چونک پڑا
اور اُٹھکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہی کہ چار پریان جواہر مین لدی ہوئین سرھانے بیٹھی ہین
اور باتین کر رہی ہین اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہان مجکو میرا خدا لایا ہی مین کوہ القا کی سیر کرنے
اور الگن پری کے دیکھنے کو جاتا ہون اُسکا سبب یہ ہی کہ وہ ایک آدمی سے سات روز کا وعدہ کر کے وہان گئی ہی
اور سات برس گذر گئے کہ وہ بیچارہ ایک درخت کے نیچے اُسکی یاد مین بیقراری سے تڑپ رہا ہی اور اُسکی
جان لبون پر آ رہی ہی مین اسواسطے جاتا ہون کہ اُسکو سمجھاؤن کہ وعدہ کرنا اور اُسکا وفا نہ کرنا یہ شیوہ اچھون کا

نہین ہی اس بات کو سنکر وہ مسکرائین اور کہنے لگین کہ الگن پری القاف کے پہاڑ کی شہزادی ہی اُسکو ایسی کیا غرض
تھی کہ وہ کسی آدمی سے ملنے کا اقرار کرتی معلوم ہوا کہ تو سودائی ہی جو اُس پہاڑ کے دیکھنے کا اور اُس سے ملنے کا قصد
رکھتا ہی اسکے قطع نظر اگر تو وہان جائیگا تو کب جیتا بچیگا حاتم نے کہا خیر جو ہو تی ہو سو ہو وہان بے گئے ہوے نہین رہتا
اُنھون نے کہا اگر ہماری صحبت قبول کرے اور آج کا رہنا یہان غنیمت جانے تو کل ہم تجھے القاف کے پہاڑ کی راہ دکھا دینگے
اُسنے کہا بہت اچھا کسی طرح سے یہ کام ہو غرض وہ اُنکے گھر مہمان رہا اور اُس رات کو عیش و عشرت مین
بسر کیا صبح ہوتے ہی کوہ القاف کا راستہ پکڑا وہ حاتم کے ساتھ ہوئین اور سات روز تک دن رات چلی گئین آٹھوین دن
کسی منزل پر پہونچکر کہنے لگین کہ اب اسکے آگے ہم نہین جا سکتے کیونکہ یہان سے آگے ہماری سرحد نہین چاہیے کہ
سیدھا چلا جائے یقین ہی کہ تھوڑے دنون مین کوہ القاف تک پہونچ جائیگا حاتم اُنسے رخصت ہوا اور
آگے چلا ایک مہینے کے بعد وہان جا پہونچا جہان ایک دو راہا تھا رات کی رات وہین رہا دو چار
گھڑی رات گذرے ایک بستی کی طرف گریہ و زاری کی آواز اُسکے کان مین آئی وہ چونک کر اُٹھ بیٹھا اُسپر
دھیان کیا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ ای حاتم تو خدا کی راہ پر کمر باندھے اور اس گریہ و زاری کی آواز سُنکر تغافل
کرے پس خدا کو کیا جواب دیگا اور تیرا نام دنیا مین کیا خاک رہیگا بہتر یہ ہی کہ اپنی راحت چھوڑ اور اس مصیبت زدہ کی
خبر لے اگر تیرے ہاتھ سے کسی کا کام اور مطلب بر آئے تو باغ جہان سے تو بھی بھلائی کا پھل پائے یہ دھیان کر کے
اُٹھا اور تمام رات اِدھر اُدھر ڈھونڈھتا پھرا صبح ہوتے ہی جس طرف سے وہ آواز آئی تھی اُدھر روانہ ہوا اور جا پہونچا
کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان خوش رو بیابان مین بے اختیار رو رہا ہی حاتم نے کہا ای بندۂ خدا تو ایسا پھوٹ پھوٹ کر
کیون روتا ہی اور آہین درد آمیز بھرتا ہی ایسا کیون کڑھتا ہی کس نے تجھے ستایا ہی اور اس بیابان مین ڈال دیا ہی
لازم ہی کہ تو مجھکو اپنے حال سے آگاہ کر اُسکی تسلی سے وہ جوان اور بھی ڈاڑھین مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ مین سپاہی
ہون اور روزگار کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا راہ بھول کر اس ملک مین آ پہونچا اور اس بستی والون سے پوچھنے لگا
کہ اس بستی کے حاکم کا نام کیا ہی کسی نے کہہ دیا کہ اس شہر کا والی مسخر جادو کہاتا ہی اس سخن کے سُنتے ہی مین ڈرا اور
وہان سے بھاگ کر ایک جنگل کی طرف راہی ہوا اتفاقاً راہ مین ایک باغ نہایت دلچسپ و روح افزا دکھائی دیا میرے دل کو
اُسکی سیر کی یہان تک رغبت ہوئی کہ مین اُسکے قریب آگر گھوڑے سے اُتر پڑا اور دو آیا دو چار ہی قدم اُسکے اندر گیا
ہونگا اتنے مین ایک غول پریون کا لباس زرین سے جگمگاتا ہوا نظر آیا مین نے عقل سے معلوم کیا کہ شاید یہان
کسی امیر کا زنانہ سیر کرنے کو آیا ہو یہ مناسب نہین کہ کسی کی ناموس کو نظر بد سے دیکھیے یہ خیال کر کے وہان سے پھرا
کہ اُن عورتون نے دوڑ کر اپنی بی بی سے خبر کی وہ مسخر جادو کی بیٹی تھی اس بات کو سُنکر مسند سے
اُٹھی مجھکو ایک مکان آراستہ مین بلوا کر لے گئی اور اپنے پاس بٹھایا اور گرمجوشی کرنے لگی اتنے مین اُسکا باپ

اُس باغ مین داخل ہوا پہلے تو میرے گھوڑے کو دیکھکر لوگون سے پوچھا کہ یہ گھوڑا کسکا ہی کسی نے مارے ڈر کے جواب
نہ دیا آگے بڑھا پھر مجھے اُس شمع بزم حسن کے پاس پروانہ وار دیکھکر آتش غیرت سے جل گیا نزدیک آکر چاہتا تھا کہ اُسکی
گردن پکڑ کے زمین پر دے پٹکے وہ لڑکی ڈری اور چلائی کہ مین بے گناہ ہون خدا کے واسطے پہلے تقصیر ثابت کر لو پھر
جو چاہو سو کیجیو اس بات کو سُنکر وہ ٹھہر گیا اتنے مین دائی نے آکر کہا کہ ای خداوند شہزادی نام خدا جوان ہوئی ہی
اور اِس شہر مین آپ کی دامادی کے لائق کوئی نظر نہین آتا یہ مسافر نہایت لیاقت دار کسی بڑے آدمی کا
بیٹا معلوم ہوتا ہی کیونکہ اِسنے مارے حیا کے شہزادی سے اب تک بات بھی نہین کی بہتر یہی ہی کہ اسی کے
ساتھ شہزادی کو بیاہ دو اگر ان دونون بیگناہون کو مارو گے تو خلق مین رسوائی ہوگی اور اِنکا
خون تا قیامت تمھاری گردن پر رہیگا خدا کو کیا جواب دو گے تب اُسنے اپنی لڑکی سے پوچھا کہ تیری کیا
مرضی ہی اُسنے کہا کہ آج تک مین نے کسی نامحرم کو نہین دیکھا اور پہلے پہل یہی نظر پڑا ہی اسواسطے مین نے
اسی کو قبول کیا اُسنے کہا بہت بہتر تجھے مبارک ہو لیکن یہ میرے تین قول پورے کرے اس بات کو سُنکر مین بولا
کہ جو کچھ آپ فرماوینگے بجا لاؤنگا اُسنے کہا پہلے تو ایک جوڑا پربرو جانور کا لادو سرے سُرخ سانپ کا مہرہ
لادے تیسرے آپ کو کھولتے گھی کے کڑاہ مین ڈال اور سلامت نکال اُسوقت مین اپنی بیٹی تجھے دونگا اُسکے
یہ سوال سُنکر مین گھبرایا اور اسی بہانے سے اس بیابان وحشت اثر مین آپڑا اب مارے بھوک اور پیاس کے اتنی
طاقت نہین جو اپنے وطن کو جاؤن نہ یہ قدرت ہی کہ اُسکے جواب دیکر اپنی معشوقہ سے ملون دو برس سے بگولے کی
طرح چارون طرف خاک اُڑاتا پھرتا ہون حاتم نے کہا ای جوان مین براے خدا یہ شرطین پوری کر کے تیری معشوقہ کو
تجھسے ملاؤنگا میری یہ بات یاد رکھ اور حق تعالی نے اسی واسطے مجھے پیدا کیا ہی کہ ہر ایک کے برے وقت مین
کام آؤن پھر سوچا کہ گیدڑ میرے زخم کے واسطے پربرو جانور کا مغز دشت ماژندران سے لایا اور اب مجھکو
بھی ضرور ہوا کہ اُسی جنگل مین جاؤن یہ سمجھکر اُس سے رخصت ہوا اور منزل مقصود کو چل نکلا تھوڑی دور
جاکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک قلعہ کی خندق کے گرد بہت سی لکڑیان جمع کر کے ایک خلقت آگ لگانے کی فکر
کر رہی ہی یہ ماجرا دیکھکر وہ متفکر ہو کے کہنے لگا یہان آگ لگانے کا سبب کیا ہی کسی نے کہدیا کہ ایک
جانور بڑا آفت روزگار کسی طرف سے آتا ہی اور تین چار آدمی کھا جاتا ہی اگر یہی حالت رہی تو تمام شہر
ویران ہو جائیگا اس بات کو سُنکر وہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ اس بلا کو کسطرح ان غریبون کے سر سے
ٹالا چاہیے یہ سوچکر کاروانسرا مین آیا اور اُسکے پاس میدان مین بڑا سا گڈھا کھدوایا اور بہت سی سوکھی
لکڑیون سے پٹوا کر اُسمین بیٹھا جب پہر رات گئی تب وہ جانور آتے اُسوقت نظر آیا کہ ایک پہاڑ سا چلا آتا ہی
جب نزدیک آیا حاتم نے پہچانا کہ اس جانور کا نام شمن ہی آٹھ پاؤن اور سات سر رکھتا ہی ایک سر ہاتھی کا سا ہی

اور چھ سر شیر کے ہے چنانچہ جو سر کہ ہاتھی کی شکل ہی اُسمین نو آنکھین ہین اگر اُسکی بیچ کی آنکھ کسی ضرب سے پھوٹ جائے
تو یقین ہی کہ یہان سے بھاگے اور کبھی اس طرف کو رُخ نہ کرے اتنے مین وہ مُنہ پھیلائے شہر کی
طرف آپہونچا لوگون نے دیکھتے ہی قلعے کے گرد آگ بھڑکا دی اُسکا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ نظر آنے سے رہ گیا
وہ اِدھر اُدھر پھرنے لگا اور ایک آواز اُس ہاتھی کے سر سے ایسی نکلی کہ تمام خلقت وہان کی تھر تھرا گئی اور ساری زمین
تھلک اُٹھی یکایک وہ اجل گرفتہ حاتم کے پاس جا پہونچا کہ اُسنے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ بیچ آنکھ مین ترازو ہو گیا
وہ نیم بسمل کی طرح خاک پر تڑپنے لگا اور نعرے ایسے مارے کہ تمام جنگل تھر تھرا اُٹھا یکایک اُٹھکر ایسا بھاگا کہ
پیچھے پھر کر نہ دیکھا حاتم اُس غار سے نکلا اور باقی رات وہین کاٹی صبح کو اُس بستی کے رہنے والے آکر اُس سے
پوچھنے لگے ای عزیز تو اُسکو دیکھکر کیونکر جیتا رہا اُسنے کہا کہ میرے سر پر خدا کا سایہ تھا اُسنے بچا لیا اور اُسکا
نام نشان تھا خدا کے فضل سے مین نے اُسے مارا اور تمھارے سر سے دفع کیا اُنھون نے کہا یہ بات
ہم کیونکر باور کرین حاتم بولا کہ آج کی رات تم سب کے سب قلعے کی چھت پر بیٹھ کے جاگو اگر وہ آج کی رات
آئے تو مجکو جھوٹا جانیو اور نہین تو سچا اُنھون نے اُسکے کہنے کے بموجب کیا وہ جانور صبح تک نہ آیا تب وہ سب کے سب
آکر حاتم کے پانؤن پر گر پڑے لاکھون روپیے اور سیکڑون خوان جواہر کے اُسکے آگے دھرے اُسنے کہا کہ مین تن تنہا
مسافر غریب اس زر و جواہر کو لیکر کیا کرونگا بہتر یہی ہی کہ اسکو فقیرون محتاجون کو بخشو خدا کے نزدیک سرخرو
اور دنیا مین نیک نام کہلاؤ یہ کہکر وہان سے بھی رخصت ہوا اور کسی طرف کو چلا اتفاقاً ایک دن راہ مین کیا
دیکھتا ہی کہ ایک سانپ نیولے سے لڑ رہا ہی قریب ہی کہ کوئی اُنمین سے مارا جائے حاتم بولا اور للکار کہ دوڑا کہ
ای حیوانو تم دونون مین ایسی کیا دشمنی ہی جو آپس مین لڑ رہے ہو اور اپنی جانین کھوتے ہو سانپ نے کہا
اِسنے میرے باپ کو مارا ہی مین اِسے مارونگا نیولا بولا کہ وہ میری خوراک تھا مین نے کھایا اور اسکو بھی کھاؤنگا
حاتم نے کہا ای نیولے اگر تجکو گوشت ہی کھانا منظور ہی تو مجھسے لے اپنے بدن کا دون اور اُس سانپ سے کہا کہ
اگر تو اپنے باپ کا عوض چاہتا ہی تو مجھے مار کہ مین خدا کی راہ مین ایک مدت سے سر دے چکا ہون یہ بات سُنکر
وہ دونون آپس مین لڑائی سے باز رہے پھر نیولے نے کہا ای شخص تو نے وعدہ کیا تھا اپنے گوشت کے دینے کا
اب دے کہ مین کھاؤن اور اپنے گھر چلا جاؤن حاتم نے کہا کہ جہان کا گوشت چاہیے وہان کا مانگ لے اُسنے کہا
اپنے رخسارے کا دے حاتم نے خنجر کمر سے کھینچا چاہتا تھا کہ اپنے رخسارے کا گوشت کاٹے اتنے مین نیولا پکارا ای
جوانمرد ٹھہر ایسی جلدی نہ کر یہ بات مین نے آزمایش کے واسطے کہی تھی آفرین تجکو اور تیرے مان باپ کو
یہ کہکر وہ دونون انسان کی صورت ہو گئے حاتم نے کہا ای عزیز یہ کیا سبب ہی تم ابھی حیوان کی شکل تھے
اور اب انسان ہو گئے اسنے کہا کہ ہم دونون جن کی قوم سے ہین اور اسکے باپ کو اسواسطے مارا ہی کہ مین اُسکی

بہنی پر عاشق ہون اور وہ اُسکی شادی میرے ساتھ نہ کرتا تھا اور یہ اُسکی لڑکی کا بھائی ہی یہ بھی ویسی ہی حجتین
کرتا ہی اب اسی بھی مار ڈالونگا حاتم نے کہا ای جوان تو اپنی بہن کی شادی اسکے ساتھ کیون نہین کرتا اُسنے
کہا کہ مین اسکی بہن پر عاشق ہون یہ بھی اُسکو میرے ساتھ بیاہنا اگر قبول کرے تو مین بھی قبول کرون جنوالے نے
کہا کہ میرا باپ جیتا ہی وہ راضی نہین ہوتا ہی مین ناچار ہون حاتم نے کہا کہ اپنے باپ کے پاس مجھے لے چل مین
اُسے سمجھا بوجھا کر راضی کرونگا غرض وہ دونون جن اور حاتم روانہ ہوے تھوڑی دور جا کر جنوالے نے
کہا کہ مین اپنے محل مین جاتا ہون تو شہر مین آ یقین ہی کہ وہان کے لوگ تجھے پکڑ کر میرے باپ کے پاس
لے آئینگے وہان جیسی بنے ویسی کیجیو حاتم نے اُسکے کہنے پر عمل کیا چنانچہ جن اُسکو پکڑ کے بادشاہ کے پاس
لے گئے اُس بادشاہ کا نام ہیوز تھا بادشاہ نے کہا ای آدم زاد تو ہمارے شہر مین کیون آیا ہی بتا وہ بولا
کہ مین بندۂ خدا ہون اور تیرے بھلے کو آیا ہون بادشاہ نے کہا ای شخص تو کیونکر جن کی قوم سے نیکی کریگا
حاتم نے کہا خیر معلوم ہوا کہ تو اپنے بیٹے کی زندگی سے سیر ہو چکا ہی جو ایسا غافل ہی اس بات کے سنتے ہی
اُسنے کہا ای عزیز کیا بکتا ہی مین نے اس عمر مین یہی لڑکا پایا ہی مین تو اپنی جان سے بھی اُسکو بہتر جانتا ہون
اور عزیز رکھتا ہون حاتم نے کہا اگر اُسکی زندگی چاہتا ہی تو میرا کہا مان نہین تو یہ آج کل مین مارا جاتا ہی
اُسنے کہا ای دوست یک رنگ رحمت خدا تجکو کہ تو نے مجھپر بڑا احسان کیا اور کرتا ہی بارے اس بھید کو
ظاہر کر وہ بولا کہ تیرے بیٹے نے کسی کے باپ کو مار ڈالا ہی وہ اسکو مارا چاہتا ہی آج مین نے اسکو
اور اُسکو ایک جنگل مین لڑتے دیکھا تھا بلکہ قریب تھا کہ اسکی جان جاے مین نے زور اسکو اُسکے ہاتھ سے
چھڑایا لیکن یہ ایک نہ ایک دن مارا ہی جائیگا کیونکہ یہ اُسکی بہن پر عاشق اور وہ اِسکی بہن پر فریفتہ ہی بہتر یہ ہی
کہ تو دونون کی شادی کر دے کہ آپسمین صلح ہو جائے ہیوز نے یہ بات حاتم کی پسند کی اور اُسی وقت اپنی
لڑکی کو اُس سے بیاہ دیا اور اُسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی جب وہ ایک ایک اپنی اپنی مُراد کو پہونچا
تب حاتم ہیوز بادشاہ سے رخصت ہونے لگا اُسنے کہا ای جوان اس نیکی کے بدلے کچھ مجھسے زر و جواہر لے
اُسنے کہا کہ عوض لینا میرا کام نہین اُسنے پھر بمنت کہا کہ اگر تو مال و متاع نہین لیتا تو میرا یہ عصا لے کہ
اسمین کئی خواص ہین اگر سانپ اور بچھو کاٹین تو زہر نہ اثر کرے اور نہ سوزش ہو اگر اسکے نیچے ہو رہے
تو آگ سے نہ جلے اور اگر کوئی جادو کرے تو وہ بھی اِسکے رکھنے والے کا کچھ نہ کر سکے اور اگر دریا
راہ مین حائل ہو تو اُسمین اسکو ڈال دے یہ کشتی کے طور ہو جائے اور بیڑا پار کر دے اور ایک مہرہ
دیتا ہون وہ بھی اپنے پاس رکھ اُسکے یہ خواص ہین کہ اگر راہ مین سُرخ یا سفید یا سیاہ سانپ ملے تو اُسوقت
مُنہ مین رکھ لیجیو اور بے وہشت رہیو ہرگز کسی کا زہر اثر نہ کریگا حاتم نے دونون کو لے لیا

اور اُس سے رخصت ہوا اور رات دن چلنے کے سوا کچھ کام نہ کیا کئی منزلون کے بعد ایک دریاے عظیم السواد کھلائی دیا
کہ اُسکی لہر آسمان پر جاتی تھی متفکر ہوکر چارون طرف نگاہ کی کسی کو آتے جاتے نہ دیکھا اتنے مین ہیوز کے عصا کا خواص
یاد آیا اُسی وقت اُسنے دریا مین ڈال دیا وہ کشتی کے طور پر ہو گیا یہ اُسپر سوار ہو کر چل نکلا جب بیچ بیچ منجدھار مین
پہونچا تب اُس دریا سے ایک گھڑیال نکلا اور اُسکو نگل گیا اور سات کوس تک نیچے چلا گیا کہین دم نہ لیا
جب اُسکا پانون تہ پر لگا تب اُسنے آنکھین کھول کر جو دیکھا تو ایک گھڑیال پہاڑ کے مانند نظر آیا یہ گھبرایا وہ
عاجزی سے فریادیون کے مانند عرض کرنے لگا کہ ای جوانمرد یہ میرا مکان ہی اسکو کیکڑے نے زبردستی
چھین لیا ہی اس بات کا امیدوار ہون کہ تو دلا دے حاتم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی وہ تجھسے نہایت
زبردست ہی اور تو کمزور گھڑیال بولا یہ ستم رسیدہ کیا کہے تم دیکھو گے تو معلوم کروگے حق تو یہ ہی کہ اگر وہ چاہے
تو اپنے نیش کی مقراض سے پکڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالے اس وقت چرائی کو گیا ہی وہ ہوتا تو دیکھتے یہ اسی گفتگو مین
تھے کہ وہ منہ پھیلائے آ پہونچا گھڑیال ڈر کر حاتم کے پیچھے جا چھپا اور وہ حاتم کو قلعے کے طور پر دکھلائی دیا چنانچہ
ایک طرف کا اُسکا نیش مغرب کو پہونچا دوسری جانب کا مشرق کو اتنے مین کیکڑے کی نظر جو گھڑیال پر جا پڑی ایسا
ایک نعرہ مارا کہ وہ بید کی طرح کانپنے لگا اور حاتم بھی آگا پیچھا کرنے لگا کہ الٰہی اس بلا سے کیونکر نجات پاؤنگا یہ
دل مین کہا اور ہیوز کا عصا ہاتھ مین لیکر اُٹھ کھڑا ہوا کیکڑا اُسکو دیکھکر جہان تھا وہین رہگیا اتنے مین
حاتم نے باواز بلند کہا کہ ای بندۂ خدا کسی کو دکھ دینا اچھا نہین بلکہ جو کوئی کسی کو ستاتا ہی سوا اپنے حق مین آپ
کانٹے بوتا ہی تو کس لیے اس غریب کو دکھ دیتا ہی کیا تیرے رہنے کو اس مکان کے سوا اور کہین جا نہین ملتی
جو تو رہے اس بات کو سنکر سرطان نے کہا کہ ہم دونون یہان کے رہنے والے ہین آپس مین سمجھ لینگے آدمی کو
کیا دخل ہی جو ہمارے بیچ مین بولے حاتم نے کہا یہ تو سچ کہتا ہی پر جسنے کہ اٹھارہ ہزار خلقت کو پیدا کیا ہی کسی کو
تری مین رکھا ہی اور کسی کو خشکی مین سبھی بندے خدا کے ہین وہ پاک پروردگار نہین چاہتا ہی کہ کوئی میرا بندہ کسی کے
ہاتھ سے ستایا جائے سرطان نے کہا کہ خیر اب تو مین اسے تیرے کہنے سے چھوڑ دیتا ہون مگر پھر یہ تجھے کہان سے پائیگا
جو حمایتی بنا کر لائیگا اسکو آخر اسی دریا مین رہنا ہی اور مجکو بھی یہ وہ ہی مثل ہی دریا مین رہنا اور مگر سے بیر حاتم نے کہا
ای کافر معلوم ہوا کہ تو کسی پر رحم نہین کرتا ہی اور نہ خدا سے ڈرتا ہی خیر اب بھی کچھ نہین گیا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو
ایذا دینے سے باز آ اور اس جگہ کو چھوڑ دے نہین تو ابھی دھجیان کر کے اُڑا دیتا ہون اس بات کو سنکر سرطان
ہنسا اور کہنے لگا کہ اس ضد پر تو مین ہرگز اسے نہ چھوڑونگا بلکہ تجھے بھی یہ کہکر چاہتا تھا کہ اپنے نیش سے پکڑ کر حاتم کو
دو ٹکڑے کر ڈالے اتنے مین اُسنے ہیوز بادشاہ کا عصا اس زور سے مارا کہ اُسکے دونون نیش کھیرے کی طرح
ٹکڑے زمین پر گر پڑے سرطان نے جب دیکھا کہ میرے پاس جو یہ نہ رہا جان لیکر بھاگا اور گھڑیال اُسکے

پیچھے دوڑا حاتم نے ڈانٹ کر کہا کہ ای نامرد کہاں جاتا ہی اور تو اسے کیون ستاتا ہو اگر اب تو کچھ اُسے دکھ دیگا تو مین تجھے مار ڈالونگا اس بات کے سُنتے ہی وہ ڈرا اور وہین ٹھہر رہا حاتم آنکھیں بند کرکے اُس بیڑے پر چڑھا اور دریا کے کنارے جالگا پھر بازندران کی طرف روانہ ہوا اور اُسکے قریب جا پہونچا ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ مین خدا کے فضل و کرم سے یہان تک آیا مگر اب اُس جانور کے جوڑے کو ڈھونڈھیے کہ وہ کہان ہی اتنے مین رات ہو گئی اور وہ جدائی کو گئے تھے سو وہان سے پھرے اور ایک درخت کے اوپر بیٹھکر آپس مین کہنے لگے کہ آج کی رات ایک آدمی خدا رسیدہ اور غریب پرور غیر کے واسطے اپنے اوپر اوتیتین اُٹھاتا اور دُکھ سہتا یہان تک آیا ہی اور ہمنے بزرگون سے اُسکا نام حاتم بن طی سُنا ہی اور خدا کا بندہ خاص ہی ایسا نہو کہ ہماری مُلاقات سے محروم رہجائے یہ بات ٹھہرا کر وہ سب آئے اور حاتم کے پاؤن پر گر پڑے وہ ہر ایک جانور کی صورت دیکھکر حیران رہگیا اسواسطے کہ اُنکا مُنھ آدمی کا سا تھا اور بدن طاؤس کا اگر پری بھی انھین دیکھے تو فریفتہ ہو جائے اور وہ جانور زبان فصیح سے کہنے لگے کہ آفرین ہی تیری ہمت اور جوانمردی پر جو تو نے غیر کے واسطے آپ کو اس محنت اور مشقت مین ڈالا شاید کوئی شخص سحر جلوہ کی بیٹی پر عاشق ہوا ہی جو سحر جادو نے ایک جوڑا ہمارا طلب کیا ہی تو اسلیے یہان آیا ہی حاتم نے کہا کہ تم نے سچ کہا اگر تم اپنے مین سے ایک جوڑا میرے حوالے کرو تو گویا اُس بیچارے کو جلاؤ اور مجھے بھی بے دامون مول لو مین جب تک جیتا رہونگا تمھارے طوق احسان سے گردن نہ نکالونگا اور وہ نامرد اپنی مُراد کو پہونچیگا تمھین دعائین دیگا اس بات کو سُنکر اُنھون نے آپسمین مصلحت کی کوئی ایسا ہی کہ ایک جوڑا اپنے بچون کا خدا کی راہ پر اس جوان کو دے کہ کار خیر ہی اس سخن کے سُنتے ہی اُنمین سے ایک اُٹھا اور ایک جوڑا اپنے بچون کا حاتم کو دیا اور کہا کہ تو اسکا مختار ہی جو چاہے سو کر اور جہان چاہے وہان لیجا حاتم اُن دونون کو لیکر اُنسے رخصت ہوا اور سحر جادو کے شہر کی طرف چل نکلا ایک مدت کے بعد منزلین طی کرتا اور دُکھ سہتا اُس جوان تک پہونچا وہ نعرہ زنان سر جھکائے بیٹھا تھا اُس سے ملاقات کی اور کہا ای جوان خوش ہو کہ مطلب تیرا بر آیا وہ اُس جوڑے کو دیکھتے ہی حاتم کے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اُسکو گلے لگا لیا اور وہان کا احوال اور راہ کا دُکھ سب اُسکو سُنایا اور کہا کہ تو اسی طرح سے اُس سحر جلوہ کے سامنے تذکرہ کرنا اور کہنا کہ یہ جوڑا مین لایا ہون غرض وہ سپاہی اُس جوڑے کو لیکر سحر جلوہ کے پاس گیا وہ اُسکو دیکھکر جی مین نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کام تیرا نہین ہی شاید کسی دوسرے مدد کی ہی اور اگر تو لایا ہی تو وہان کے ہر ایک مکان اور مقام کا نشان دے اور وہان کی کیفیت سے آگاہ کر کہ جس سے دل کی تسکین ہو جوان نے مفصل حقیقت بیان کی اُسنے کہا کہ تو سچ کہتا ہی یہ سب درست ہی اب جا اور شرخ سانپ کا مہرہ لا اُسنے کہا کہ ایک مرتبہ اُس نازنین مہ جبین کا مُنھ دکھا کہ مجھے

بھی طاقت ہو کیونکہ معشوق کے دیکھنے سے دل کو قوت ہوتی ہے اس بات کو سنکر اُسنے اپنی لڑکی سے کہا کہ یا بالا ایک
دم کے واسطے اپنا چہرہ کھڑکی سے نکال کر اپنے عاشق کو ذرا جمال دکھادے تو وہ کھڑکی کھول کر ناز و ادا سے
جھانکنے لگی غرض اسی دیدبازی مین وہ دن گذر گیا جوان نے کہا کہ اب مین سُرخ سانپ کا مہرہ لینے جاتا ہون
تو اگر کچھ اُس سے آگاہ ہے تو کہدے کہ وہ کس سرزمین پر اور کہان ہے اُسنے کہا کہ مین نے اپنے بزرگون کی زبانی
سُنا ہے کہ وہ کوہ قاف کے دشت سُرخ مین ہے وہ سپاہی معشوقہ سے رخصت ہو کر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا ای عزیز
اُسنے سُرخ سانپ کا مُہرہ مانگا ہے حاتم نے کہا کہ تو کچھ اُسکا پتا بھی پوچھ آیا کہ وہ کسطرح کا ہے اُسنے جو سُنا تھا
کہہ دیا حاتم بولا کہ اب تو فریاد و فغان نہ کر مین تیرے کام مین دل و جان سے سعی کرتا ہون بلکہ ابھی جاتا ہون
خدا کریم و رحیم ہے چاہیے کہ تو جلد اپنی مراد کو پہونچے اس طرح کی باتین کر کے اُس سے رخصت ہوا اور کوہ قاف کی طرف
چلا کئی منزلین گیا تھا کہ ایک دن صبح کے وقت قضاے حاجت کو جاتا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بچھو ہفت رنگی کلنگ
مرغ کے برابر صحرا مین چلا جاتا ہے یہ اُسکو دیکھکر ڈرا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ خدا جانتا ہے کہ مین نے ابھی اس عمر مین
ایسا بچھو کبھی نہین دیکھا اور وہ جا کر کسی کونے مین چھپ رہا یہ تمام دن اُسکی جستجو مین رہا اور بار بار کہتا تھا
کہ دیکھا چاہیے شب کو یہ کیا کرتا ہے اُس جنگل کے ادھر اُدھر کئی گانون آباد تھے وہان کے لوگون نے جو اُس
مسافر کو دیکھا آب و دانہ سے متواضع ہوے حاتم نے کھانا کھایا پانی پیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر یاد الٰہی مین
مشغول ہوا اتفاقاً میدان مین بہت سی گائین اور گھوڑے جمع ہوے اُنکے پاس تین چار چاکر اور نگہبان
سو رہے تھے پہر رات گئے وہ بچھو پتھر کے تلے سے نکل کر گایون کی طرف گیا اور اُچک کر ایک گاے کے سر پر
ڈنک مارا وہ تڑپ کر مر گئی غرض اسی طرح سے سب کو مار ڈالا پھر گھوڑے کے گلے مین آیا اُنکا بھی اُنکے نگہبانون
سمیت کام تمام کیا پھر اُسی پتھر کے نیچے جا کر چھپ رہا جب صبح ہوئی اُس گانون کے رہنے والے جو اُس جنگل مین
آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ وہ دونون گلے نگہبانون سمیت مرے پڑے ہین اور ہر ایک کے پیٹ سے نیلا پانی بہا جاتا ہے
تب لوگون نے اُس سے کہا کہ ای مسافر تو کیونکر جیتا رہا حاتم بولا ای یارو مین نے ایسا تماشا دیکھا ہے کہ کبھی نہین دیکھا
یعنی ایک بچھو سات رنگ کا مرغ کے برابر پیدا ہوا اُسی نے یہ کام کیا ہے اتنے مین وہ بچھو پھر اُس پتھر کے
نیچے سے نکلا اور اُنکے سردار کے سر پر ڈنک مارا وہ تڑپنے لگا بچھو نے جنگل کی راہ لی وہ لوگ رونے پیٹنے لگے
اور حاتم اُسکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک شہر نظر آیا بچھو وہان لوٹ پوٹ کر کالا سانپ بنگیا حاتم
اور بھی حیران ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ الٰہی یہ بچھو تھا سانپ کیونکر ہوا اور بل مین کسطرح جا بیٹھا یہ سوچکر
وہان بیٹھ رہا جب پہر رات گئی تب وہ سانپ بل سے نکلکر شہر کی طرف چلا حاتم بھی اُسکے پیچھے ہو لیا وہ
محل بادشاہی مین بدررو کی راہ سے گھس گیا اور بادشاہ کو ڈس کر وزیر کی حویلی مین بیٹھا وہان اُسکی بیٹی کو

کاٹ کر نکلا اور اُسی سوراخ مین جا بیٹھا صبح کو شہر مین شور و غل مچ گیا کہ رات کے وقت بادشاہ کو سانپ نے
کاٹا اور وزیر کی بیٹی کو بھی ڈسا نہ ارحیف کہ اُنکی جانین مفت مین گئین اتنے مین شام ہوئی سانپ پھر بل سے نکل
اور کسی طرف کو راہی ہوا حاتم بھی آنکھ بچائے ہوے اُسکے ساتھی ساتھ چلا اپنے جی مین کہنے لگا کہ دیکھیے اب کیا کرتا ہی
اور کہان جاتا ہی غرض کہ صبح ہوتے ہوتے ایک دریا کے کنارے جا پہونچا وہان شیر کی صورت ہو گیا اتنے مین
دس بارہ آدمی پانی پینے آئے اُنمین ایک لڑکا چودہ پندرہ برس کا نہایت حسین و مہ جبین تھا اُسپر جا پڑا اور
اُنمین سے اُسکو اُٹھا کر ایک گوشہ مین لے گیا وہان اُسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور دل و جگر کو پرزے پرزے کر کے
جنگل کی طرف راہی ہوا حاتم بھی ساتھ چلا وہ تھوڑی دور جا کر ایک عورت نازنین کی صورت بنکر سر راہ جا بیٹھا
حاتم حیران ہوا اور ایک درخت کے نیچے تاک لگا کر بیٹھ رہا اتنے مین دو بھائی سپاہی زادے اپنے شہر سے
روزگار کے واسطے نکلے تھے اور ایک مدت نوکری کر کے کچھ کمائے ہوے گھر کی طرف چلے جاتے تھے
اتفاقاً اُس راہ آ نکلے اور جب اُسکے قریب پہونچے تب وہ عورت رونے لگی اُسکے رونے کی آواز اُنکے
کان مین گئی بڑا بھائی اُسکے پاس آکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک عورت نہایت حسین و خوبصورت بیٹھی رو رہی ہی
وہ آپ بھی آنسو بھر لایا اور اُس سے پوچھنے لگا اے نازنین تو کون ہی اور اس بیابان مین کس لیے روتی ہی
اُسنے کہا اے جوان مین فلانے شخص کی جورو ہون وہ میرے میکے سے مجھے لیے ہوے اپنے گھر جاتا تھا
اتنے مین ایک شیر جنگل سے نکلا اور اُسکو اُٹھا کر لے گیا مین تن تنہا یہان بیٹھ رہی ہون نہ اپنے باپ کے
گھر کا راستہ جانتی ہون اور نہ سسرال کی راہ پہچانتی ہون حیران ہون کہ اب کیا کرون اور کہان جاؤن
اور یہ بھی معلوم نہین کہ آگے کیسی مصیبت پڑیگی اور یہ عمر رنڈاپے مین کیونکر کٹیگی اُسنے کہا کہ اگر کوئی تجھے
اپنے پاس رکھے تو اُسکے پاس کا رہنا قبول کرے یا نہ کرے اُسنے کہا کیون نہ قبول کرون اس جنگل مین
میرا کون ہی جو خبر لیگا اور دکھ کا شریک ہوگا اس سخن کو سنکر اُسنے کہا کہ مجھے قبول کر عورت بولی کہ تین شرطون سے
ایک یہ ہی کہ تیرے گھر مین دوسری عورت نہو دوسری یہ ہی کہ مجھسے محنت و خدمت نہو سکیگی تیسری
یہ کہ جب تک مین جیون مجکو ایذا نہ دینا اور نہ کڑھانا اُسنے کہا کہ مین بھی ایک مرد مجرّد ہون جب تک
جیتا رہونگا تیرے سوا اور دوسری رنڈی نہ کرونگا اگر پری ہوگی تو اُسکا بھی مُنھ نہ دیکھونگا اسکے سوا
خدا کے فضل سے میرے گھر مین بہت سی لونڈیان باندیان غلام چیلے ہین تجھے کسی صورت کی تکلیف نہوگی
تو کار فرمائی کرتی رہنا بخوبی کام ہوگا اور کسی نے بھی آجتک اپنی معشوقہ کو ستایا ہی جو مین تجھے رنجیدہ کرونگا
اُسنے کہا کہ مین اس بات پر جان و دل سے راضی ہوئی اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور آگے چلا حاتم بھی اُسکے
پیچھے روانہ ہوا تھوڑی دور جا کر اُس عورت نے اُس جوان سے کہا کہ مین تین دن سے بھوکی پیاسی ہون مارے

ضعف کے بھی سنسناتا ہی اگر کھانے کی چیز ہاتھ نہ لگی خیر مگر پانی ضرور لایا چاہیے یہ سنکر اُسنے عورت کو ایک درخت کے
نیچے بٹھا کر اور اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ بھیّا تو اس سے خبردار ہو مین کہین سے پانی لے آؤن یہ کہکر اُسنے چھاگل
کاندھے پر رکھی اور پانی لینے گیا ایک دم کے بعد اُس عورت نے اُسکے بھائی سے کہا کہ مین نے تیرے واسطے اسکے ساتھ رہنا
قبول کیا تھا کہ تیری صورت دیکھتے ہی میرا دل میرے اختیار مین نہ رہا نہین تو ایسے بوڑھے کو مین کیون قبول کرتی اب مجکو
لازم ہو کہ تو مجھے اپنی خدمت مین رکھے اُسنے کہا کہ تم ہماری مان بہن کی جگہ ہو یہ ہمسے ہرگز نہوگا پھر وہ کہنے لگی ای جوان
اگرچہ مین اُسکی جورو ہوتی ہون پر تیرے ہی محبت مین رہونگی اور تجھے دیکھا کرونگی اُسنے کہا یہ بھی ممکن نہین اس
خیال فاسد کو دل سے دور کر وہ اس بات کو سنکر جل گئی اور کہنے لگی کہ اب مین تجھپر تہمت لگا کر تیرے بھائی سے کہونگی
کہ یہ مجھسے تیرے پیچھے بدفعلی کیا چاہتا تھا اور لیکر بھاگا چاہتا تھا نہین تو یہ بات قبول کر اُسنے کہا بہت بہتر جو چاہے سو کر پر مگر
مین ہرگز تیری نہ سنونگا اسی گفتگو مین تھے اور حاتم بھی ایک کونے مین کھڑا ہوا اُنکی باتین سنتا تھا اتنے مین بڑا بھائی چھاگل
پانی سے بھرے ہوے قریب آپہونچا کہ اُس عورت نے دیکھتے ہی سر کے بال کھسوٹے اور گال نوچے سر پر خاک ڈالکر
کیا ایک چلانے اور چیخین مارنے لگی اُسنے نزدیک آکر پوچھا بی بی مین پانی لینے گیا تھا مجکو نہ کسی شیر نے کھایا نہ کسی
درندے نے پھاڑا جو تو میرے واسطے اسقدر حال تباہ کرتی ہی اسکا سبب کیا ہی وہ بولی کہ میان رحمت خدا تجھپر اور
تیرے چھوٹے بھائی پر ارے کمبخت کوئی بھی اپنی عورت کو ایسے بدکار کے پاس چھوڑکر کہین جاتا ہی فقط خدائے کریم نے میری
شرم رکھی جو مین تو پانی کو گیا وہین اس کمبخت ناشدنی نے میرا ہاتھ پکڑکر اپنی طرف کھینچا چاہتا تھا کہ میرا ستر دیکھے اور
خراب کرے مین آپکو کھینچی اور چھڑاتی تھی جب مین نے دیکھا کہ اب رہائی نہین بے اختیار فریاد کرنے لگی مگر کوئی میری داد کو
نہ پہونچا اور یہ کہتا تھا کہ تو مجھے قبول کیون نہین کرتی کیا مین تیرے لائق نہین ہون چنانچہ تو دس پندرہ برس کی ہی اور مین
سولہ سترہ برس کا نوجوان میرا بھائی تیرے لائق نہین ہی تجھپر ہزار جان سے عاشق ہون اگر قابو پاؤنگا تو بڑے بھائی کو ٹھکانے
لگاؤنگا اس بات کے سنتے ہی وہ مارے غصے کے تھرتھرانے لگا اور اپنے چھوٹے بھائی سے کہنے لگا ای نامرد آج تک
کسی نے بھی اپنی مان اور بہن سے ایسا کام کیا ہی جو تو اس سے کیا چاہتا تھا اُسنے ہرچند قسمین کھائین مگر اُسنے
بھائی کا کہنا ہرگز نہ مانا اور باور نہ کیا بلکہ گالی گلوج پر آگیا آخرکار ایک تلوار اُسکے سر پر ایسی ماری کہ وہ سینے تک پہونچی
اور چھوٹے بھائی نے بھی ایسا خنجر مارا کہ اُسکے پیٹ کو ناف تک چیر گیا دونون زخمی ہوکر گر پڑے اور جان بحق تسلیم ہوے وہ
عورت بھینس ہوکر آگے بڑھی حاتم بھی اُسکے پیچھے ہولیا وہ ایک گاؤن کے قریب پہونچی اور یہ بھی ساتھ ساتھ چلا اُس
گاؤن کے رہنے والے اسکو دیکھتے ہی بے اختیار دوڑے اور اُنھون نے چاہا کہ اُسکو پکڑکر اپنے گھر لیجائین اس لالچ پر اُسکے نزدیک
آئے اُسنے کتنون کو لاتون سے مار ڈالا اور کتنون کو سینگون سے پھوڑ دیا پھر ایک جنگل مین جاکر ایک پیرمرد کی صورت بن گئی
تب حاتم اپنے دل مین کہنے لگا کہ اب اس ماجرے کو اس سے پوچھا چاہیے کہ یہ کیا سبب ہی جلد دوڑا اور پکار کر کہنے لگا

کہ اے پیر مرد برائے خدا ذرا ٹھہر جا وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے حاتم تو خوش تو ہے کیا کہتا ہے حاتم نے پوچھا تم میرے
نام سے کیونکر واقف ہوئے اُسنے کہا کہ تیرے نام پر کیا موقوف ہے میں تیرے باپ کا بھی نام جانتا ہوں تجھے اس
بات سے کیا جو پوچھنا منظور ہے سو پوچھ کہ اسوقت مجھے فرصت نہیں ایک کام ضرور در پیش ہے آخر حاتم نے
جس صورت سے اسکو دیکھا تھا اُس اُس شکل کا حال پوچھا اس بات کو سنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تجکو اسکے
سننے سے کیا فائدہ ایک دن تجکو بھی اسی صورت سے دکھاؤنگا حاتم نے کہا کہ جب تک تو یہ بھید مفصل نہ کہیگا میں
تجھے نہ چھوڑونگا تب پیر مرد نے ناچار ہو کر کہا کہ میرا نام ملک الموت ہے جس صورت سے حکم ہوتا ہے اُس
شکل سے میں ایک ایک کی جان قبض کرتا ہوں اس سخن کو سنکر حاتم خوش ہوا اور یہ کہنے لگا کہ اب کہو کہ میری
اجل کب ہے اور کس ڈھب سے آئیگی اُسنے کہا کہ ابھی تو تیری عمر آدھی بھی نہیں گذری جب تو پچاس برس کا ہوگا
تب ایک برآمدے سے گر پڑیگا اور تیری ناک سے یہاں تک لہو جاری ہوگا کہ تو مر جائیگا اور ابھی تو تیری عمر بہت
باقی ہے اس عرصے میں جو نیک کام تیرے ہاتھ سے نکلے تو اُسمیں کوتاہی نہ کر یہ سنکر حاتم نے سجدہ شکر کیا
سر اٹھا کر جو دیکھا وہ پیر مرد نہ نظر آیا اور اُسنے دشت سرخ کا رستہ لیا ایک مدت کے بعد زمین سیاہ میں جا کر
پہونچا وہاں کے سانپ آدمی کی بو پا کر چاروں طرف سے دوڑے وہ مہرہ کا عصا گاڑ کے نیچے بیٹھ گیا
سانپوں نے اُسکے گرد حلقہ کر لیا اور ساری رات اسی صورت رہے صبح کے ہوتے ہی وہ سب کے سب جہاں سے
آئے تھے وہاں چلے گئے حاتم بھی وہاں سے آگے بڑھا زمین سفید پر جا کر پہونچا وہاں سفید سانپ بھی اسی طرح سے
ساری رات اُسکے گرد بیٹھے رہے فجر کے ہوتے ہی بدستور چلے گئے حاتم وہاں سے روانہ ہوا اور زمین سبز پر جا کر پہونچا
وہاں بھی یہی حادثہ پڑا صبح کو پھر روانہ ہوا اور زمین سرخ پر جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ زمین شنگرف سے بھی زیادہ
سرخ ہو رہی ہے کئی قدم چلا تھا کہ طاقت چلنے کی نہ رہی جی میں سوچا کہ آگے کیونکر جاؤں پیاس کے مارے
جان لبوں پر ہے پاؤں رفتار سے رہے اور زبان گفتار سے رہی پھر کھڑا ہو کر جی میں کہنے لگا کہ شاید اسی جگہ
مرنا میری قسمت میں ہے اگر پھرتا ہوں تو ہمت نہیں اور اگر آگے بڑھتا ہوں تو طاقت نہیں ہر طرح مرتا ہوں لیکن
خدا کی راہ میں غیر کے واسطے مارے جانے سے کوئی بات اچھی نہیں یہ سمجھ کر آگے بڑھا شاید دو تین کوس گیا ہوگا کہ دونو
پاؤں میں پھپھولے پڑ گئے بے اختیار خاک پر گر پڑا بجز دگرسے کے تمام بدن پر زخم پڑ گئے اور جی ڈوب گیا
اتنے میں ایک پیر مرد پیدا ہوا اور اُسکو اٹھا کر کہنے لگا اے حاتم یہ وقت ہمت ہارنے کا نہیں دل کو ڈھارس دو
وہ مہرہ جو تجھے اُس خرس کی بیٹی نے دیا ہے اپنی کمر سے نکال کر منہ میں رکھ لے حاتم نے وہ مہرہ اپنی
کمر سے کھولا اور منہ میں ڈال لیا زمین کی گرمی اور پیاس کی شدت اُسی گھڑی دور ہو گئی حاتم اُس پیر مرد کے
پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا اس گرمی کا سبب کیا ہے اُسنے کہا یہ گرمی سرخ سانپ کے زہر کی ہے اور اُس

زمین سے اُسکے مُنھ کی آگ نکلتی ہی اس سبب سے زمین کا رنگ لال ہی اور نہین تو یہ آگے سبز تھی اب اس بات کو
سُنکر حاتم وہان سے آگے بڑھا اور مہرہ کے باعث سے کسی طرح کی گرمی نے اُسپر اثر نہ کیا غرض آدھی دور
پہونچا تھا کہ سُرخ سانپ نے حاتم کی بو پاکر پھنکاری ماری اس زور و شور سے کہ مُنھ کے شعلے آسمان تک
پہونچتے تھے اور اُسکا پھن چٹان کے برابر تاڑ کے مانند تھا اور آگ کے شعلے اُسکی ناک کے نتھنون سے
بادِ سموم کی صورت نکلتے تھے اور کوسون تک سبزہ تر و خشک کو جلا دیتے تھے حاتم جو اُس آگ مین پڑا
نہایت بیقرار ہو کر کہنے لگا کہ اب اس آگ سے ہڈی پسلی تک بھی جلکر خاک ہو جائیگی لیکن اس مہرہ کے باعث سے
تھوڑا تھوڑا پانی ٹھنڈا ٹھنڈا اُسکے حلق مین جاتا تھا اس سبب سے جیتا رہا آخر سانپ کی نظر حاتم پر پڑی
بے تحاشا پھن کر لپکا اور شعلے مُنھ سے چھوڑنے لگا مہوز کے نیزے کے باعث نہ ہر کار گر ہوا حاتم محفوظ رہا
سات اسی حیص و بیص مین گذری صبح کے وقت مہرہ سُرخ سانپ کے لبون پر آ رہا حاتم نے دیکھا کہ ایک غلیلہ
سُرخ سانپ کے لبون پر چمک رہا ہی اُسنے نیزے کو ہلایا وہ اپنا سر زمین پر پٹکنے لگا غرض ادھر آفتاب نکلا
ادھر وہ مہرہ اُسنے اپنے مُنھ سے اُگل دیا اور اپنی بانبی مین چلا گیا حاتم مہرہ کے نزدیک آیا لیکن اُٹھانے مین
تامل کیا اور جی مین کہنے لگا کہ مبادا گرم ہو اور ہاتھ جل جائے اس سے یہی بہتر ہی کہ تھوڑی دیر ٹھہر جائیے تھوڑی
دیر کے بعد اُسنے اپنی پگڑی سے ایک چیتھڑا پھاڑ کر اُسکے اوپر ڈال دیا وہ لتا نہ جلا تب ہاتھ بڑھا کر وہ مہرہ اُٹھا کر
پگڑی مین باندھ لیا گرمی جاتی رہی اور اُس جنگل کی ساری زمین سرد ہو گئی پھر آپ وہان سے روانہ
ہوا غرض اُس مہرے کی پیدائش یونہین ہوتی ہی کہ جب کوئی اسکو لیجائے تب تیس برس کے بعد
دوسرا پیدا ہوا اور اُسکی ایک ہزار ایک خاصیت ہی کوئی کہان تک بیان کرے القصہ حاتم ایک مدت کے بعد
اُس جوان کے پاس آ پہونچا اور وہ مہرہ اُسے دیکر تمام حال کہہ سنایا جوان حاتم کے پائون پر گر پڑا اُسکو
گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب تو جا اور اس مہرے کو سحر جادو کے حوالے کر وہ مہرے کو لیکر حاتم بمعیت اُس شہر مین
آیا اور سحر جادو سے ملاقات کر کے وہ مہرہ اُسکے آگے رکھ دیا اور کہا کہ صاحب اسکو مین بڑی محنت و مشقت سے
لایا ہون اُسنے کہا کہ مین پہلے اسکی آزمایش کر لون تب تیری بات پر اعتماد کرون اُسنے کہا کہ بہت اچھا کیا
مضایقہ غرض سحر جادو نے اُسکو ہر طرح سے آزمایا جب وہ مہرہ تحقیق ہوا تب اُسنے ظاہر مین خوشی کی اور
باطن مین شرمندگی کھینچی اور یہ بات کہی کہ ای جوان مرد اب ایک شرط باقی ہی اسکو بھی ادا کر اُسنے کہا کہ بہت بہتر
آخر کار سحر جادو نے اپنے لوگون سے بلوا کر کہا کہ ایک لوہے کا کڑاہ گھی سے بھر کر چولھے پر دھرو اور سات روز تک
رات دن اُسکے نیچے آنچ کرو تا وہ خوب سا کھد کھدائے اُنھون نے اُسکے کہنے کے موافق کیا غرض وہ کڑاہ ایسا
کھد لا کہ اگر اُسمین پتھر بھی گرے تو جلکر خاکستر ہو جائے اُسنے اُس جوان سے کہا کہ اب تو اسمین کود اگر سلامت

نکلے گا تو اپنی معشوقہ کو پاویگا جوان ڈرا اور حاتم سے کہنے لگا کہ اس آگ سے مین جیتا بچون گا حاتم نے دلاسا دے کر
کہا کہ غم نہ کھا خدا کو یاد کر یہ بھی مشکل آسان کریگا یہ کہکر حاتم نے وہ مہرہ جو اُس خرس کی بیٹی نے اُسکو دیا تھا
اپنی پگڑی سے کھول کر اُسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اسکو اپنے منھ مین رکھکر بے کھٹکے اس جلتے کڑاہ مین کود پڑ اور غوطہ
مار کر نکل آ خدا کے فضل و کرم سے تیرا ایک رونگٹا بھی نہ جلیگا جوان اُس مہرے کو اپنے منھ مین ڈالکر سنجر جادو سے
کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہی اُسنے کہا کہ اس کڑاہ مین کود پڑ جوان اُسکے پاس گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا کہ حاتم للکارا
ای جوان اندیشہ نہ کر غم نہ کھا یہ آتش عشق ہی خدا کو یاد کر وہ حاتم کی آواز سنتے ہی آنکھین بند کرکے کڑاہ مین کود پڑا
اور ایک غوطہ مارا اور کھولتے گھی کو ٹھنڈھا پانی سا پایا تب اِدھر اُدھر کڑاہ مین پھرنے لگا اور اپنے بدن پر گھی کو ملنے لگا
بلکہ ہنس کر کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہی باہر آؤن یا دو چار گھڑی اور بھی اسمین رہون سنجر جادو نے جو دیکھا کہ جوان
اسمین نہ جلا اور تندرست رہا شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اُس وقت حاتم نے کہا اب حجاب کیون کرتا ہی اپنا
وعدہ وفا کر کیونکہ جو کچھ تو نے کہا اس بیچارے نے کیا اور اگر اب تو جادو کرنے کی فکر مین ہی تو ہرگز تیرا جادو
اثر نہ کریگا کیونکہ یہ ایک سرخ مہرہ اور بھی اپنے پاس رکھتا ہی اس بات کو سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اُس
جوان کو گلے لگا لیا پھر شادی کا سامان کیا اور اپنی بیٹی کو بآئین شایستہ بیاہ دیا جوان سے بہت سی معذرت کی
اور کہا یہ ملک و مال سب تیرا ہی کہ مین اُسکے سوا اور کوئی لڑکا بالا نہین رکھتا تو ہی میرا فرزند ہی حاصل کلام
وہ دونون عاشق و معشوق آپس مین ملے تب حاتم رخصت ہوا اور کہنے لگا کہ بھائی مجکو اور بھی ایسے
ہی بہت سے کام کرنے ہین رخصت دے چنانچہ کوہ القاف کو جاتا ہون جوان پاؤن پر گر پڑا اور دعائین دینے لگا
تیرا خدا حافظ اور مددگار ہی راہ لے حاتم نے اپنا مہرہ اُس سے لے لیا اور کوہ القاف کا رستہ پکڑا
رات دن چلا گیا آخر ایک دن کوہ القاف کے متصل پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک پہاڑ آسمان سے باتین کر رہا ہی
پرندے کی طاقت نہین کہ وہان پر اڑ سکے اور چرندے کی قدرت نہین جو ادھر نظر کر سکے حاتم اس اندیشے
مین اُسکے نیچے بیٹھ گیا کہ اگر یہان کے کسی رہنے والے کو دیکھون تو پوچھون کہ اسکی راہ کدھر سے ہی اسی فکر
مین تھا کہ ایک گروہ پریزادون کا نظر آیا حاتم اُنکے پیچھے دوڑا مگر نہ پایا اور وہ غول اُسکی نظر سے غائب
ہو گیا اتنے مین ایک بڑا سا غار دکھلائی دیا اور ایک پتھر چکنا صاف اُسکے کنارے ہی پر لگا ہوا دیکھا حاتم نے
اپنے جی مین خیال کیا کہ یہ غار کس طرف سے راہ نہین رکھتا اسمین کیونکر جایئے آخر یہ تدبیر سوچی کہ اس
پتھر پر پھسلتے چلیے خدا چاہے سو کرے آخر یون ہی عمل مین لایا اور صبح سے شام تک لوٹتا پوٹتا چلا گیا
جب اُسکے پاؤن تہ پر پہونچے آنکھین کھول کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک میدان نہایت وسیع اور پر فضا ہی دیکھتے ہی
اُسکا دل کھل گیا تھوڑی دور چلا پھر جی مین دھیان کرنے لگا کہ وہ پریزاد کدھر گئے اور اس

جنگل کی طرف آبادی ہی یا نہین یہ سوچ کر دو چار قدم آگے بڑھا کہ ایک عمارت عالیشان اور دلچسپ نظر آئی
گمان کیا کہ البتہ یہان لوگ رہتے ہونگے چلا ہی تھا اس اثنا مین کئی پریزادون نے اسے دیکھا کہ ایک آدمی
بے دھڑک چلا آتا ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھکر بے اختیار دوڑے اور حاتم کے پاس آکر کہنے لگے کہ ای آدمی زاد
یہ مکان تیرے آنے کے لائق نہین ہی یہان تو کیونکر آیا اور تجھے کون لایا وہ بولا کہ خدا لایا ہی اور یہ تنہا ہی
لے آیا انھون نے پھر کہا کہ سچ کہہ غار کی راہ تو نے کیونکر دیکھی اسنے کہا کہ مین دور سے تمھین دیکھکر دوڑا
تم آگے جا کر ایک ساعت کے بعد آنکھ سے غائب ہو گئے فکر کرنے لگا کہ الٰہی وہ سب یہان سے کیا ہوے اور کہان گئے
بارے خدا کے فضل سے جسطرف تم گئے تھے مین بھی اسطرف چلا اتنے مین ایک غار تاریک دکھلائی دیا اسکو دیکھکر
نہایت حیران ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ اسمین کیونکر جاؤن یکایک خیال آگیا کہ اس پتھر پر لیٹ کر پھسل
پڑون اور کسی طرح اندر پہونچون غرض وہی کیا اور تمھاری تلاش مین یہان تک آ پہونچا پر اب براے خدا یہ
بتاؤ کہ اس پہاڑ کا کیا نام ہی اور یہ باغ کسکا ہی وہ بولے کہ اس پہاڑ کا نام القا ہی اور یہ باغ ملکہ الگن پری کا ہی
ہم اسی کے نگہبان ہین وہ اب موسم بہار نزدیک آیا ہی اسواسطے ہم اسکی خبر لینے آئے تھے اغلب ہی کہ
پرسون تک وہ بھی سیر کو یہان تشریف لائے اور کہنے لگے کہ ای جوان تجھے کیونکر اس باغ مین رہنے دین کہ
تو مارا جائیگا تیری جوانی پر ہمکو رحم آتا ہی حاتم نے کہا کہ مین کوئی ٹھکانا نہین رکھتا کہان جاؤن میرے نصیب کی
یاوری ہی کہ جس کے واسطے اتنی محنت کھینچکر آیا ہون وہ اتنا جلد آیا چاہتی ہی اب جو ہونی ہو سو ہو یہ بات سنکر
انھون نے پوچھا تجھے اس سے ایسا کیا کام ہی جو تو اسکے ملنے کی آرزو رکھتا ہی تو بیچارہ غریب آدمی اور وہ پریون کی
بادشاہزادی حاتم نے کہا پری کا طالب انسان ہی اور انسان کی طالب پری ہی اس بات کے سنتے ہی
وہ دق ہوے اور کہنے لگے کہ شاید تو دیوانہ ہی حق تو یہ ہی کہ جو کوئی اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہو وہ ایسی
سخت جگہ پاؤن رکھتا ہی غرض نہایت غصے ہو کر وہ سب کے سب اسکی طرف دوڑے اور اسکے قتل پر
مستعد ہوے وہ سر جھکا کر چپکا کھڑا ہو رہا پھر وہ آپس مین ہنسکر کہنے لگے کہ یہ عجب آدمی ہی نہ بھاگنے سے بھاگتا ہی نہ
ڈرانے سے ڈرتا ہی نہ کسی سے لڑتا ہی ایسے شخص کو کیونکر کوئی قتل کرے یا ایذا دے یہ کہکر پھر انھون نے حاتم سے
کہا کہ ای جوان ہم اہل مروت ہین تیرے بھلے کو کہتے ہین کہ یہ جگہ تیرے رہنے کی نہین اگر سلامت جایا چاہتا ہی تو اب
بھی کچھ نہین گیا چپکا چلا جا نہین تو رنج اٹھائیگا بلکہ مارا جائیگا یہ بات سنکر اسنے کہا کہ جی کے جانے کا مجھکو
کچھ غم نہین مین نے خدا کی راہ مین سر دینا اختیار کیا ہی اور جو خدا کی راہ مین مصروف ہوے ہین وہ اپنے
سر کو ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین ہر وقت اسی کی رضا جوئی مین رہتے ہین کیونکہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہی
اسکی بندگی لازم ہی اس بات کو سنکر وہ مہربان ہوے اور کہنے لگے کہ ای جوان تو جو گفتار ہمارے سامنے

اگر الگن پری کے دیکھنے کا ذوق رکھتا ہی تو ہم تجھے کسی گوشہ مین چھپا رکھین اور دکھا دین لیکن آفتاب کو ذرے سے
کیا نسبت غرض ایک گوشہ مین لے گئے طرح بطرح کے کھانے اور قسم قسم کے میوے کھلائے اور اُس سے صحبت گرم رکھی
تین روز کے بعد پوچھا کہ ای جوان سچ کہہ تیرے آنے کا سبب کیا ہی اُسنے کہا کہ مجھے الگن پری سے ایک
کام ضرور ہی اسواسطے کہ وہ ایک جوان سے سات روز کا وعدہ کر کے یہان آئی ہی اور سات برس گذر گئے
کہ وہ اُسکے انتظار مین مرگ کے قریب پہونچا ہی آنکھین پتھرا گئین ہین جان بلب ہو رہا ہی بلکہ سانس
لینے کی طاقت نہین رہی تو بھی تو تین گھڑی کے بعد ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا ہی اور یہ مصرع پڑھتا ہی
ع شتاب آ کہ نہین تاب اب جدائی کی ٭ مین نے جو اُسکا یہ حال دیکھا بے اختیار ہو کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہی
اُسنے اپنی مصیبت از ابتدا تا انتہا سب میرے سامنے بیان کی اس واردات کو سنکر میرا کلیجہ جل گیا اور آنسو
ٹپکنے لگے مین اُسکے واسطے آیا ہون اس لیے کہ اُسکا قول اُسے یاد دلاؤن شاید بھول گئی ہو اور اگر وہ
اس امید پر مر جائیگا تو بڑا غضب ہوگا اُنھون نے کہا کہ ای آدم زاد ہم اتنی قدرت نہین رکھتے ہین
جو تیرا حال اُس سے جا کر کہین مگر یہ کہ تجھے باندھکر اُسکے سامنے لیجائین پھر جو تیری زبان یاری دے
تو عرض کر یہ بات ہم دوستانہ کہتے ہین کیونکہ اگر ہم تجھے بخوبی لیجائین شاید وہ ہم پر غضب ہو کہ آدمی کو
اس خوبی سے کیون لائے ہو حاتم نے کہا کہ جس ڈھب سے تم مجھکو اُسکے پاس لے چلو آگے مین ہون اور
میری محنت یا اُس جوان کی قسمت غرض ایک دن الگن پری اپنے محل سے نکل کر اُس باغ کی طرف
ناز و ادا سے چلی آتی تھی کہ وہ سب کے سب استقبال کو آئے اور آداب بجالائے الگن پری آکر تخت پر بیٹھ گئی
اور وہ پریان جو اُسکی جلیس تھین کرسیون پر قاعدے سے برابر بیٹھین پریزادون نے باغ مین آکر حاتم سے کہا کہ چل
تجھے ہم ملکہ کو دکھا دین غرض لے آئے اور ایک جھروکے کے پاس بٹھا دیا اور کہا کہ دیکھ وہ جو دھانی جوڑا پہنے اور [illegible]
آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑھے ہوے بڑے غرور و ناز سے تخت زرین پر بیٹھی ہی وہی الگن پری ہی حاتم دیکھتے ہی
غش کر گیا جب ہوش مین آیا خدا کی درگاہ مین سجدہ کیا اور اُسکی صنعت پر مقر ہوا جوان کو اپنی خاطر سے
بھلا دیا بلکہ اُس پری پر آپ ہی دیوانہ ہو گیا یہان تک کہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا اس طرح سے تین دن
گذر گئے اتفاقاً رات کے وقت آنکھ لگ گئی تو کیا سنتا ہی کہ کسی طرف سے ایک آواز آتی ہی کہ ای حاتم اُٹھ اور
آپ کو پہچان اسی منھ پر تو نے خدا کی راہ مین کمر باندھی ہی کہ غیر کی امانت مین خیانت کیے اور اس بات کا دم
بھرتا ہی کہ مین جو کام کرتا ہون سو للہ کرتا ہون مصرع ٭ اگر سچ ہی تو ظالم اسے کیا کہتے ہین ٭ اس بات کے
سنتے ہی وہ چونک پڑا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا کوئی نظر نہ آیا پھر اپنی جگہ سے اُٹھا استغفار کرنے لگا
خدا سے ڈرا بہت سا رویا [illegible] گناہ بخش کر

تو غفور و رحیم ہی اُسکے بعد پریزادون سے کہا کہ مجکو ملکہ کے پاس لے چلو کیونکہ وہ غریب میرے آنے کی راہ
دیکھتا ہوگا مین کب تک انتظار کھینچون اُنھون نے جو شہزادی کو خوش دیکھا حاتم کے ہاتھ باندھکر باغ کے دروازے
پر لے آئے پھر اُنمین سے ایک نے جا کر ملکہ سے عرض کی کہ ایک آدمزاد بیچارہ گردش کا مارا باغ کے نزدیک آگیا تھا
ہم اُسکو باندھکر باغ کے دروازے پر لے آئے ہین آگے جو حکم ہو سو کرین ملکہ نے کہا کہ اُسکو حضور مین لے آؤ جب لے آئے
حاتم کو دیکھتے ہی اُس جوان کو بھول گئی اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس کرسی زرین پر بٹھا لیا پھر پوچھا ای جوان کہان سے آیا ہی
کیا تیرا نام ہی اور تو کیا مطلب رکھتا ہی اُسنے کہا کہ مین طی کا بیٹا ہون یمن سے آیا ہون اور حاتم میرا نام ہی پریزاد نے جو اُسکا
نام سُنا تخت سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ مین نے بھی تیرا نام سُنا ہی کہ تو یمن کا شہزادہ ہی بڑی مہربانی کی کہ یہان
قدم رنجہ فرمایا بارے یہ کہو کہ آنے کا سبب کیا ہی اور اتنی مصیبت کیون اُٹھائی ہی مین تو تیری لونڈی کے برابر ہون اور تجھے اپنا
سرتاج جانتی ہون حاتم نے کہا کہ یہ تیری مہربانی ہی مین شاہ آباد سے آیا تھا اور اب صحرائے احمر کی طرف جاتا تھا اثنائے راہ مین کیا
دیکھتا ہون کہ ایک جوان کسی درخت کے نیچے نعرے مارتا ہی اور آنکھین بند کیے یہ مصرع پڑھتا ہی مصرع شتاب آکہ نہین تاب اب
جدائی کی ہی مین نے پوچھا کہ ای جوان تو نے اپنا حال کیون تباہ کیا ہی برائے خدا مجھسے اپنا ماجرا کہہ اُسنے تمام سرگذشت
اپنی اور تمھاری محبت اور مہربانی کی بیان کی اور کہا کہ ملکہ سات دن کا وعدہ کرگئی ہین اور سات برس گذر گئے کہ نہین آئی ہین
اُنکے انتظار مین نالان اور گریان ہون نہ چلنے کی طاقت رکھتا ہون نہ رہنے کی قدرت اُسکے سوا چلنے کے وقت اُنھون نے
میرا ہاتھ پکڑ کر یہ کہا تھا کہ خبردار تو یہان سے اگر کہین جائیگا تو خراب ہوگا حیران ہون کہ اب معشوق کا حکم کسطرح
ٹالون اگر ملاقات ہونی ہی تو یہین ہو رہیگی مین نے جو اُسکا یہ حال دیکھا اور عاشق صادق پایا اپنا مطلب چھوڑکر
تمھارے پاس آیا ہون مگر اُس بیچارے کے حال پر مہربانی فرماؤ تو گویا مجھے مول لیا اور اُس راہ چھوٹے کو جان بخشی پری نے
کہا ای یمن کے شہزادے مین تجکو دیکھکر اُسے بھول گئی اور وہ میرے لائق نہین عشق بھی اُسکا خام ہی کیونکہ سات برس
گذر گئے کہ وہ اپنی جان کے ڈر سے وہین رہا اور اُسنے کوہ القاف پر قدم بھی نہ رکھا حاتم نے کہا کہ وہ عاشق صادق
ہی نہوتا تو کیون تیری محبت کی دارو پیتا اور کسواسطے تیری یاد مین آپ کو خراب کرتا اُسکے سوا تو خود اُس سے
وعدہ کرکے آئی ہی کہ مین سات روز مین آؤنگی تو میرے آنے تک کہین نہ جانا وہ غریب عاشق نامراد اپنی معشوقہ کی
عدول حکمی کیونکر کرے اور اُسکو یقین ہی کہ میری معشوقہ میرے پاس یہین آئیگی اب مجکو لازم نہین ہی جو مین بھوک
پیاس کے مارے کسیطرف چلا جاؤنگا اور وہ یہان آکے مجھے نہ پاکر رنجیدہ ہو یہ بات سُنکر اُسنے کہا کہ تو کچھ کہے مین
اُسکو ہرگز قبول نہ کرونگی حاتم بولا کہ مہر لقا اس قدر خفگی کا سبب کیا ہی بیان کر حق تو یہ ہی کہ جب تک وہ
اپنی مراد کو نہ پہونچیگا مین بھی یہان سے نہ جاؤنگا پری نے کہا کہ تو یہ امید مجھسے نہ رکھ مین اُسکے پاس کبھی نہ جاؤنگی
حاتم نے کہا کہ برائے خدا میری محنت و مشقت کو رایگان نہ کر کیونکہ مین نے بہت سی محنت اور مصیبت اُٹھائی ہی تب

وہ بولی کہ مین تیرے کہنے سے باہر نہین اچھا تیری خاطر سے اُسکو اپنے پاس رکھونگی پر صحبت نہونگی حاتم نے کہا کہ خیر پر
بھی تیرے دروازے پہ بیٹھکر اتنے فاقے کرونگا کہ مر جاؤنگا اور میرا خون تیری گردن پر آویگا یہ کہکر اُٹھا اور اُسکے دروازے
پر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا دانا پانی چھوڑ دیا اسی صورت سے سات روز گذرے اُسنے ایک شب یہ خواب دیکھا کہ ایک
شخص کہتا ہے کہ ای حاتم یہ الگن پری ہے اُسنے اسی صورت سے اپنے فراق مین کتنون کو مارا ہے تو پہلے اُس سے کہکر
جوان کو بلوا اور وہ مہرہ جو اُس حرص کی لڑکی نے تجھے دیا ہے اُسکو دے کہ اپنے مُنھ مین رکھکر اور غرغرہ کرکے اور پیالے مین
ڈالکے کسی طرح سے اُس پری کو پلاوے پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیو کہ معشوق عاشق ہو جائے یہ بات سُنکر وہ چونک
پڑا اور متفکر ہوا اتنے مین صبح ہوئی الگن پری اُسکے پاس آکر کہنے لگی کہ ای جوان تو نے دانہ پانی کیون چھوڑ دیا ہے اگر
بے آب و دانہ مر جاویگا تو مین تیرے گناہ مین پکڑی جاؤنگی اور خدا کو کیا مُنھ دکھلاؤنگی حاتم نے کہا تو اُسکو بلوا کر
دیدار دیکھو اور وہ تیرا دیدار دیکھے کہ اُسکا مطلب یہی ہے الگن پری نے کہا کہ یہ بات مین نے قبول کی اس سخن کو سُنتے ہی
پھر حاتم خود مستعد ہوا کہ جا کر اُس جوان کو لے آئے کہ ملکہ نے کہا صاحب تم کسواسطے تکلیف کرتے ہو مین کئی پریزادون کو
بھیجکر بلوا لیتی ہون یہ کہکر پھر کئی پریزادون سے فرمایا کہ تم فلانے پہاڑ کی طرف جاؤ وہان ایک شخص کسی درخت کے نیچے پتھر کی
سِل پر آنکھین بند کیے کھڑا ہے اور آہین سرد بھرتا ہے اُس سے کہنا کہ حاتم وہان جا پہونچا اور اُسنے تیرا حال تیری معشوقہ سے مفصل
بیان کیا اسواسطے الگن پری نے تجھے بلوایا ہے غرض وہ پریزاد ایک پل مین وہان جا پہونچے اور یہ ماجرا اُس سے کہنے لگے
وہ اس بات کے سُنتے ہی اپنی جگہ سے اُٹھا اور حاتم کی ہمت پر آفرین کرکے ساتھ ہو لیا وہ ایک دن مین شہزادی کے
پاس اُسے لے آئے ملکہ نے اُسکو اپنے پاس بٹھا لیا جوان اُسکے دیکھتے ہی بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑا شہزادی نے
اپنے ہاتھ سے اُسپر گلاب چھڑکا ایک دم کے بعد ہوش مین آیا تب الگن پری نے آہستہ پیار سے کہا کہ ای جوان مجکو
خوب سا دل بھر کر دیکھ لے غرض تمام دن یہی صحبت رہی شام کے وقت اُسنے اپنی پریون سے کہا کہ نشاط کی مجلس آراستہ
کرو اور ناچ راگ شروع ہو اس بات کے سُنتے ہی وہ ناچنے گانے لگین حاتم اور وہ جوان بھی باہم بیٹھے ہوے تماشا دیکھ رہے
تھے مگر الگن پری اُس جوان کی طرف متوجہ تھی یہ حالت دیکھکر حاتم نے اُس جوان کو کہا کہ اس مہرے کو پانی مین رگڑ کر
مُنھ مین لے اور اُسکے پانی پینے کی ٹھلیا مین کلی کر دے اور پھر یہان آکر چپکے سے بیٹھ رہ جوان اس کام مین مشغول
ہوا کہ کئی پریون کی نگاہ اُسپر جا پڑی بے اختیار دوڑ پڑین اور کہنے لگین کہ تجکو آب خاصے کی ٹھلیون سے کیا کام ہے
اُسنے کہا کہ شدت سے پیاسا ہون کیا کرون انھون نے اُسکو پانی پلا دیا پھر وہین آ بیٹھا حاتم نے دیکھا کہ جوان نے
اپنا کام تمام کیا ملکہ سے کہا کہ اسکو نہایت گرمی ہے تھوڑا سا شربت پلاؤ اور اسکی پیاس بجھاؤ پری نے ارشاد کیا کہ جلد شربت
کر لاؤ حاتم آپ ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے شربت طیار کرکے شہزادی کے سامنے لے آیا اُسنے ارشاد کیا کہ تھوڑا تھوڑا
سب پیین حاتم نے کہا کہ پہلے آپ قدرے نوشجان کرین پھر سب پئینگے ملکہ نے حاتم کے ہاتھ سے شربت کا پیالا لیا اور مُنھ سے لگا لیا

وہ گھونٹ پیتے ہی وہ پری آدم زاد پر دیوانی ہو گئی حاتم نے دیکھا کہ اسکا حال کچھ اور ہے آہستہ سے کہا ای ملکہ
اس عاشق نیم جان اور کشتۂ ہجران پر اگر مہربانی فرمائیے تو تیرے اخلاق سے چندان دور نہین اُسنے مسکرا کر یہ
مصرع پڑھا مصرع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست پھر کہنے لگی کہ نہین جانتی یہ آفت کسکی اُٹھائی ہوئی ہے اور یہ
آگ کسکی لگائی ہوئی اب مجھسے بھی اُسکی جدائی کا درد سہا نہین جاتا اور اُسکے بے ملے ایک دم رہا نہین جاتا ناچار
ہون تیرا کہا مانا اور اُسکو قبول کیا مگر مان باپ کی بے رضامندی یہ کام نہین کر سکتی یہ کہکر وہ القا کی طرف گئی اور
محل مین داخل ہو کر والدہ کو مجرا کیا اور سر جھکا کر شرم سے چپکی ہو رہی اُسکی مان نے کہا کہ اتنے جلد آنے کا سبب
کیا ہے ابھی تو چالیس روز نہین ہوئے تب اُسکی مصاحبون نے عرض کی کہ ملکہ کو ایک آدم زاد پسند آیا ہے اور اُسنے
بھی اُنکے عشق و محبت مین برسون رنج اُٹھایا ہے اب یہان آپہونچا ہے اسواسطے چاہتی ہین کہ اُسکو اپنا دمساز اور
محرم راز کرین لیکن آپکی بے اجازت اُنسے یہ کام نہین ہو سکتا اس بات کے سُنتے ہی وہ اپنے خاوند کے پاس
گئی اور یہ کہنے لگی کہ تمھاری بیٹی کی خواہش ہے کہ ایک آدم زاد سے اپنا بیاہ کرے اُسنے کہا کہ اگر اُسکی مرضی ہے تو مبارک ہے
چشم ما روشن القصہ الکن پری نے اسوقت حاتم کو اور اس جوان کو باغ سے بلا بھیجا اُسکی مان انکو دیکھکر بہت
خوش ہوئی اور اپنے خاوند سے بھی تعریف کی اُسنے اُسی وقت بیاہ کا سرانجام تیار کیا اور ملکہ کو بڑی دھوم دھام سے
جوان کے ساتھ اپنی رسمون کے موافق بیاہ دیا عاشق و معشوق باہم ملے اور حاتم کو دعائین دینے لگے سات روز کے بعد
حاتم اُنسے رخصت ہونے لگا پری نے پوچھا کہ اب کہان کا قصد رکھتے ہو اُسنے کہا کوہ احمر کا مجھے وہان ایک کام ضرور ہے پری نے
کہا گھبرا نہین مین ایک دم مین تمھین وہان بھجوا دیتی ہون یہ کہکر اُسنے اپنے کئی پریزادون سے کہا کہ تم اسکو ایک تخت پر بٹھا کر
وہان پہونچا آؤ وہ اُسکو ایک تخت مرصع پر بٹھا کر آدھی رات کے وقت وہان جا پہونچے اُسنے کہا کہ مجھکو یہین چھوڑ دو
اور تم رخصت ہو حاتم کے کہنے کے بموجب وہ سب رخصت ہوئے اور حاتم اُسی آواز پر چل نکلا اور اُسی درخت کے
پاس جا پہونچا کہ جس سے وہ آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر مرد وہان لوہے کے پنجرے مین لٹکتا ہے حیران ہوا
اور ایک ساعت کھڑا رہا پھر پوچھنے لگا کہ ای بزرگ یہ آواز کیون تیرے مُنھ سے ہر گھڑی نکلتی ہے اور وہ
کون ہے کہ جسنے تجھے اس پنجرے مین بند کر کے لٹکا دیا ہے یہ بات سُنکر بڈھے نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ای جوان
میرا حال کچھ نہ پوچھ اور جو پوچھتا ہے تو میری غور کر اس شرط پر مین تجھسے کہتا ہون حاتم نے کہا کہ مین نے قبول کیا اُسنے کہا
کہ مین احمر سوداگر ہون جسوقت مین پیدا ہوا تھا اُسوقت یہ ملک میرے باپ نے میرے نام سے آباد کیا تھا جب
مین بڑا ہوا باپ مجھکو اس شہر مین چھوڑ کر کسی مُلک مین تجارت کے واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ تھا جو زر و
جواہر مال و متاع باپ نے مجھکو گذران کے واسطے دیا تھا مین نے تھوڑے ہی عرصے مین اُڑا دیا محتاج ہو گیا افلاس
غالب آیا اور میرا باپ اُسی سفر مین مر گیا کچھ گڑا گڑایا مال ہاتھ لگا چند روز کے بعد مین نے بازار مین ایک

جوان کو دیکھا یہ کہتا ہی کہ جسکا زر و جواہر مال و متاع یا اسباب کھو یا گیا ہو خواہ زمین مین گاڑ کر بھول گیا ہو مین اپنے
علم سے نکال دیتا ہون لیکن اس شرط پر کہ چوتھا حصہ مجکو دے مین نے اُسکی یہ بات مان لی اور اُسکو اپنے گھر مین لاکر ہر جگہ
دکھائی اُسنے جا بجا سے مٹی اُٹھا کر سونگھی اور پھینک دی آخر ایک کونے کو کھدوا یا وہان زر و جواہر بیشمار نکلا مین چوتھائی دینے مین
حیلہ کرنے لگا اور اپنے اقرار سے پھر گیا تھوڑا سا اُٹھا کر اُسکے آگے رکھدیا اُسنے کہا کہ مین وہ ہی اپنا چوتھا حصہ لونگا
اس بات سے مین برہم ہوا اور طمانچے مار کر اُسکو باہر کر دیا وہ میری جان کو روتا پیٹتا چلا گیا کئی دن کے بعد
پھر آیا اور مجھسے دوستی پیدا کی بلکہ یار غار ہو کر ایک دن کہنے لگا کہ جو کچھ زمین مین گڑا ہوا ہی مجھے سب نظر آتا ہی مین نے
اُس سے پوچھا کہ یہ کیا علم ہی مین بھی کسی طرح سیکھ سکونگا اُسنے کہا بہت آسان ہی وہ ایک سرمے کی ترکیب ہی کہ اُسے
بنا کر جو کوئی آنکھون مین لگاوے جتنا مال کہ چھپا ہوا ہی نظر آنے لگے مین نے کہا اگر تو میری آنکھون مین ایسا سرمہ لگا دے
اور مال مجھے نظر آئے تو آدھا تیرا اُسنے کہا بہت بہتر تو میرے ساتھ جنگل مین چل مین تیری آنکھون مین ایک سلائی
پھیر دون مین اُسکے ساتھ اُس جنگل مین آیا اور اُس پنجرے کو دیکھکر حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ یہ پنجرا کسکا ہی اُسنے
کہا کہ مین نہین جانتا یہ کہکر وہ اُس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنی بغل سے سُرمے کی ڈبیا نکالکر ایک سلائی بھری
اور میری آنکھون مین پھیری فی الفور مین اندھا ہو گیا اور اُس سے کہنے لگا کہ ای عزیز تو نے یہ کیا کیا
مجھے اندھا کیا وہ بولا کہ جھوٹون اور بد عہدون کی یہی سزا ہی اگر آنکھون کی بصارت چاہتا ہی تو اس پنجرے
مین بیٹھ رہ اور یہ سخن کہا کہ کسی سے بدی نہ کر اگر کریگا وہی پاویگا مین نے پھر پوچھا کہ سچ کہہ میری آنکھون کا کیا علاج ہی
اُسنے کہا کہ ایک مدت کے بعد ایک جوان حق پرست ادھر آویگا تو اُس سے اپنا احوال کہنا وہ کہین سے نور ریز گھاس لاکر
اُسکا پانی تیری آنکھون مین چوائیگا تیری آنکھین جیسی تھین ویسی ہو جائینگی اس امید پر تیس برس سے اس
پنجرے مین بیٹھا ہوا اُسکی راہ دیکھتا ہون اور کبھی کبھی جو اُکتا کر اس سے نکلتا ہون تو تمام بدن ہڈی سے لیکر گوشت
تک اور گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہی بیتاب ہو کر پھر اسمین آبیٹھتا ہون اور آہ سرد کھینچکر یہی سخن کہتا ہون
اسی صورت سے بہت آئے اور پوچھ پوچھ کر چلے گئے پر کوئی میری داد کو نہ پہونچا اور نہ کسی نے اُسکی تدبیر کی
حاتم نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ یہ کام مین کرونگا اتنے مین وہ پریزاد جو حاتم کو یہان پہونچا کے کوہ القا کو گئے تھے الگن پری
دیکھتے ہی اُنپر جھنجھلائی اور کہنے لگی کہ جب وہ اس کام سے فراغت پاتا تب اُسکے گھر پہونچا کر تم یہان آتے اب اسی مین
تمہارے لیے خیر ہی کہ اُسکو اُسکے گھر پہونچا کر یہان آؤ نہین تو برے طرح پیش آؤنگی وہ اس بات کے سُنتے ہی دوڑے
اور حاتم کے پاس آ کر موجود ہوے پھر اپنی سرگذشت بیان کی اور پوچھا کہ اب آپ کا قصد کدھر کا ہی اُسنے کہا کہ
جہان نور ریز گھاس ہی وہان جانا چاہتا ہون وہ بولے کہ ہم تمکو اُس جنگل کے قریب پہونچا دینگے اور دور سے
پتا بھی بتا دینگے لیکن وہان نہ جائینگے اگر تم سلامت پھروگے تو تمھین تمھارے شہر پہونچا دینگے نہین تو جو تمپر گذریگی

ملکہ سے عرض کرینگے حاتم نے پوچھا کہ اسکا سبب کیا ہی اُنھون نے کہا کہ صاحب جسوقت وہ گھاس زمین سے نکلتی ہی
اُسوقت اُس جنگل کے تمام پھول چراغ کے مانند روشن ہوجاتے ہین اور ہزارہون جانور کیا سانپ کیا بچھو کیا چرند کیا
پرند کیا درندے کیا گزندے اُسکے گرد آکر جمع ہوجاتے ہین اسواسطے وہان کسی کا گذر نہین حاتم نے کہا بارے دیکھون
قسمت مین کیا ہی تب ایک پریزاد نے حاتم کو کاندھے پر بٹھالیا اور باقی ساتھ ہو لیے حاصل یہ ہی کہ ساتوین دن اُس
جنگل کے قریب جا پہونچے ایک میدان وسیع نظر آیا حاتم نے پوچھا کہ وہ گھاس کہان ہی وہ بولے کہ اُسکے اُگنے کا وقت
قریب پہونچا ہی دو چار ہی روز مین نکلیگی حاتم اور وہ پریزاد کئی دن اُس جنگل مین باہم رہے اور ہر قسم کے میوے
کھایا کیے کہ ایک دن وہ گھاس زمین سے نمودار ہوئی جہان تک پھول تھے چراغون کی طرح روشن ہوگئے سارا جنگل
خوشبو سے مہک گیا ہر قسم کے جانور آکر اُسکے گرد جمع ہوے اور ایک حلقہ باندھکر کھڑے رہے حاتم نے پریزادون سے کہا کہ تم
یہین رہو مین نکل بھاگا جاتا ہون آگے جو مرضی اُسکی یہ کہکر وہ مہرہ منھ مین رکھا اور اُس جنگل مین جاکر دو تین پتی گھاس کی
اور کئی پتیان پھولون کی لیکر خیریت سے پھر آیا پریزاد دیکھکر حیران رہ گئے کہ یہ عجیب طرح کا آدم زاد ہی کہ اسکا ثانی نہ دیکھا
نہ سُنا غرض پھر اُسی طرح سے حاتم کو اُس بڈھے کے پاس پہونچا دیا وہ اُسی حالت مین پڑا تھا اتنے مین حاتم نے پکار کر
کہا کہ پیر مرد مین وہ گھاس لے آیا بڈھے نے کہا مرحبا اب لازم ہی کہ تو اپنے ہاتھون سے ملکر دو تین قطرے میری
آنکھون مین ٹپکا دے حاتم نے وہی کیا پہلے تو اُسکی آنکھین ابل آئین پھر نیلگون ہوگئین آخر پانی سوکھ گیا اور کٹوراسی
ہوگئین وہ حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اور عذر کرنے لگا اُسنے بھی اُسے گلے لگایا اور کہا بھائی از براے خدا کیا کہتا ہی مین نے
خدا کی راہ مین کمر باندھی ہی جو کام میرے ہاتھ سے نکلتا ہی مین اُسے غنیمت جانتا ہون اور اپنی سعادت سمجھتا ہون پیر مرد نے
کہا کہ اے جوان مرد میرے گھر مین بہت سا زر و جواہر ہی تو وہان چل اور جسقدر چاہیے اُسمین سے لے حاتم نے کہا مجھے ہرگز
زر و جواہر درکار نہین خدا کے فضل سے میرے گھر مین بیشمار ہی اُسی کو خدا کی راہ مین خرچ کرتا ہون تیرا مال لیکر کیا کرون
یہ کہکر وہ پیر مرد سے رخصت ہوا اور پریزادون کے کندھے پر سوار ہوکر دس روز کے بعد شہر شاہ آباد مین آیا تب
پریزادون نے کہا کہ خداوند آپ اپنی مُہر سے ایک رسید لکھدیجیے کہ ہم بادشاہزادی کو دین کہ اُنکی دلجمعی ہو حاتم نے ایک رسید
اپنے حال سمیت لکھکر حوالے کی وہ اُدھر اُڑے یہ شہر مین داخل ہوکر کاروانسرا مین آیا اور منیر شامی سے ملاقات کرکے
نہایت خوش ہوا دو چار گھڑی کے بعد دونون متفق ہوکر حسن بانو کے گھر آئے وہ ایک مکان پاکیزہ مین پردے پر
تکلف ڈالکر بیٹھی اور اُنکو باہر جواہر کی چوکیون پر بعزت تمام بٹھایا اور حال پوچھا حاتم نے تمام و کمال بیان کیا
حسن بانو نے اُنکی ضیافت کی تیاری کی دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چنوا دیے اور قسم قسم کے میوے
رکھوا دیے ہنسی خوشی اُنھون نے نوش جان کیا اور رات کی رات وہین آرام فرمایا صبح کو حاتم نے پوچھا کہ اے حسن بانو
اب کونسا مطلب ہی اُسنے کہا کہ ایک شخص کہتا ہی کہ سچ کو ہمیشہ راحت ہی وہ کیا سچ بولا ہی اور کیا راحت پائی ہی

اسکی خبر لا حاتم نے کہا کہ تم جانتی ہو وہ کسطرف ہی حسن بانو بولی کہ مین نے اپنی والی سے سُنا ہی کہ شہر قرم مین ہی یہ نہین جانتی کہ وہ شہر کسطرف کو ہی حاتم نے کہا کہ خیر خدا یہ مشکل بھی آسان کریگا

چوتھا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ سچے کو ہمیشہ راحت ہی

القصہ حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور شہر سے باہر نکلا کئی شہرون کے بعد ایکدن کوہ مین جا پہونچا وہان کیا دیکھتا ہی کہ ایک دریاے عظیم لہو سے بھرا ہوا نہایت زور و شور سے بہ رہا ہی یہ اسکو دیکھکر متفکر ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ مین نے کبھی لال پانی کا دریا نہین دیکھا اسکو دریافت کیا چاہیے کہ یہ کسطرف سے آتا ہی اور اسکے بہنے کا کیا سبب ہی یہ ارادہ کر کے اُسطرف سے روانہ ہوا اتنے مین ایک درخت عالیشان سامنے سے نظر آیا جب اُسکے پاس پہونچا دیکھا کہ اُسکی ہر ایک ڈالی مین آدمیون کے سر سیکڑون لٹکتے ہین اور اُسکے نیچے ایک تالاب نہایت خوش قطع طیب ہی اور اُسی کا پانی جنگل کی طرف چلا جاتا ہی یہ اُس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور جتنے سر اُس درخت مین لٹکتے تھے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسے یہ دیکھکر حیران ہوا کہ کٹے ہوے سر ہنستے ہین اور اُنسے لہو کے قطرے ٹپک ٹپک کر اُسی تالاب مین گرتے ہین اور پانی خون آلودہ ہوکر دریا مین چلا جاتا ہی اتنے مین اُسکی نظر اُس سر پر جا پڑی جو سب سرون سے اُوپر لٹکتا تھا یہ اُسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اس ماجرے کو بے اختیار دریافت کیے مین کیونکر کسی سے بیان کرونگا اب لازم ہی کہ تھوڑے دن یہان رہیے اور اس احوال کو بخوبی دریافت کیجیے کہ یہ کیا اسرار ہی اسی فکر مین وہان تمام دن رہا اتنے مین رات ہو گئی ایک کونے مین چھپکر بیٹھ رہا سارے سر ٹہنیون سے چھوٹ کر تالاب مین گر پڑے اور حاتم اُس تالاب کی طرف دیکھتا تھا ایک نشستگاہ نہایت پاکیزہ تھی اُسپر فرش شاہانہ لاکے بچھایا اور ایک تخت زرین بھی وہان پر بے تکلف ایک قرینے سے رکھدیا کئی گھڑی کے بعد کئی پریان نازنین نکلین اُنمین ایک پریزاد نہایت نوکیلی سجیلی ہوش ربا ماہ لقا تھی آتے ہی ناز و غرور سے اُس تخت پر بیٹھ گئی حاتم نے جو غور کر کے دیکھا معلوم کیا کہ وہی سر ہی جو سب سے اونچا تھا پھر کتنی پریان اُسکے گرد کرسیون پر بیٹھ گئین اور کتنی ہاتھ باندھکر با ادب کھڑی ہو رہین اتنے مین طائفہ سازنا لاکر کھڑا ہوا اور اُس تخت کے سامنے ناچنے لگا حاتم تاک لگائے دیکھتا تھا اور فکر کرتا تھا کہ الٰہی یہ کیا راز ہی جب آدھی رات گئی دسترخوان شاہانہ بچھایا اور اقسام اقسام کے طعام پاکیزہ اور لطیف اُسپر چنے پھر اُس تخت نشین نے ایک خواص سے کہا کہ تو ایک خوان کھانے کا باآئین شایستہ سے تیار کر کے اُس مسافر کو جو فلانے کونے مین بیٹھا ہی دے آ وہ اُسی صورت سے خوان طیار کر کے سر پر دھر کے حاتم کے پاس لے گئی اور کہنے لگی کہ ہماری سردار نے تجھے بھیجا ہی حاتم نے کہا کہ تیرا کیا نام اور تیری سردار کا کیا نام ہی وہ بولی کہ تجھے میرے نام سے اور سردار کے نام سے کیا کام ہی اگر بھوکا ہی تو کھانا کھا حاتم بولا کہ تو جب تک اپنا نام اور اپنے سردار کا نام نہ بتائیگی ہرگز نہ کھاؤنگا

یہ بات سنکر وہ نازنین پھر آئی اور ملکہ سے عرض کرنے لگی کہ وہ مسافر کھانا نہیں کھاتا اور کہتا ہے کہ جب تک تو اپنا اور اپنی
سردار کا نام اور اس جماعت کا احوال کہ تالاب سے نکلی ہے ظاہر نہ کریگی کچھ نہ کھاؤنگا ملکہ نے کہا تو جا کر کہہ کہ تم پہلے کھانا
کھالو مین پیچھے کہونگی جب وہ کھا چکے گا تو آج نہیں کل وہ حاتم کے پاس آئی اور جو کچھ بادشاہزادی نے سکھا دیا تھا
عمل مین لائی غرض حاتم نے چاہا کہ اسکا ہاتھ پکڑلے وہ بھاگ کر تالاب مین کود پڑی اور ملکہ کے پاس جا کر کھڑی ہوئی
اور شہزادی تمام رات ناچ راگ مین مشغول رہی جب صبح ہوئی سب تالاب مین کود پڑین ایک ساعت کے بعد کئی سر پانی پر
تیر آئے اور آپ ہی آپ تالاب مین سے اُچھل اُچھل کر درخت کی ڈالیون مین لٹک گئے اور وہ سر بدستور سب سے اونچا لٹکا
پھر سب سر ہنس پڑے حاتم بھی اُس کونے سے دیکھتا تھا لیکن سردار کے سر سے ٹکٹکی لگائے تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اگر اس
بھید کو پاؤن تو اس نازنین سے جو شب کو جیتی ہے ہر طرح سے نکاح کرون اور کہتا تھا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے کہ رات کو جیتے ہین اور دن کو اس
درخت مین لٹک جاتے ہین شاید یہ کام جادو کے سبب سے یا طلسم سے ہوتا ہے انھین سوچون مین دن آخر ہوا اور شام ہوئی رات کے
وقت وہ سر پھر تالاب مین گر گئے اور بدستور سابق فرش بچھایا گیا اور مجلس آراستہ ہوئی پریزادین اور بادشاہزادی تخت اور کرسیون پر
جا بیٹھین ناچ شروع ہوا اور حاتم منتظر تھا کہ آج کی رات وعدہ کیا ہے دیکھیے آکر وفا کرتی ہے یا نہین جب آدھی رات گئی پھر اسی طرح سے
دسترخوان بچھا قسم قسم کا کھانا چنا گیا شہزادی نے پھر ایک خوان کھانے کا اسی پری کے ہاتھ بھیجا وہ لیکر حاتم کے پاس گئی وہ اسکو
دیکھتے ہی کہنے لگا کہ اے پری تو نے کہا تھا کہ مین کل آکر احوال کہونگی اور نام بتاؤنگی اب لازم ہے تجھکو کہ آج اپنا وعدہ وفا کر ورنہ
کئی دن کا بھوکا ہون کھانا کھاؤن اُسنے یہ ماجرا پھر جا کر ملکہ سے عرض کیا بادشاہزادی نے فرمایا اُس سے جا کر کہہ کہ جب تو
ملکہ کے حضور مین آئیگا اسوقت یہ بھید کھل جائیگا لیکن پہلے کھانا کھا اسکے بعد میرے ساتھ چل حاتم نے یہ بات سنکر کھانا کھایا
اُسکے ساتھ ہو لیا وہ غوطہ مار کر اسی جگہ جا کر بدستور قائم ہوئی حاتم نے جو آنکھین بند کرکے تالاب مین غوطہ مارا اور
زمین کی تہ کو اُسکے پاؤن لگے آنکھین کھول کر دیکھا کہ نہ وہ تالاب ہے نہ وہ درخت ہے نہ وہ پریان ہین پر آپ ایک
لق و دق جنگل مین کھڑا ہے یکایک نعرے مارنے لگا اور آہین بھر کر سر پر خاک ڈالنے لگا غرض اسی حالت مین سات رات دن
گذر گئے کہ خدائے کریم نے اپنے فضل و کرم سے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو حکم کیا کہ تم اُس جنگل مین جاؤ جہان حاتم سودائیون کی
طرح آہین بھر کر رو رہا ہے اُسکی مدد کرو کہ عالم مین وہ بہت سی نیکی کریگا اور نیک نامون مین مشہور ہوگا خواجہ خضر سبز کپڑے
پہنے ہوئے اور عصا ہاتھ مین لیے اُسکے داہنی طرف سے نمود ہوئے حاتم اُنکو دیکھکر اور بھی آہین بھرنے اور نالے کرنے لگا
اُنھون نے یہ حال دیکھکر اپنا ہاتھ شفقت سے اُسکے منہ پر پھیرا وہ فوراً حالت اصلی پر آگیا اور کہنے لگا پیر مرشد یہ کونسا
مکان ہے اُنھون نے کہا کہ اسکو صحرائے خبر بریس کہتے ہین وہ پھر کہنے لگا کہ مین اس جگہ کیونکر آ رہا حضرت نے
فرمایا کہ تو نے فلانے تالاب مین فلانی پری کے ساتھ غوطہ مارا تھا وہ تالاب طلسم کے علم سے بنا ہے اور اُسکا یہی اثر ہے کہ
جو آدمی اُسمین غوطہ مارے وہ یہان آنکلے چنانچہ وہ مکان اس جگہ سے تین سو کوس ہے یہ اُس بات کے سنتے ہی خاک پر

گر پڑا اور رو کر کہنے لگا کہ ہی ہی میرے دل کو کیا ہو گیا اور کیونکر مین وہان پہونچونگا اگر میری مراد نہ ملیگی
تو مین تڑپ کر مر جاؤنگا خواجہ نے پوچھا کہ تیری مراد کیا ہی اُسنے کہا مین جس جگہ تھا وہین جا پہونچون اُنھون نے
فرمایا کہ تو میرا عصا پکڑ اور آنکھین بند کرلے اُسنے اُنھین کے کہنے کے موافق کیا ایک دم مین اُسکا پاؤن
تہ پر لگا اُسنے اپنی آنکھین کھول کر دیکھا تو وہی جنگل اور وہی درخت اور وہی سر ڈالیون پر لٹکتے ہین بے اختیار اُس
درخت کے پاس آیا اور اوپر چڑھنے کا قصد کیا درخت ہلنے لگا بلکہ قریب تھا کہ گر پڑے حاتم اُسکی جڑ سے لپٹ گیا
پر وہ اسی طرح سے ہلتا رہا جو یہ ذرا وہان سے اوپر بڑھا ایک تراقے کی آواز آئی درخت بیچ سے پھٹ گیا اور
حاتم کمر تک اُسمین سما گیا جب اُسنے دیکھا کہ اب کچھ نہین ہو سکتا حیران ہوا اور ڈرا کہ کیا آفت آئی ہی ایک مرتبہ
مین اُنکے لیے تالاب مین گرا تو اُس مصیبت مین پڑا جو درخت پر چڑھنے کا قصد کیا تو یون پھنسا جتنا زور کرتا ہون
کہ اوپر آؤن نیچے ہی چلا جاتا ہون آخر اُسکا بدن سب کا سب درخت کے اندر چھپ گیا فقط آنکھین باہر رہ گئین
اُسی وقت حضرت خواجہ خضرؑ پہونچے اور کہنے لگے کہ ای جوان آپ کو بلا مین کیون ڈالتا ہی مگر زندگی سے سیر ہو چکا ہی
حاتم کا حال تنگ تھا کچھ نہ بولا تب خواجہ خضر نے اُسپر رحم کھا کر ایک عصا اُس درخت پر مارا کہ وہ موم کے مانند
ہو گیا حاتم اُسمین سے نکل آیا پر سست تھا بڑی دیر کے بعد ہوش مین آیا حضرت خواجہ خضرؑ نے فرمایا کہ ای حاتم
تو جو اپنے اوپر اسقدر رنج اُٹھاتا ہی اور مصیبت مین ڈالتا ہی تجکو اسنے کیا مدعا ہی اُسنے کہا کہ مین کسی صورت سے
اسکا احوال دریافت کرون خواجہ خضرؑ نے فرمایا کہ یہ سردار شاہ احمر جادو کی بیٹی ہی اور اُس مکان کا نام کوہ احمر ہی
ایک دن اس لڑکی نے اپنے باپ سے خاوند کرنے کا ذکر کیا تھا کہ بابا جان اب مین جوان ہو گئی ہون میری شادی
کر دو اس بات کو سنکر وہ غضبناک ہوا اور اس لڑکی کو اُس روز سے اس طلسم کے دریا مین ڈال دیا ہی اور یہ تالاب
اور درخت جادو کا ہی اور یہ جو سب سرون سے اوپر لٹکتا ہی اُسکی لڑکی کا ہی اسی کا نام ملکہ زرین پوش ہی
اور کوہ جادو یہان سے تین سو کوس پر ہی یہ جادو کے زور سے ایک ہی دن مین وہان جا سکتی ہی اور
شاہ احمر جادو جب تک جیتا رہیگا تب تک اُسکو نہ بیاہیگا اور یہ اسی حالت مین گرفتار رہیگی کسی کے ہاتھ نہ لگیگی
یہ سنکر حاتم نے کہا کہ معلوم ہوا میری قسمت مین اسی جگہ مرنا لکھا ہی جو خدا نے مجکو یہان پہونچایا اور شاہ احمر کے
جادو مین پھنسایا حضرت خواجہ خضرؑ نے کہا کہ جو تو اُسکی بیٹی کی چاہ رکھتا ہی تو آپ سے آپ کو بلا مین ڈالتا ہی
اس سے بہتر یہی ہی کہ اسکا خیال چھوڑ دے حاتم نے کہا مین اپنی جان سے ہاتھ دھو چکا ہون جو ہونی ہو سو ہو جب تک
یہ نازنین میرے ہاتھ نہ لگیگی مین اس بات سے باز نہ آؤنگا خواجہ خضر نے کہا کہ ای جوان آخر تیری کیا آرزو ہی اُسنے
کہا کہ پیر و مرشد میرا مطلب یہ ہی کہ اس درخت پر چڑھون اور اُنکے برابر پہونچکر ہمکلام ہون حضرت نے فرمایا
کہ ای عزیز دیدہ و دانستہ آپ کو بلا مین ڈالنے سے کیا فائدہ باز آ حاتم نے عرض کی کہ مجکو اسی مین نفع ہی

اکیدم اُنسے جدا ہون اور جو روز ازل سے میری قسمت مین مصیبت و پریشانی لکھنے والے نے لکھدی ہے تو سکو کہان سے
پاونگا اس بات کو سُنکر حضرت خواجہ خضر نے اپنا عصا اُس درخت پر مارا اور اسم اعظم پڑھکر فرمایا کہ لے اس درخت پر چڑھ جا
یہ کہکر آپ اُسکی نظرون سے غائب ہوگئے حاتم وہین درخت پر چڑھ گیا جب اُس نازنین کے سر کے برابر ہوپہنچا اپنا
سر بھی اُنھین سرون کے برابر لٹکنے لگا اور تن تالاب مین گر کر ڈوب گیا آسمان سے ایک غوغا اُٹھا اور ایک شور زمین سے
بلند ہوا جب آفتاب چھپا اور رات ہوگئی وہ سر سب کے سب حاتم کے سر سمیت اُس تالاب مین گر پڑے اور
بدستور سابق جسم لگکر جمع ہوگئے کاروبار کرنے لگے پھر ملکہ بھی تخت پر آبیٹھی اور حاتم ہاتھ باندھکر تخت کے ایک کونے سے لگ
کھڑا ہورہا پر بیہوش تھا یہ جانتا تھا کہ مین کہان آیا اور کہان تھا اور اب کہان جاؤنگا اتنے مین ملکہ زرین پوش نے
کہا کہ اے جوان سچ کہہ تو کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اور کہان سے آیا ہے اُسنے کہا کہ مین بھی ایک تیرے خادمون سے ہون
اور اسی تالاب سے نکلا ہون اُسنے اُسکے فحوائے کلام سے معلوم کیا کہ یہ مجھپر عاشق ہوا ہے اس بات کو سمجھکر کچھ نہ بولی اور
ناچ رنگ مین مشغول ہوئی جب آدھی رات گئی تب دسترخوان عالیشان بچھا اور ہر طرح کے کھانے فربہ دار نمکین اور شیرین انواع و اقسام کے رنگ رنگ کے
اُسپر چن دیئے شہزادی نے حاتم کو اپنے پاس بٹھالیا اور ستھرے ستھرے کھانے اُسکے آگے رکھدیئے اور نہایت مہربانی
ورو مجوش سے کہا کہ اے جوان کچھ کھانا کھا پانی پی حاتم کھانا کھانے لگا پانی پینے لگا مگر بیخبر تھا کہ مین کون ہون اور کسواسطے
آیا ہون اور کہان جاؤنگا جب کھانے سے فارغ ہوا پھر ناچ راگ ہونے لگا اور رات بھر یہی عالم رہا جب صبح ہوئی
سب سر حاتم کے سر سمیت اُس درخت کی ڈالیون پر بھی اُسی صورت سے جا لٹکے اور اُنکے دھڑ تالاب مین غرق ہوگئے اسی طرح
کئی روز گذرے ایک دن حضرت خواجہ خضر پھر اُسکی مدد کو پہونچے اور اُسکے سر کو اپنے عصا سے اُتارا اور دھڑ کو تالاب سے
نکالا پھر یہان تک اسم اعظم پڑھا کہ اُسکے تن بیجان مین جان آئی اور جادو دور ہوگیا اُسنے آنکھین کھولکر دیکھا کہ وہی
مرد بزرگ ہاتھ مین عصا لیے سرہانے کھڑا ہے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُنکے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ حضرت سلامت تم
اس حالت مین مجکو گرفتار دیکھتے ہو اور کچھ غور نہین کرتے اُنھون نے کہا اے جوان تو اتنی دیر تک کہان تھا وہ بولا کہ مین اُس درخت
اُس سرو چمن ناز کے تماشے مین مشغول تھا خواجہ علیہ السلام نے پوچھا کہ ابھی اُس نازنین کی آرزو تیرے دل مین ہے
اُسنے کہا ہان اے خدا آپ دستگیری کرو کہ مین اپنی مراد کو پہونچون نہین تو اسی بلا مین گرفتار رہونگا بلکہ مر جاؤنگا خواجہ خضر نے
کہا کہ جب تک اُسکا باپ نہ مارا جائیگا اُس گل خوبی کو کوئی نہ پاویگا کیونکہ وہ جادوگر ہے اُسنے اُسکو جادو مین
گرفتار کر رکھا ہے اور اُسکا یہ طور ہے اب جو کچھ مین کہون تو اُسکو بجا لا اُسنے عرض کی مین آپ کے حکم سے
باہر نہونگا یہ سُنکر اُنھون نے فرمایا کہ مین تجھے اسم اعظم سکھا دیتا ہون چاہیے کہ تو احتیاط سے رہے اور زنا کاری
اپ کو بچائے جھوٹ نہ بولے روزہ رکھا کرے تمام دن روزے سے رہے اسنے یہ سب باتین قبول کین تب اُنھون نے
اسم اعظم سکھا کر کہا کہ اُس پہاڑ کی طرف جا کچھ اندیشہ جی مین نہ لا وہ بولا کہ مین کدھر کیونکر جاؤن حضرت خضر نے کہا

کہ تو میرا عصا پکڑ اور اپنی آنکھیں بند کر اُسنے اُنھیں بے سنے کے موافق کیا ایکدم مین اُسکا پانون زمین پر جا لگا
آنکھین کھول کر جو دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی مگر ایک پہاڑ عظیم الشان اور اسپر لالہ بے موسم پھولا ہوا دکھائی دیا نہایت
خوش ہوا اور اسپر چڑھنے لگا قدم کے رکھتے ہی وہان کے پتھرون نے اُسکے پانون ایسے پکڑ لیے کہ اُٹھانا محال ہو گیا
جب نہایت عاجز ہوا دل مین کہنے لگا کہ اب اسم اعظم پڑھنا چاہیے پڑھتے ہی اُسکے پانون پتھر سے چھوٹ گئے تب اُسنے
معلوم کیا کہ کوہ احمر یہی ہے پھر تو اسم اعظم کو پڑھتا ہوا چڑھ گیا اتنے مین ایک میدان پر فضا نظر آیا آگے بڑھا پانی کا ایک
چشمہ نہایت شفاف اور صاف دکھائی دیا اُسکے گرد بہت سے درخت میوہ دار کہ کبھی دیکھنے مین نہ آئے تھے نظر
پڑے حاتم نے کپڑے اُتار کر اسمین غسل کیا پھر لباس پاکیزہ پہن کر اسم اعظم پڑھنے لگا اُسکی برکت سے تمام جانور
جادو کے کیا درندے کیا گزندے بھاگ گئے یہ خبر شام احمر کو پہونچی کہ سب جانور بھاگے ہوے چلے آتے ہین
اُسنے نجوم کی کتاب دیکھی معلوم کیا کہ ایک دن حاتم طائی اس پہاڑ پر آئیگا اور تمام جادو ہمارا باطل کریگا وہی ہے جو وہان
چشمے پر بیٹھا ہوا اسم اعظم پڑھتا ہے اور کوئی سحر اس اسم پڑھنے والے کو اثر نہین کرتا اچھا تدبیر کیجیے کہ وہ اسم بھول جائے
یہ سوچ کر ایک منتر پڑھا اور چارون طرف پھونکا کہ ایک غٹ کا غٹ پریون کا نمود ہوا اُنمین ایک پری ملکہ زرین پوش کی
صورت تھی صراحی اور پیالہ ہاتھ مین لیے ہوے دکھائی دی شام احمر جادو نے کہا تم جاؤ حاتم کو شراب کا پیالہ
پلا کر تمام کرو وہ صورت سب پریون سمیت اُس چشمے پر جا پہونچی حاتم دیکھکر حیران ہوا کہ یہ سب تو اُس درخت
مین لٹکتی تھین یہان کیونکر آئین پھر دل مین سوچا کہ اُسکے باپ کا مکان ہے آنکلی ہون اتنے مین ملکہ زرین پوش کی صورت
حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ای حاتم تو نے رنج و تعب بہت سے کھینچے ہین آج میرے باپ نے مجھے اس باغ کی
سیر کو بلوایا ہے مین تجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی یہ بات کہکر اُسکے پہلو مین بیٹھی اور شراب کی صراحی سے پیالہ بھر کر
اُسکے ہاتھ مین دیا حاتم نے اُس سے لے کر دل مین کہا کہ معشوق کی صحبت غنیمت ہے ہاتھ سے نہ دیا چاہیے آخر
مُنھ سے لگا دیا وہ محبوبہ وہین سیاہ دیو ہو کر حاتم کو باندھکر شام احمر جادو کے پاس لیگئی اُسنے اُسکو دیکھتے ہی
سر نیچا کر لیا اور دل مین کہا کہ ایسے جوان کو مارنا محض نادانی ہے لیکن یہ دشمن ہے اسے کچھ سزا دینا چاہیے نوکرون کو
فرمایا کہ اسکو چاہ آتشین مین ڈالدو اُسکے چاکرون نے حاتم کو اسی وقت کنوین مین ڈالدیا اور ہزار من کی ایک
سِل لوہے کی لال کر کے مُنھ پر ڈھانک دی غرض حاتم غلطان اور پیچان چلا جاتا تھا لیکن وہ مہرہ خرس کی بیٹی کا جو
اُسکے منھ مین تھا کنوین مین سِل سمیت دم بدم سرد ہوتا جاتا تھا القصہ شام احمر سے لوگون نے خبر کی کہ چاہ آتشین مین جل کر
خاک سیاہ ہو گیا تب اُسنے نجوم کی کتاب دیکھکر معلوم کیا کہ یہ جھوٹ کہتے ہین حاتم ایک مہرے کے سبب سے صحیح و سلامت ہے
اسکو آنچ بھی نہین لگتی پھر سوچنے لگا کہ وہ مہرہ کسی طرح اُس سے لیا چاہیے جب تک وہ اُسکے پاس ہے اُسے
کوئی آفت نہ پہونچیگی مگر مشکل یہ ہے کہ وہ بزور ہاتھ نہین لگ سکتا اگر وہ آپ سے دے تو ہاتھ لگے یہ اندیشہ کر کے

فرمان برداروں سے کہا کہ جلد اُسے کنوئیں سے نکال کر اُسی چشمے پر لیجاؤ وہ حکم کے موافق اُسکو وہین پہونچا آئے حاتم نے
آتے ہی غسل کیا اور اُسی چشمے کے کنارہ پر بیٹھکر سجدہ شکر بجا لایا اور شام احمر جادو نے منتر پڑھنا شروع کیا ایک ساعت مین
وہی صورتین ملکہ زرین پوش کی صورت سمیت حاتم کے سامنے آئین اُس ملکہ زرین پوش کی شکل نے آگے قدم
بڑھا کر حاتم سے کہا کہ ای یار غمگسار اب مین تیرے پاس نہ بیٹھونگی دور ہی سے دیدار دیکھونگی کیونکہ اُس روز جو مین تیرے
پاس بیٹھی تھی میرے باپ نے سیاہ دیو کو بھیج کر پکڑوا منگوایا تھا خدا نے تجھے اُس بلا سے نجات دی مبادا مین تیرے
پاس بیٹھوں اور بابا جان سن لیں تو پھر تجھسے ویسا ہی سلوک کرین حاتم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا تب
وہ نازنین ناز و ادا سے کہنے لگی ای حاتم تو مجھے سچ مچ چاہتا ہے اُسنے کہا کہ جان و دل سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہوں وہ
بولی کہ ایک چیز مین تجھسے مانگوں اگر دے تو جانوں کہ عاشق صادق ہے اُسنے کہا کہ وہ کونسی چیز ہے مین تو مفلس ہوں زر و جواہر
کچھ اپنے پاس نہین رکھتا یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ مین اُس خرس کی بیٹی کا مہرہ چاہتی ہوں زر و جواہر کی خواہش نہین رکھتی
حاتم نے کہا تو نے کیونکر جانا کہ وہ مہرہ میرے پاس ہے وہ بولی کہ باپ نے نجوم کی رو سے بتایا ہے حاتم نے
کہا کہ وہ مہرہ دوست سے زیادہ عزیز نہین چاہتا تھا کہ نکال کر اُسکے حوالے کرے کہ ایک پیر مرد نے داہنی طرف سے
ڈانٹا کہ ای نادان کیا کرتا ہے مہرہ دیگا تو نہایت پشیمان ہوگا بلکہ جان بھی جاتی رہیگی یہ بات سنکر حاتم نے کہا کہ ای بزرگ
تو کون ہے جو کار خیر سے باز رکھتا ہے مہرہ میرے کس کام آئیگا جو محبوبہ کو نہ دوں مثل مشہور ہے وہی پھول جو میسر
اُسنے کہا کہ مین وہی مرد ہوں کہ جسنے تجھے اسم اعظم سکھایا تھا حاتم اُٹھکر اُنکے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یا حضرت
مین جس نازنین کو چاہتا تھا آپ کی توجہ سے ہاتھ لگی حضرت نے فرمایا کہ ای نادان یہ کیا کہتا ہے ہرگز اس بات کا
خیال اپنے دل مین نہ لا یہ ملکہ زرین پوش نہین نادان تو یہ جادو کی تصویر ہے پہلے اسی کو شام احمر جادو نے تیرے پاس ملکہ کی
شکل بنا کر بھیجا تھا اور اسی کے ہاتھ سے جادو کی شراب کا پیالہ پلوا کر تجھے چاہ آتشین مین ڈلوایا تھا اس مہرے کی
بدولت تو جیتا بچا اور یہ صورتین جو تیرے پاس آتی ہین صرف جادو کی ہین اسم اعظم پڑھ اگر ملکہ زرین پوش ہے
تو بیٹھی رہیگی اور اگر جادو کی تصویر ہے تو جل جائیگی حاتم نے اُنکے قدم چوم لیے اور تالاب سے
مُنھ ہاتھ دھو کر کلی کر کے جونہین اسم اعظم پڑھنا شروع کیا وہین اُس جماعت کا رنگ متغیر ہونے لگا اور بدن
تھرتھرانے لگا اور ملکہ کی تصویر بھی کانپنے لگی آخر ہر ایک کے سر پر ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ شمع کی طرح جلنے لگین
ایکدم کے بعد سب کی سب جل کر راکھ ہو گئین حاتم افسوس کرنے لگا کہ یہ تصویر ہی مجکو غنیمت تھی اُسکی جگہ اسکو دیکھکر
اپنے دل بیقرار کو تسکین دیتا تھا اب کس طرح سے صبر کرونگا اور کیونکر جی کو تھامونگا رونے کے سوا کچھ چارہ نہین
آخر بے اختیار زار زار رونے لگا اتنے مین یہ خبر شام احمر جادو کو پہونچی کہ وہ سب صورتین جادو کی جل کر خاک ہو گئین اُس بات کے
سنتے ہی اُسنے جادو کے زور سے شیطان کو بلوایا اور نہایت تعظیم و تکریم کر کے اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ مین حاتم کے ہاتھ سے

نہایت عاجز ہون کچھ بن نہین پڑتی کیا کرون ابلیس نے کہا اے شاہ احمر ابھی اسکی عمر بہت باقی ہے وہ کب
کسی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اور کب کسی کا فریب کھاتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو اپنی بیٹی اُس سے بیاہ دے وہ بولا
کہ جب تک مین جیتا ہون یہ کام ہرگز نہ کرونگا ابلیس نے کہا یہی بات اگر تیرے دل مین تھی تو مجھے کیون تکلیف دی
وہ بولا کہ اُسنے بہت سی ہماری صورتین جلا کر خاک کر دی ہین اس بات کا امیدوار ہون کہ تو اپنی دستگیری سے
اسم اعظم کو اُسکے دل سے بھلا دے اُسنے کہا کہ مین اس جگہ کچھ کر نہین سکتا کیونکہ حضرت خواجہ خضر اُسکی
حفاظت اور مدد کے واسطے حق تعالی کی طرف سے معین ہوے ہین وہ اسم اعظم نہین بھولنے کا اور مجکو اتنی
قدرت نہین جو اُسکے دل سے بھلا دون مگر اتنا ہو سکتا ہے وہ غافل ہو جائے اور محتلم ہو یہ بات سُنتے ہی احمر جادو بہت
خوش ہوا اور اُسکے پانون پر گر پڑا شیطان دلاسا دیکر غائب ہو گیا اور حاتم کو غفلت مین ڈالکر محتلم کر دیا وہ
گھبرا کر چونک پڑا اور آپ کو ناپاک دیکھکر غسل کا قصد کیا جادوگر گھات مین لگ ہی رہا تھا قابو پا کر منتر پڑھنے لگا پھر دیو سیاہ
زمین سے پیدا ہوا اور حاتم کی طرف دوڑا حاتم کو احتلام کا وسوسہ تھا ڈرا کہ اس سے کیونکر لڑون یقین ہے کہ اب
مارا جاؤن اتنے مین دیو آ پہونچا اور اُسکو پکڑ کر شاہ احمر جادو کے پاس لیگیا وہ اُسے دیکھکر بولا کہ اسکو مارنا
صلاح نہین کیونکہ وہ مہرہ ضائع ہوگا جب تک کہ یہ اپنی خوشی سے نہ دے طوق و زنجیر پہنا کر دو بھاری ستونون مین
کس دو پھر اسکا سر اور منھ کھلا رہے چنانچہ اُسکے فرمانبردارون نے وہی کیا حاتم آپ کو گرفتار دیکھکر خدا کی درگاہ
مین گریہ و زاری کرنے لگا کہ الٰہی تیرے سوا اسوقت کوئی مددگار نہین اور شاہ احمر جادو نے اپنے جادوگرون سے
کہا کہ تم سب اسکے گرد بیٹھو اور چوکی دو وہ اُسکا کہنا بجا لائے غرض سات رات دن یونہی گذر گئے حاتم بھوک
پیاس سے نہایت بیقرار ہوا اتنے مین شاہ احمر جادو آیا اور کہنے لگا کہ اے حاتم کیا احوال ہے اُسنے جواب دیا
تب جادوگر نے کہا کہ اگر مہرہ مجھے دے تو مین تجھے چھوڑ دون حاتم بولا کہ تو اپنی بیٹی میرے ساتھ بیاہ دے تو ابھی تیار ہون
اس بات کو سُنکر وہ نہایت غضبناک ہوا اور اپنی مسند سے اُٹھکر جادوگرون کو ارشاد کیا کہ تم اُسکے سر پر پتھرون کا
مینہ برساؤ تاکہ اسکا سر پاش پاش ہو جائے جادوگر پتھر ہاتھون مین لیکر حاتم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ
اپنی جان پر رحم کر اور مہرہ دے ڈال نہین تو تیرے سر کو پتھرون سے پھوڑ ڈالینگے بھیجا نکل پڑیگا حاتم نے جواب
دیا کہ انشاء اللہ تعالےٰ مین تمھارے سردارون کو مارونگا اور اُسکی بیٹی کو اپنی خدمت مین لونگا یہ بات سُنکر
وہ جادوگر غصے ہوے اور پتھرون کا مینہ برسانے لگے اور یہان تک برسایا کہ حاتم اُن پتھرون مین چھپ گیا
اور وہان ایک پہاڑ سا ہو گیا تب جادوگرون نے اپنے سردار سے جا کر کہا کہ حاتم مر گیا اُسنے کہا غلط کہتے ہو
وہ اب تک جیتا ہے انھون نے عرض کی کہ اگر آہنی تن ہوتا تو بھی خاک سیاہ ہو جاتا یہ تو آدمی
تھا کیونکر بچا احمر جادو نے کہا کہ اگر تمکو باور نہین تو پتھرون کو سرکا کر دیکھو تو کچھ آسیب بھی نہین پہونچا

جادوگرون نے پتھرون کو سرکا کر جو دیکھا تو اُسکو سلامت پایا جھنجھلا کر پھر یہان تک پتھر برسائے کہ اُس پہاڑ سے
دونا ہو گیا پھر پتھرون کو سرکا کر جو دیکھا تو اُسے کچھ ضرر نہ پہونچا تھا غرض سات روز اسی طرح گذر گئے تب احمر جادو نے ناچار
ہو کر اُسنے کہا کہ تم ہر روز اسی طرح پتھراؤ کرو اور آپ محل مین جا کر منتر پڑھنے مین مشغول ہوا جب حاتم بھوک پیاس سے
عاجز ہو کر مرنے لگا تب اُن چوکیدارون سے کہا کہ اے یارو تمنے اس مہرے کا خواص دیکھا یہ ایسا ہے کہ جسکے باعث سے
نہین آگ مین جلا نہ پتھرون سے موا اب جو کوئی مجکو یہان سے اُس تالاب پر لیجائیگا یہ مہرہ مین اُسی کو دونگا اُنھون نے
کہا کہ ہمین تیرا مہرہ ہرگز درکار نہین مگر ایک لالچی نے کن انکھیون سے اشارہ کیا کہ مین تجکو اُس تالاب پر لیجاؤنگا
ذرا رات ہونے دے حاتم نے بھی اشارت سے کہا یہ مہرہ تجھی کو دونگا جب آدھی رات ہوگئی سب کے سب سو گئے
مگر وہی چوکیدار اُس مہرے کے لالچ سے جاگتا تھا ایکدم کے بعد چپکے سے اُٹھکر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر
کہے تو مین تجھے اُس چشمے پر لے چلون حاتم نے کہا کہ مجکو ہلنے کی تاب و طاقت نہین چلنا تو ایک طرف ان
پتھرون سے کیونکر نکلون اُسنے کہا کہ مین اپنے جادو کے زور سے نکال لیتا ہون اندیشہ نکر یہ کہکر افسون پڑھنے لگا
اتنے مین ایک کالا دیو پیدا ہوا وہین اُن دونون کو اُس تالاب پر پہونچا کے غائب ہوگیا حاتم نے پہلے کپڑے دھوئے
پھر نہا کر بدن پاک کیا اور تھوڑا سا پانی پیکر چشمے سے باہر نکلا کپڑے پہنے تب جادوگر نے کہا اے حاتم مین نے تجکو
اُس مہرے کے لالچ سے اُن پتھرون سے نکالا اور اس تالاب پر بخوبی پہونچایا اب تجکو بھی لازم ہے کہ اپنا وعدہ
وفا کرے اور مہرہ مجھے دے حاتم نے کہا اے عزیز تو نے میرے ساتھ نیکی کی مین بھی سلوک کرونگا چنانچہ جسوقت
شاہ احمر کو مارونگا یہان کی بادشاہت تجھی کو دونگا اُسنے کہا کہ اے حاتم مہرے کے سوا کوئی چیز جہان کی مجھے
درکار نہین اگر دینا ہے تو وہی دے حاتم نے کہا یہ مہرہ میرے ایک دوست کی نشانی ہے تجھے کسطرح دون اور تو جو مہرہ مانگتا ہے
کس کام کے لیے اور کسکے واسطے اُسنے کہا کہ مین اپنے لیے چاہتا ہون حاتم نے کہا اے نادان بیوقوف اگر تو
خدا کے واسطے مانگتا مین ابھی تیرے حوالے کر دیتا اُسنے کہا کہ میرا خدا جادو کملاق شاہ احمر کا اُستاد ہے تیرے خدا کے واسطے
کیون مانگون حاتم نے کہا اے کافر تو بندۂ خدا کو خدا کہتا ہے چل دور ہو میرے سامنے سے معلوم ہوا کہ تو خدا کو
نہین پہچانتا اب مجکو یقین ہوا کہ تو کٹّا کافر ہے خیر کیا کرون ناچار ہون کہ تو نے مجھپر احسان کیا ہے اور نیکی کا بدلا بدی
نہین نہین تو اپنے کئے کی سزا پاتا وہ بولا کہ مجکو تجھسے مہرہ لینا کچھ مشکل نہین اگر آپ سے دیتا ہے تو تیری جان بچتی ہے
نہین تو یہان تک غوطے اس چشمے مین دونگا کہ تیرا جی نکل جائیگا حاتم بولا کہ اے ملعون بس زیادہ نہ بک چل دور
ہو میرے سامنے سے یہ مہرا میرا مال ہے تو زبردستی کیونکر لے سکیگا لیکن جو تو نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے البتہ یہ
الک تجھی کو دونگا سو بھی اس شرط پر کہ تو نیکی پر کمر باندھے اور خدا کو ایک جانے جادوگرنا چھوڑ دے یہ
بات کو سُنکر وہ غصے ہو کر افسون پڑھنے لگا اور حاتم نے اسم اعظم شروع کیا غرض ہر چند اُسنے منتر پڑھ پڑھکر پھونکا

مگر کچھ اثر نہوا بلکہ اسم اعظم کی برکت سے وہ آپ ہی آپ کانپ کے حاتم کے آگے سے بھاگ کر اپنے رفیقون مین آیا
اور جان کی دہشت سے چپکا سو رہا کہ اطلاع نہو اور حاتم اُسی شیشے پر بیٹھا اسم اعظم پڑھا کیا اتنے مین فجر ہو گئی سب
چوکیدار جاگے ستون کو خالی دیکھا حاتم کو نپایا ڈرے کہ اب شام احمر ہمکو جیتا نہ چھوڑیگا ناچار سر بر خاک ڈالتے
ہوئے آپ ہی اُسکے آگے آئے اور کہنے لگے کہ خداوند حاتم غائب ہو گیا وہ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی غضب
ہوا اور اپنے علم نجوم سے دریافت کر کے کہنے لگا کہ حاتم اُسی تالاب پر بیٹھا ہی اور سرتک چوکیدار نے مہرے
کے لالچ سے اسکو وہان پہونچا دیا ہی بس اب تم مین کوئی جاوے اور سرتک کو میرے سامنے لے آئے مین
اُسے جیتا نہ چھوڑونگا وہ اُسکے حکم کے موافق سرتک کو پکڑنے گئے وہ اپنی عیاری سے اس بات کو دریافت
کر کے بھاگا اور حاتم کے پاس جا کر کہنے لگا کہ اے حاتم تیرے سبب سے میری جان جاتی ہی باوجود اسکے مین نے
تجھسے بدی نہین کی بلکہ نیکی کی کہ قید شدید سے چھڑایا ایک تو مہرا ہاتھ نہ لگا دوسرے جان کا خطرہ ہوا حاتم
اُسکے احسان پر نظر کر کے شرمندہ ہوا اور خاطرداری کر کے کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ کچھ اندیشہ نہین جب شام احمر
نے دیکھا کہ سرتک بھاگ گیا منتر پڑھنے لگا اتنے مین سرتک کو اک شعلہ آگ کا دکھائی دیا چلایا اور پکارا کہ اے حاتم مجھکو
بچا نہین تو جل کر خاک ہو جاؤنگا اُسنے اسم اعظم پڑھکر اُسپر دم کیا شعلہ بجھ گیا پھر اُس سے کہا کہ تو
میرے پیچھے آ کر کھڑا ہو رہ کچھ فکر نہ کر سرتک نے کہا اے حاتم اب مین تیرا ہوا مجھکو شام احمر کے جادو سے بچا
حاتم نے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ اُسکی کیا قدرت ہی جو تیرا کچھ کر سکے یہ کہکر حاتم کھڑا ہوا اور اسم اعظم پڑھتا ہوا
شام احمر کی طرف چلا اور سرتک بھی اُسکے ساتھ ہو لیا جب احمر جادو نے اپنے علم سے دریافت کیا
کہ حاتم اور سرتک ادھر چلے آتے ہین اپنا تمام لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر نکلا اور سحر پڑھنے لگا
کہ یکایک گھٹا اور بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگے یہ حالت دیکھکر سرتک بید کی طرح لرزنے لگا اور کہا کہ یہ جو
نظر آتا ہی جادو ہی اے حاتم خبردار ہو اُسنے اسم اعظم پڑھکر آسمان کی طرف پھونک دیا وہ سب آفتین
اُسکے لشکر پر پڑین یہ کیفیت دیکھکر احمر جادوگر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم بھی بڑا ہی جادوگر ہی کہ جسکے
جادو نے ہمارے بھی سحر کو رد کیا ہی اب کیا کیجیے اتنے مین ایک سحر اُسے پھر یاد آیا پڑھنے لگا کہ ایک پہاڑ زمین سے
بلند ہوا جب حاتم کے سر تک پہونچا سرتک پکارا کہ اے حاتم ہوشیار ہو یہ دوسرا سحر ہی حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم
کیا وہ پہاڑ سنگریزے ہو کے اُنھین کے سر پر گر پڑا چار ہزار جادوگر واصل جہنم ہوئے اور ایک بڑا سا پتھر شام احمر کے
سر پر آیا وہ اپنے جادو کے زور سے بچ گیا اور وہ پتھر کسی جنگل مین جا کر گر پڑا حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا آگے بڑھا
شام احمر جادو نے جو دیکھا کہ حاتم بے خطرہ چلا آتا ہی اور تردد یہ ہی کہ مجھ تک آ پہونچے پھر ایک افسون پڑھکر پھونکا
چارون طرف سے چار اژدہے پیدا ہوئے لیکن اُسی کے لشکر پر جا کر گر پڑے اور نگل گئے مگر تین شخص باقی رہے شام احمر نے

پھر منتر پڑھکر پھونکا اژدہون نے نگلے ہوؤن کو اُگل دیا اور آپ بھرے یہ حالت دیکھکر تین ہزار جادوگر جان کے خوف سے
بھاگے احمر جادو نے ہرچند پکار پکار کر کہا کہ نہ جاؤ اور دلاسا دیا مگر کسی نے نہ سُنا جب شام احمر نے دیکھا کہ کوئی جادوگر
نہین ٹھہرتا ایک جادو ایسا پڑھا کہ وہ سب میدان مین درخت ہوگئے اور آپ اکیلا حاتم کے روبرو آکے سحر پڑھ پڑھکر
پھونکنے لگا جب دیکھا کہ کوئی منتر حاتم پر اثر نہین کرتا ایک منتر پڑھکر آسمان کی طرف ہوا ہوگیا حاتم نے جو دیکھا کہ شام احمر جادو
نکل کر اُڑا اور نظر وان سے غائب ہوگیا متفکر ہوا کہ اب کیا کیجیے سرتک بولا کہ اب وہ اپنے استاد کملاق جادو کے پاس گیا ہی اور وہ ایسا
جادوگر ہی کہ جسنے ایک آسمان چاند سورج ستارون سمیت بنایا ہی اور ایک پہاڑ کے نیچے شہر عظیم بسایا ہی کہ چالیس ہزار جادوگر
اُسمین رہتے ہین اور وہ کہا کرتا ہی کہ مین نے تمکو پیدا کیا ہی خاک پڑے اُسکے منھ مین کہ خدائی دعوی کرتا ہی اور ہم برس مین ایکبار
اُسکی خدمت مین جاتے ہین وہ کافر سخت ساحر ہی اور اُسکا مکان یہان سے تین سو کوس پر ہی حاتم نے کہا توبہ کر خدا واحد ہی
اُسکا کوئی شریک نہین اُسنے ہر شے کو پیدا کیا ہی اور وہ کسی سے پیدا نہین ہوا الوہیت نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین نہ
وہ نگین چمکتا ہی ہر رنگ مین * سرتک نے یہ کلمہ سُنکر کہا آمنا وصدقنا مین نے اسم اعظم کی برکت دیکھی اب اعتقاد جادوگرون سے
بالکل اُٹھ گیا حاتم نے اُسکی تسلی کی اور کہا کہ مین آپ کوہ کملاق پر جایا چاہتا ہون سرتک نے عرض کی جو آپ کی خوشی ہو
مین بھی غلامی مین حاضر ہون اور یہ درخت جو نظر آتے ہین شام احمر کے لشکر کے لوگ ہین یقین ہی کہ یہ قیامت تک
یون ہی رہین کہ وہ اُنکو جادو سے درخت بنا گیا ہی اگر تمسے ہوسکے تو اُنکو صورت اصلی پر لا کے اپنے ساتھ لیچلو اس
بات کے سنتے ہی حاتم نے تھوڑا سا پانی پڑھکر سرتک کو دیکر کہا کہ اس پانی کو اخیر بسم اللہ کرکے چھڑک دے اور
قدرت آلہی کا تماشا دیکھے غرض وہ اُس پانی کو لیکر گیا اور اُن درختون پر چھڑکنے لگا خدا کے فضل سے اور
اُس اسم اعظم کی برکت سے وہ سب کے سب اپنی صورت اصلی پر آگئے اور سرتک سے پوچھنے لگے کہ ای سرتک شام احمر جادوگر
کہان ہی اُسنے کہا کہ وہ تم سب کو اپنے جادو سے درخت بناکر کملاق کے پاس بھاگ گیا اب حاتم نے تمھین اسم اعظم پڑھکر پھر آدمی
کیا ہی تم اپنا احوال بیان کرو کیونکر تھے اُنھون نے کہا کہ یہین پر کھڑے تھے طاقت چلنے پھرنے بولنے کی نرکھتے تھے اور بند بند
درد کرتا تھا اب اس جوانمرد کی توجہ سے اچھے ہوئے اور نجات پائی حق تو یہ ہی کہ عجب جوانمرد خدا ترس اور صاحب اقبال
و زور آور ہی جو شام احمر جادوگر پر غالب آیا یہ گفتگو آپسمین کرکے متفق ہوکر حاتم کے پاس آئے اور پانوؤن پر
گرکے کہنے لگے کہ ای حاتم آجتک ہم شام احمر کے بندون مین تھے آج سے ہم تیرے غلامون مین داخل ہوئے کہ تو نے ہم پر بڑا احسان
کیا خدا تجکو اسکی جزائے خیر دے یہ بات سُنکر حاتم نے پھر اخیر اسم اعظم پڑھکر پھونکا کہ اُنمین جادو کا اثر جسقدر باقی تھا جاتا رہا جیسے
تھے ویسے ہوگئے اور حاتم سے کہنے لگے کہ ای خداوند اب کہان جانے کا ارادہ رکھتے ہو حاتم نے کہا کہ ای یارو مجھے شام احمر
جادوگر سے کچھ کام ہی جب تک وہ میرے ہاتھ نہین آتا مین کچھ کام نہ کرونگا چنانچہ اُسکی بیٹی سے بیاہ کیا
چاہتا ہون اگر اُسنے خوشی بخوشی بیاہ دی تو بہتر نہین تو جیتا نہ چھوڑونگا اُنھون نے کہا کہ اُسکی بیٹی تم نے کہان

دیکھی ہو جو ایسے فریفتہ ہو گئے حاتم نے تمام ماجرا عشق کا اول سے آخر تک بیان کر کے کہا کہ مین صرف اُسی کی آرزو اور
اُسی کے ملنے کی جستجو مین رنج و محنت کھینچتا ہوا یہان تک آپہونچا ہون اور شام احمر نے جو مجھپر ظلم کیا کیا کہون نہ زبان
کو قدرت کہ تقریر کرے نہ قلم کو طاقت جو تحریر کرے احسان ہو خدا کا کہ جسنے مجھ سے ضعیف کو ایسے زبردست پر
فتحیاب کیا اگرچہ وہ یہان سے بھاگا اور اپنے اُستاد پاس گیا ہو لیکن اُس سے کیا ہو سکتا ہو انشاء اللہ تعالی اب مین اُسکو
اُسکے اُستاد سمیت مارونگا اور نام و نشان اُن دونون کا اس صفحۂ عالم سے مٹا دونگا اُنھون نے عرض کی
کہ خداوند کملاق بڑا جادوگر ہو اور اُسکا زیر کرنا نہایت مشکل ہو حاتم نے کہا ای یارو ہمت نہ ہارو اور اگر کچھ تماشا
دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چلو نہیں تو یہین آرام کرو مین جانون اور کملاق اور شام احمر جادو جانے اُنھون نے
عرض کی کہ آپ نے ہمپر احسان کیا ہو یہ بات مروت سے بعید ہو جو ہم تمکو تنہا جانے دین بہتر یہی ہو کہ ہم بھی
ہمراہ رکاب چلین بالفرض اگر وہ غالب ہوا تو ہم بھی تمہارے ساتھ پھر آئینگے اور تم جہان جاؤگے ہم بھی ساتھ
چلینگے یہان ہمارا کیا کام ہو وہ ہمین ہرگز نہ چھوڑیگا غرض حاتم نے سب جادوگرون سمیت کوہ کملاق کا رستہ
لیا تھوڑی دور جا کر اُنھون نے کہا حضرت سلامت احمر جادو یہان سے ایک دن مین ہم سب کو لیکر اُس پہاڑ
پر جا پہونچا تھا حاتم نے جواب دیا کہ سچ ہو وہ جادوگر تھا اپنے جادو کے زور سے اس راہ دور دراز کو طے جلد طے
کرتا تھا اُنھون نے عرض کی خداوندا اگر آپ جادوگر نہین تو ایسے ساحر پر کیونکر غالب ہوئے ہو کیونکہ وہ ایسا جادوگر ہو کہ پہاڑ کو
موم اور موم کو پتھر کر دیتا ہو اتنے مین سرنگ بولا کہ ای نادانو مین نے اپنی آنکھون سے اسکا تماشا دیکھا ہو یہ بھی
ایک دم مین وہان جا سکتا ہو اور کملاق اور احمر کو اپنی اطاعت مین لا سکتا ہو اگر چاہے تو اُنکو مار ڈالے تم نہین سمجھتے
ہو اسکو تائید خدا ہو پھر حاتم نے کہا ای عزیزو مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ اثر کرے وہان جادو کا کیا بس چلے دیکھیے
اس اسم اعظم کے اثر سے وہ جل کر خاک ہو جائینگے پھر وہ سب کے سب حاتم کے ساتھ اُس تالاب پر پہونچے کہ پہلی منزل تھی پر
یہ معلوم نہ تھا کہ احمر جادو اسی راہ سے گذرا ہو اور اس تالاب پر بھی سحر پڑھ گیا ہو بے تحاشا سبھون نے پانی پی لیا پیتے ہی اُنکی
ناکون سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران ہو گیا پر اُنسے جدا ہوتا تھا اس سے کہ بیچارے میرے ساتھ آئے پھر
اُنکو اکیلا کیونکر چھوڑون اور اُس پانی مین کیا بلا تھی کہ جسکے پینے سے اُنکی یہ حالت ہوئی القصہ تمام رات گذر گئی حاتم پیاسا
رہا مگر پانی کا ایک قطرہ بھی اُسنے نہ پیا جب صبح ہوئی وہ سب کے سب مشک کی طرح پھول گئے حاتم اُنکی حالت دیکھکر ہاتھ ملتا تھا
اور روتا تھا لیکن یہ نہ سمجھا تھا کہ شام احمر جادو نے اس پانی پر جادو کیا ہو آخر اُنکی زندگی سے ناامید ہوا دو دین
خیال گذرا کہ شاید اسم اعظم کی برکت سے وہ بیچارے اچھے ہو جائین اور اُنکی جانین بچین یہ اندیشہ کر کے وہی اسم مبارک
پڑھ کر اُنپر پھونکا اُنکی سوجن پہلے ہی مرتبہ مین اُتر گئی دوسری دفعہ پھر پڑھ کر دم کیا تب اُنکی ناکون سے
نیلا پانی جاری ہوا غرض تیسری بار اپنی حالت اصلی پر آگئے اور حاتم کو دعائین دیکر تعریفین کرنے لگے

تب حاتم نے پوچھا کہ اوپار ویکیا باعث ہو وہ بولے کہ خداوند ہمکو یون معلوم ہوتا ہو کہ شام احمر جادو
اس تالاب پر بھی جادو کر گیا ہو حاتم نے اُسپر بھی اسم اعظم پڑھکر پھونکا پہلے وہ جوش مین آیا پھر سُرخ ہوکر سبز ہوتے ہی
نیلا ہوگیا ایک دم کے بعد صاف ہوا اور اپنی اصلی رنگت پر آگیا حاتم نے جانا کہ اب اس تالاب سے جادو کا اثر جاچکا ہی
تھوڑا سا پانی آپ پیا اور سب کو فرمایا کہ پانی پیو اور نہالو تاکہ سحر کی حرارت اسم اعظم کے سبب تمھارے بدنون سے جاتی
رہے انھون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور اعتقاد دلا کر کہنے لگے خداوند ہم تمھارے ساتھ ہو کر شام احمر اور کملاق سے لڑینگے اسی قصد پر آگے
بڑھے اور شام احمر جو وہان سے بھاگا تو کملاق ہی کی ڈیوڑھی پر کھڑا ہوا چوبدارون نے جاکر عرض کی خداوند شام احمر جادوگر بیچارہ بدحال
نہایت پریشان حال در دولت پر کھڑا ہی کملاق نے اُسکو اندر بُلا کر گلے لگا لیا اور پوچھا کہ تجھپر کیا حادثہ پڑا ہی جو اس
حال سے یہان آیا ہی اُسنے عرض کی کہ میرے پہاڑ پر حاتم نام ایک جوان بڑا جادوگر کہین سے آیا ہی اُسنے مجھے
ان حالون کو پہونچایا ہی کملاق یہ حال سنکر آگ بگولا ہوگیا اور کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ مین اُسکو بھی جو میچکر کے
تیرے حوالے کرتا ہون غرض اُسکی تسلی کرکے ایک منتر پڑھا اور اپنے پہاڑ کی طرف پھونکا وہین ایک آگ نمودار ہوئی
اور جلتے کی صورت ہوکر اُس پہاڑ کو گھیر لیا حاتم بھی دو چار روز کے بعد کملاق کی حد مین جا پہونچا رفیقون نے عرض کی
قبلۂ عالم کوہ کملاق یہی ہی لیکن اُسکے گرد جو آگ شعلہ زن ہی شاید جادو کا سبب ہی حاتم ٹھہر گیا اور اسم اعظم
پڑھکر اُس پہاڑ کی طرف دم کیا آگ بالکل بُجھ گئی یہ خبر کملاق جادوگر کو پہونچی اُسنے پھر ایک جادو ایسا کیا جسکے زور سے
اُس پہاڑ کے گرد ایک دریاے عظیم پیدا ہوا اور موج مارتا ہوا حاتم کی طرف بڑھا سبھون نے التماس کیا
خداوند یہ دریا جادو کا ہی اب ہم اسمین بے اجل ڈوبے بچتے نظر نہین آتے حاتم نے کہا نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو یہ
کہکر پھر اسم اعظم پڑھکر پھونکا وہ دریا ہوا ہوگیا اور زمین خشک نظر آئی جادوگرون نے دریافت کیا کہ کوئی سحر
اس جوان پر کارگر نہین ہوتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی استنے مین کملاق نے ایک اور منتر پڑھا اُسکے پڑھتے ہی دس دس
پانچ پانچ من کے پتھر پڑنے لگے غرض اسقدر برسے کہ اُس پہاڑ کے گرد ایک اور پہاڑ ہوگیا اور وہ نظر آنے سے
رہگیا اس حال کو ملاحظہ کرکے حاتم بیٹھا اور اسم اعظم پڑھنے لگا اُسکی برکت سے ایک ایسی ہوا چلی کہ اُن پتھرون کو
اُڑا لیگئی کوہ کملاق نظر آنے لگا حاتم آگے بڑھا کملاق جادو نے پھر ایک ایسا افسون پڑھا کہ وہ پہاڑ حاتم کے
ہمراہیون کی نظرون سے غائب ہوگیا تب اُنھون نے عرض کی خداوند اس پہاڑ کو کملاق نے جادو کے سبب سے
چھپایا ہی یہ سنکر حاتم وہین بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھ پڑھکر پھونکنے لگا فضل الٰہی سے دو تین روز کے بعد وہ پہاڑ پھر نظر آیا حاتم اُٹھ کھڑا ہوا
اور ساتھیون سمیت اُسپر چڑھ گیا وہان کے جادوگرون نے اُسکو دیکھتے ہی غل مچایا کہ یہ جوان صحیح و سلامت
یہان آپہونچا تب کملاق شام احمر جادوگر سمیت اُس آسمان پر جو اُس پہاڑ سے تین ہزار گز بلند تھا چڑھ گیا
اور اپنے لشکر کو بھی چڑھا لیا حاتم نے جو دیکھا کہ اب سامنا کرنے والا کوئی نہ رہا بے خوف و خطر شہر مین داخل ہوا کیا دیکھتا ہی

کہ ایک شہر بہت بڑا عالی شان اور اسکی عمارت عجیب اور ہر مکان پاکیزہ دکانین ستھری صاف دو رستہ کشادہ
انمین ہر طرح کی جنس رکھی اور قسم قسم کے جواہر جگمگا رہے ہین اور انواع اور اقسام کے میوے اور مٹھائیون سے دھرے
معمور قرینے سے جا بجا چنے ہوے پر آدمی کا کہین نام تھا حاتم نے یہ تماشا دیکھا اپنے لوگون سے کہا کہ یہان کے رہنے والے
کیا ہوئے انھون نے کہا خداوند کملاق آپ کے ڈر سے ان سبھون کو لیکے اسی آسمان پر گیا ہی جو اسنے بنایا ہی
حاتم اس بات کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ اب تم کیون بھوکے مرتے ہو خدا نے نعمتین دی ہین انکو مزے سے چکھو اور سجدہ شکر
جناب الٰہی مین بجا لاؤ وہ بھوکے تو تھے ہی بے اختیار کھانے لگے جب کھا چکے سوج کر دم بہ دم ہو گئے اور ہر ایک کی ناک سے
لہو ٹپکنے لگا حاتم نے معلوم کیا کہ وہ کمبخت ان نعمتون پر بھی جادو کر گیا ہی یہ سمجھکر تھوڑا سا پانی منگوایا اور اسپر
اسم اعظم پڑھکر ہر ایک کو پلا دیا وہین سحر کا اثر جاتا رہا وہ اچھے ہو گئے پھر حاتم نے اسم اعظم ہر ایک چیز پر پھونک کر
کہا کہ اب شوق سے کھاؤ کہ جادو کا عمل باطل ہو گیا تب انھون نے جمعی سے پیٹ بھر کر کھایا پھر حاتم نے پوچھا کہ جادو کا
آسمان کہان ہی انھون نے عرض کی وہ اس زمین پر گنبد کے مانند نظر آتا ہی حاتم اسطرف متوجہ ہوا اور اسم اعظم
پڑھ پڑھکر پھونکنے لگا آخر وہ گنبد بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پہاڑ پر گر پڑا اور بہت سے جادوگر واصل جہنم ہوے
مگر کملاق و شام احمر بچکر پہاڑ پر گر پڑے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا انکے پیچھے پیچھے چلا
آخر وہ دونون گھبرا کے پہاڑ سے گرے اور پاش پاش ہو گئے حاتم بہت سا شاد ہوا اور سجدہ شکر بجا لایا پھر
سرتک سے کہنے لگا کہ مین نے تجھسے وعدہ کیا تھا کہ جب کملاق کو مارونگا تجھکو اسکے ملک کا بادشاہ کرونگا اب
یہ ملک تجھکو دیتا ہون اور اپنا وعدہ وفا کرتا ہون بشرطیکہ تو خدا کو ایک جانے اسکی پرستش کرے اور کسی بندہ خدا کو دکھ نہ دے
عدل و انصاف مین دن رات مشغول رہے یہ کہکر پھر ان سب جادوگرون سے بھی کہا کہ تم سرتک کی ہمراہی قبول کرو
اور یاد الٰہی مین رہو اور آپ کو بندہ خدا سمجھو اور اگر ان باتون کے خلاف کروگے تو اپنی سزا کو پہونچوگے اور اب
مین ملکہ زرین پوش کے پاس جاتا ہون تم سب یہان آپس مین اتفاق سے خوش و خرم رہو انھون نے کہا کہ خوشی
تو ہماری یہی ہی کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلین لیکن حکم سے باہر نہین ہو سکتے غرض حاتم نے انکو وہین چھوڑا اور آپ
ملکہ زرین پوش کے مقام کی طرف روانہ ہوا چند روز مین وہان جا پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ نہ وہ تالاب ہی نہ وہ پانی ہی مگر
وہ درخت اسی طرح ہرا بھرا کھڑا ہی مگر اس تالاب کی جگہ ایک شیش محل نہایت عالی شان جگمگا رہا ہی جب حاتم
اسکے دروازے پر جا کر کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین سب کی سب اپنی اپنی جگہ کھڑی ہین یہ انکو دیکھکر خوش ہوا
اور وہ اسکے پاس آکر پوچھنے لگین کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسنے کہا کہ مین وہی شخص ہون جو تمھارے
ساتھ اس درخت پر لٹکتا تھا اب میری طرف سے ملکہ کی خدمت مین سلام شوق کہو انمین سے
ایک دوڑ کر شہزادی کے پاس گئی اور عرض کرنے لگی کہ اے شہزادی حاتم نام ایک جوان جو ہم مین لٹکا ہوا تھا

اب اچھا ہوکر آیا ہے اُسنے سنتے ہی سرنیچا کر لیا ایک دم کے بعد سر اُٹھا کر کہا کہ اب تک وہ کہان تھا شاید کوہ احمر کو
گیا تھا جاؤ جلد دریافت کرو وہ خواص پھر آئی اور حاتم سے پوچھنے لگی کہ ای حاتم کچھ کوہ احمر کے احوال سے واقف ہو
تو بیان کرو اُسنے کہا کہ ملکۂ زرین پوش کا باپ کافر تھا اپنے اعمالون کے باعث سے مارا گیا اور جہنم مین پہونچا تنا
تجھسے کہا اور باقی ملکہ سے کہنا اُس نازنین نے حضور مین جا کر یون ہی عرض کی بادشاہزادی سنتے ہی آنسو بھر لائی
کہ وہ نازنین تسلی دے دے کر التماس کرنے لگی کہ ای شاہزادی ایسے بُرے باپ کے واسطے غم کھانا اور رونا عبث ہے
اُسنے اپنے فعل بد کی سزا پائی اور ہم تم اُس قید شدید سے چھوٹے لازم ہے کہ اب اُس جوان کو محل مین بلوا کر
بخوبی ملاقات کرو اس بات کو سنکر غیب سا بناؤ سنگار کیا اور تخت مرصع پر آئی وادا سے آکر بیٹھی پھر ایک خواص
و ناز سے کہا کہ اچھا اُسکو وہین ایک سہیلی دوڑی اور اُسکو بُلا لائی اُسکی نظر ملکہ پر پڑی بے ہوش ہو گیا اور
وہ بھی جھجک سی رہگئی ایک دم کے بعد آپکو سنبھال کر تخت پر سے اُٹھی ہاتھ مین گلاب کا شیشہ لیکر حاتم کے
پاس آئی اور گلاب اُسکے منھ پر چھڑکا حاتم ہوش مین آیا اور اُس رشک گلشن خوبی کو اپنے سرہانے دیکھکر باغ باغ
ہوگیا غرض بادشاہزادی تخت مرصع پر آ بیٹھی اور حاتم کو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر بٹھا کر اپنے باپ کا احوال پوچھنے لگی
حاتم نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین نے تیرے واسطے اسقدر رنج کھینچے اور دُکھ سہے اب تجھکو بھی لازم ہے کہ میری
محنت کی داد دے اور اپنی مہربانی اور دوستی سے میری مصیبتون کو راحت سے بدلے اور اس نا امیدی کی امید
بر لاوے اس بات کو سنکر وہ سرنگون ہو رہی اتنے مین سہیلیون نے کہا کہ بی بی حاتم بھی یمن کا شہزادہ ہے تمہارے
نصیب اچھے تھے جو یہ خود بخود یہان آیا تم جو اس سے اپنی شادی کرو گی ہر طرح سے نام آوری اور بہتری ہے
اور اپنے باپ کے مرنے کا غم نکرو وہ کمبخت جادوگر خوب ہوا جو موا تمام جہان کا فساد مٹا اب سرانجام شادی کا
کیا چاہیے بادشاہزادی شرما کر تخت سے اُٹھی اور محل مین چلی گئی مصاحبین اُسکی شادی کی طیاری کرنے لگین
سات روز تک ناچ راگ کی صحبت رہی آٹھوین دن نوین شب حاتم نے اپنے جد و آبا کی رسمون کے موافق شہزادی سے
نکاح کیا اور خوابگاہ مین لیجا کر ہمکنار ہوا چاہتا تھا کہ ہم بستر ہو اور شربت وصال پیے کہ منیر شامی شہزادے کا
حال یاد آیا خوف الٰہی دل مین لایا بید کی طرح کانپنے لگا جلد ملکہ سے الگ ہوگیا بادشاہزادی حیران ہو گئی کہ اسنے
مجھ مین ایسا کیا عیب دیکھا کہ عین وصل مین جدا ہوگیا اس سے کیونکر پوچھون یہ سوچکر چُپ سی رہگئی جب اُسنے
اس آئینہ رو کو گرداب حیرت مین غرق دیکھا کہا ای راحت جان و آرام اسقدر پریشان خاطر کیون ہوئی خدا نکرے کہ میری
زندگی مین تجھکو کسی طرح کا غم و الم ہو اگر میری اس حرکت سے آزردہ ہوئی تو بیجا ہے کیونکہ چاند سورج مین عیب ہے اور تو اُنسے بھی حسن مین
کہین بہتر ہے لیکن مین خدا کی راہ مین کمر باندھ کے اپنے گھر سے منیر شامی کے لیے نکلا ہون وہ حسن بانو کا عاشق ہے اور وہ نازنین سات
سوال رکھتی ہے جو کوئی اُسکے سوال پورے کریگا وہ اُسکو قبول کریگی اور منیر شامی اُسکے ایک سوال کا بھی

جواب نہ دے سکا چنانچہ حسن بانو نے اپنے شہر سے نکلوادیا وہ روتا پیٹتا آہین بھرتا مین کی طرف آنکلا تھا مین بھی ایکدن
شکار کھیلتا ہوا اُسطرف گیا تھا اتفاقاً اُس سے ملاقات ہوگئی حال پوچھنے لگا اُسنے فقیرون کے طور پر اپنا احوال
ظاہر کیا غرض اُسکی بیکسی پر میرا دل بھر آیا اور آنسو ٹپک پڑے آخر کار مین تاب نہ لاسکا اُسکے ساتھ ہوکر شاہ آباد مین آیا
اور حسن بانو کے سوال کا جواب اپنے ذمے لیکر اُس بیچارے کو کاروان سرا مین بٹھاکر جنگل کی راہ لی چنانچہ خدا کے
فضل سے اُسکے تین سوال پورے کرچکا ہون یہ چوتھے سوال کی نوبت ہی ایسا اتفاق ہوگیا کہ تجھکو دیکھکر دل ہاتھ سے جاتا رہا
اور تیرے عشق کے تیر نے کلیجا چھلنی کردیا کہ تمام جہان کے کام سے گذر گیا بارے بہت خاک چھان کر نصیبون کی
مدد سے تیرا دامن وصال ہاتھ لگا آرزو تو یہ تھی کہ تیرے باغ حسن سے گل راحت چنون اور اپنے غنچۂ دل کو کھولون
پر کیا کرون کہ مین نے اُسکے ساتھ قسم کھائی ہی کہ بھائی مین دریغ نہ کرونگا بلکہ جب تک تو اپنی مراد کو نہ پہونچیگا تب تک
مجھپر عیش و عشرت حرام ہی پس یہ بات ہمت اور مروت سے بعید ہی کہ وہ بیچارہ انتظار کھینچے اور حاتم عیش و عشرت مین
مشغول رہے صلاح یہ ہی کہ تم اپنی خوشی سے مجکو رخصت کرو کہ شہر خوارزم کو جاؤن اور اُسکا چوتھا سوال پورا کرون
یہ بات سنکر شہزادی نے کہا کہ پھر مجکو کہان چھوڑ جاؤ گے آگے تو میرا باپ جیتا تھا وہ میری خبر لیتا تھا
اب کیونکر گذریگی حاتم نے کہا مین تجھے یمن مین بھیج دیتا ہون میرا باپ وہان کا بادشاہ ہی وہ تجھے
اچھی طرح سے رکھیگا اور تو کسی طرح سے غمگین نہوگی یہ بات کہکر وہ اپنے باپ کو اس مضمون کی عرضی لکھنے لگا کہ ہی
قبلۂ کونین اگر عمر وفا کرتی ہی تو مین اس کام سے فراغت کر کے حضور کی قدمبوسی کے واسطے آؤنگا اور سرفراز ہونگا
بالفعل ملکۂ زرین پوش کو اپنے عقد مین لاکر خدمت عالی مین بھیجتا ہون یقین ہی کہ آپ اُسکے احوال پر
توجہات والطاف فرماتے رہین القصہ جب عرضی تمام ہوچکی اُسی مہر کرکے ملکہ کے حوالے کی وہ اپنے
خان و خواص اور فوج و لشکر سمیت یمن کو روانہ ہوئی اور حاتم بھی شہر خوارزم کو چلا چندروز کے بعد ایک شہر مین
داخل ہوا اور وہان جاکر پوچھنے لگا کہ اے صاحبو وہ کون شخص ہی جو ہمیشہ کہا کرتا ہی کہ سچ کہنے والے کو
ہمیشہ راحت ہی انھون نے کہا ایسا تو یہان کوئی نہین کہ جو یہ کہتا ہو مگر ایک بوڑھے نے یہی بات جو تم کہتے ہو
لکھکر اپنے دروازے پر لگا دی ہی حاتم نے پوچھا کہ اُسکا مکان کہان ہی وہ بولے کہ یہان سے نو کوس پر شہر خوارزم ہی
وہ وہین رہتا ہی یہ بات سنکر حاتم اُسی طرف روانہ ہو تین پہر مین جا پہونچا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک عمارت عالیشان
و بلند کھڑی ہی اور اُسکے دروازے پر یہی کلام خط جلی سے لکھا ہی یہ اُسکو پڑھکر نہایت خوش ہوا اور دروازے پر
جاکر دستک دی ایکدم کے بعد کئی دربان دروازہ کھول کر باہر آئے اور حاتم کو دیکھکر کہنے لگے کہ اے جوان تو کون ہی اور
یہان کس کام کو آیا ہی اُسنے کہا کہ مین ایک کام کے واسطے شاہ آباد سے یہان آیا ہون اس بات کو سنکر دربا نون نے
دوڑکر اپنے خاوند سے اظہار کیا وہ شخص ظاہر مین امرد اور حقیقت مین کہنہ سال تھا بولا کہ مسافر کو بلا لو جب حاتم اندر آیا

تو کیا دیکھتا ہے ایک جوان خوش رو مسند پر تکلف پر تکیہ لگائے امتیاز سے بیٹھا ہے اُسنے جھک کر سلام کیا وہ بھی مسند سے
اُٹھکر بغل گیر ہوا اور نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھالیا انواع و اقسام کے کھانے منگوا کر اُسکے روبرو رکھے جب
کھانے سے فارغ ہوا صاحب خانہ نے پوچھا کہ صاحب تم کون ہو اور کہان سے تشریف لائے ہو اور کس کام کے
واسطے تم نے یہ سفر دور و دراز اختیار کیا جو اسقدر رنج کھینچے اور دُکھ سہے سچ تو یہ ہے کہ دو شخصون کے سوا اس مکان پر کوئی نہین آیا
ایمن کا ایک تو ہی ہے یہ سنتے ہی حاتم کہنے لگا مین یمن کا رہنے والا ہون پر اب شاہ آباد سے منیر شامی کے کام کے لیے تم تک آیا ہون
الغرض ماجرا حسن بانو پر عاشق ہونے اور اُسکے سوالون کے پورا کرنے پر اپنے مستعد ہونے کا تفصیل وار کہکر سُنا دیا
پھر پوچھا کہ آپ نے در دولت پر یہ کلام لکھکر کس لیے لگایا ہے اُسنے کہا کہ اے جوانمرد مین کے رہنے والے تو دنیا مین بڑے
نیکنامون مین مشہور ہوگا کیونکہ کوئی شخص نظر نہین آیا جو اورون کے واسطے اپنے اوپر اسقدر بار محنت لے اور رنج سہے
تو ہی ایسا تھا جو یہ بوجھ تو نے سر پر لیا آج رہ جا کہ راہ کا تھکا ماندا آیا ہے قدرے آرام کر اُسکی حقیقت تجھسے مین کل
کہونگا غرض حاتم تمام رات وہان بآرام تمام رہا صبح کو کھانا کھا کر کہنے لگا کہ اب ارشاد کیجیے اُسنے کہا کہ اے
جوان اس شہر خوارزم کو سات سو برس ہوے ہین کہ یہان آباد ہوا ہے اور میری عمر آٹھ سو برس کی ہے جس
صورت سے تو مجھے اب دیکھتا ہے اس شکل پر مین اُسوقت بھی تھا چنانچہ مین جواریون مین مشہور تھا اور جوا کھیلنے
کے سوا کوئی کام جہان کا نہ کرتا تھا اتفاقاً ایک روز نہایت تنگدست ہوا کہ ایک پیسا بھی میرے ہاتھ نہ آیا جب
رات ہوئی تو چوری کو نکلا اُسوقت یہ بات جی مین گذری کہ کسی غریب غربا کے گھر کیا چوری کیجیے بہتر یہ ہے کہ بادشاہ کے
دولتخانہ مین جاکر خوب سا مال و جواہر چرا لائیے یہ ٹھہرا کر مین نے آدھی رات کے بعد بادشاہ کی حویلی مین کمند
ڈال کر بادشاہ کی خوابگاہ خاص مین آپ کو پہونچایا کیا دیکھتا ہون کہ ایک بھی چوکیدارون مین سے کیا خواص
کیا خوجا کوئی نہین جاگتا اور بادشاہ بھی اپنے مرصع پلنگ پر بے خبر سوتا ہے مین آگے بڑھا اور اُسکے گلے سے
گوہر شبچراغ اُتار کر کمند کی راہ سے باہر آیا اور کسی طرف چل نکلا جب جنگل مین گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک درخت کے
نیچے بہت سے چور کہین سے مال چُرا لائے ہین اور بیٹھے حقہ پی رہے ہین اتفاقاً انھون نے مجکو دیکھ لیا اور بلا کر پوچھا
کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے مین راست گو تھا اُنسے سچ سچ کہکر گوہر شبچراغ دکھا دیا اُسکو دیکھتے ہی چور ان کو
بڑا لالچ ہوا کہ میرے ہاتھ سے چھین لین اتنے مین ایک شخص جنگل مین غیب سے پیدا ہوا اور اس آواز مہیب سے
للکارا کہ تمام صحرا کانپ گیا اور وہ اپنی جان کی دہشت سے بھاگ گئے مین تن تنہا وہان کھڑا رہ گیا وہ میرے
پاس آیا اور کہنے لگا کہ تو کون ہے مین نے پہلے بھی سچ کے سوا اور نہ کہا تھا اُس سے بھی سچ کہدیا یہ سُنکر وہ ہنسا اور
کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا اسواسطے یہ سب مال و متاع گوہر شبچراغ سمیت مین نے تجکو بخشا لیکن تو چوری سے توبہ کر
اُسکی یہ بات مین نے مان لی اور جوا کھیلنے اور چوری کرنے کی دل و جان سے توبہ کی پھر اُسنے کہا کہ اگر جوا نہ کھیلیگا

اور چوری نہ کریگا تو تیری عمر نو سو برس کی ہوگی یہ کہکر چلا گیا مین اُس مال و متاع کے پشتارے باندھکر اپنے گھر
لے آیا اور ایک عمارت عالیشان بنائی اور محلے والے میرے دشمن ہوے اور کوتوال سے جا کر یون کہنے لگے
خداوند کل کی بات ہو کہ یہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج تھا آج اسکے ہاتھ اسقدر نقد کہان سے لگا اور اتنا بڑا محل بنایا
اس بات کے سنتے ہی کوتوال نے مجھے بلوا کر پوچھا اُسکے سامنے بھی سچ کے سوا کچھ اور نہ کہا وہ مجھے بادشاہ کے
پاس لے گیا مین نے اُسکے روبرو بھی جو بات سچ تھی وہی کہی جان کی دہشت کچھ نہ کی یہ سخن سُنکر بادشاہ نے
میرے حال پر نہایت نوازش کی کہ یہ شخص عجب راست گو ہو کہ اسقدر نقد و جواہر کسی سے نہ چھپایا صاف کہدیا
اسکی راست گوئی پر مین نے یہ مال اسکو دیا اور اسکا گناہ بھی بخشا بلکہ اُسنے اور بھی نقد و جواہر اپنے خزانے سے
اسقدر دیا کہ مالا مال ہو گیا اب بھی اُسمین سے میرے پاس بہت ہو اگرچہ بہت خرچ کیا ہوا اور اُسی دن سے
اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہو کہ سچ کہنے والے کو ہمیشہ راحت ہو مردون کو چاہیے کہ سچ کے سوا کبھی
جھوٹ نہ کہین بقول سعدی شیرازی بیت راستی موجب رضاے خداست کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
یہ کہکر اُسنے حاتم سے پوچھا کہ تو کون ہو اُسنے کہا کہ مین یمن کا شاہزادہ حاتم بن طے ہون یہ سنتے ہی وہ اپنی
مسند سے اُٹھا اور بغلگیر ہوا اور نہایت تعظیم و تواضع کے بعد کہنے لگا کہ سچ ہو حاتم کے سوا اور کون ایسا کر سکتا ہو
پھر اُسنے کئی دن تک اُسکو مہمان رکھا ایک دن حاتم نے کہا اے عزیز مجھے ایک کام بہت ضرور ہو اب رخصت کر اُسنے
نہایت منت و معذرت سے رخصت کیا کہ وہ اپنی منزل مقصود کو راہی ہوا رات دن چلا جاتا تھا کہ ایک دن ملکہ زرین پوش کی
صورت اُسے یاد آئی ارادہ کیا کہ ملکہ کو دیکھکر شاہ آباد جاؤن یہ ٹھہرا کر یمن کی طرف روانہ ہوا چند روز کے بعد
یمن کے قریب جا پہونچا خوشی سے ایک تالاب پر بیٹھ گیا اتفاقاً اُسکے کنارے ایک جوڑا طوطے کا بیٹھا تھا اور آپسمین
باتین کر رہا تھا حاتم نے بھی اپنے کان اُدھر لگا دیے اسواسطے دیکھون یہ کیا کہتے ہین اتنے مین مادہ نے نر سے
کہا کہ تو مجھے تنہا چھوڑ کہان جاتا ہو براے خدا نجا نر نے کہا کہ اے نادان تو کیون کار خیر مین حرکت کرتی ہو چار دن
تو میرے کیا کام آویگی جو دنیا مین تیرے شغل مین رہون اور نیک کام چھوڑ دون تو نے نہین سنا ہو کہ ایک بادشاہ کسی دن
شکار کو نکلا تھا ہر چند پھرا مگر کوئی شکار اُسکے ہاتھ نہ لگا آخر اپنے لشکر سے جدا ہو کر ایک جنگل مین جا پڑا وہان ایک باغ
خوش قطع دیکھکر اُسمین چلا اور شادان اور فرحان سیر کرتا ہوا ایک بنگلے کے پاس جا پہونچا وہان ایک حوض
لب تالاب کے برابر نظر آیا دیکھنے مین نہایت پاکیزہ خوبصورت اُسکا پانی صاف اور بے کدورت بادشاہ اُسکو
دیکھکر بہت خوش ہوا اور کنارے اُسکے بیٹھکر ہاتھ سے پانی اُچھالنے لگا ناگہان ایک زنجیر اُسکے ہاتھ مین آ گئی اُسکو
پکڑ کر جو کھینچا تو صندوق مقفل کُنجی سمیت نکلا اُسنے جو اُس صندوق کا قفل کھولا تو ایک ماہ جبین
پری طلعت کو اُسمین بیٹھا پایا بادشاہ ڈر گیا اُس نازنین نے کہا اے جوان کیون ڈرتا ہو مین بھی انسان ہون

یہ کہکر صندوق سے باہر نکل آئی اور صراحی پیالہ گزک لاکر بادشاہ کے سامنے رکھدی پھر بوس و کنار کی امیدوار ہوئی
بادشاہ نے جو دیکھا یہ عورت جمیلہ اور شکیلہ ہی اور اسباب عیش و عشرت مہیا ہی اسکو ہاتھ سے نہ دیا جام شراب پی
اور اُس سے صحبت کی جب فارغ ہوا لشکر یاد آیا اُٹھ کھڑا ہوا اور انگوٹھی اپنی چھنگلیا سے نکال کر اُسکو دی کہ یہ
میری نشانی اپنے پاس رکھ تاکہ پھر جو ملاقات ہو تو مجکو بھول نہ جائے وہ کھلکھلا کے ہنس پڑی اور ایک تھیلی انگوٹھیوں کی
نکال کر بادشاہ کو دکھادی اور کہنے لگی کہ اے جوان خدا عالم الغیب ہی اور دانا بینا ہی سچ تو یہ ہی کہ میرے
خاوند نے حفاظت کے واسطے مجھے جنگل میں لاکر اس باغ کے اندر صندوق میں بند کر کے حوض میں لٹکا دیا ہی اور آپ
سوداگروں کے ساتھ سوداگری کرتا پھرتا ہی اور میرے کھانے پینے کو بھی اس جگہ مہیا ہی کچھ کمی نہیں اور
جو کبھی کبھی مسافر بھولا بھٹکا خواہ بادشاہ خواہ سوداگر اس باغ میں تیری طرح سے آنکلتا ہی اور اسی طرح مجھے
حوض سے نکال کر ہمبستر ہوتا ہی پھر انگوٹھی دیکر چلا جاتا ہی چنانچہ بہت سی انگوٹھیاں میرے پاس موجود ہیں لیکن نہیں جانتی
کہ کون سی کسکی ہی اسی طرح انگوٹھی کو اور تجھے بھی بھول جاؤنگی کیونکہ ایک دو ہوں تو کوئی یاد رکھے سیکڑوں ہزاروں کا
کہاں تک دھیان کرے اس بات کو سنکر حیران ہوا اور اُسکو صندوق میں بند کر کے اُسی صورت سے
تالاب میں لٹکا کر اپنے لشکر کو ساتھ لیکر شہر میں آیا اور تمام اسباب شاہی فقیروں کو دیکر آپ جنگل
نکل گیا اور بیٹھکر یاد الٰہی میں مشغول ہوا پھر جب تک رہا عورت کا نام نہ لیا پس اے نادان تو میرے ساتھ کیا سلوک
کریگی جو کار خیر سے باز رکھتی ہی چنانچہ حاتم نے بھی برائے خدا کمر کوشش باندھی اور کیسی کیسی آفتیں اٹھا کر
کچھ کچھ نیکنامی پیدا کی سو اب ملکہ زرین پوش کو یاد کر کے شاہ آباد کو چھوڑ کر اُسکی ملاقات کے واسطے یمن کو جاتا ہی
افسوس اسی بات کا ہی کہ وہ اپنی محنت خواہ نخواہ خاک میں ملاتا ہی جوں ہی اُسنے یہ بات سُنی وہیں سجدہ شکر
ادا کر کے یہ بات اپنے دل میں نقش کی کہ اے حاتم یہ آواز خدا کی طرف سے آئی ہی اب تیرے حق میں
بہتر ہی کہ یمن کی طرف سے قدم پھیر اور شاہ آباد کا رستہ لے یہ بات جی میں ٹھہرا کر شاہ آباد کی طرف
روانہ ہوا ایک مدت کے بعد جا پہونچا وہاں کے رہنے والے اُسے پہچان کر حسن بانو کے دروازے پر لے گئے وہ اوجھل ہو گئی
اُسے پردے کے باہر بلوا کر بٹھایا اور احوال پوچھا حاتم نے پہلے اپنی راہ کی مصیبت بیان کی پھر اُس پیرمرد کی حقیقت جو
ٹھیک ٹھیک تھی تمام و کمال کہدی حسن بانو نے کہا اے حاتم جو تو کہتا ہی سو سچ ہی اسمیں کچھ شک نہیں یہ کہکر اُسی وقت
طعام پر تکلف اور لذیذ منگوا کر حاتم کے سامنے رکھوا دیا تب اُسنے کہا کہ اے حسن بانو میں کاروان سرا میں جا کر
اپنے بھائی کے ساتھ کھانا کھاؤنگا یہ کہکر وہاں سے اُٹھا اور سرا میں آکر منیر شامی سے ملاقات کر کے باہم
کھانا کھایا اور تمام سرگذشت بیان کی یہ سُنکر منیر شامی نے بہت سی تحسین و آفرین کی پھر اپنے پلنگ پر آرام
سے سو رہے صبح کو حاتم نے حمام کیا کپڑے نئے پہنکر حسن بانو کی ڈیوڑھی پر آیا چوبداروں نے خبر پہونچائی کہ حاتم آیا ہی

اُسنے پردہ کرکے اندر بُلا لیا اور ایک کرسی پر بٹھا کر کہا کہ ای حاتم سننے مین یون آیا ہی کہ ایک پہاڑ سے آواز آتی ہی
اسی واسطے اُسکا کوہ ندا نام رکھا ہی اب اُسکی خبر لا وہان آواز کرنے والا کون ہی پہاڑ کے اوپر
کیا اسرار ہی حاتم یہ سُنکے وہان سے رخصت ہوا اور کاروان سرا مین آکر منیر شامی سے کہنے لگا کہ ای منیر شامی
اب مین کوہ ندا کی خبر لانے جاتا ہون اگر زندگی وفا کرتی ہی تو اس بات کو تحقیق کرکے پھر تجھسے آکر ملتا ہون
اور نہین تو اللہ کی مرضی مگر تو کسی بات کا خطرہ نہ کرنا

پانچوان سوال حاتم کے جانے کا اور کوہ ندا کی خبر لانے کا

غرض حاتم نے دو چار باتین نصیحت آمیز منیر شامی سے کہکر جنگل کی راہ لی آخر جس بستی مین حاتم جاتا تھا وہان کے
لوگون سے پوچھتا تھا کہ ای عزیزو اگر تم مین سے کوئی کوہ ندا کی راہ سے واقف ہی تو مجھے بتا دے یہ بات سُنکر
وہ لوگ حیران ہو ہو کر کہتے کہ بھائی ہماری اتنی بڑی عمر ہوئی ہم نے اُسکا نام بھی نہین سُنا راہ تو کیا جانین
اور حاتم جوانمردی سے سب دیکھے سُنے راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک مہینے کے بعد کسی شہر کے گرد و نواح مین
جا پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ تمام مرد و زن اُس شہر کے صحرا مین جمع ہوتے ہین یہ اُنھین کی طرف چلا اُنھون نے
جو دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہی سب کے سب اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور بآواز بلند کہنے لگے کہ مرحبا ای
مسافر خوب ہوا تو یہان آیا ہم کب سے تیری راہ دیکھتے ہین حاتم آگے گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک دسترخوان پر
طرح بطرح کے کھانے چُنے ہین اور ایک جنازے کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہین حیران ہو کر پوچھنے لگا اس مُردے
کو کیون نہین گاڑتے اور اسقدر کیون روتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہماری قوم کی یہ رسم ہی کوئی شخص کیا عمدہ
کیا غریب مر جاوے تو ہم سب اُسکے جنازے کو جنگل مین لے آتے ہین اور کھانے بہت سے ستھرے پکا کر ایک دسترخوان پر
چُنکے مسافر کی راہ دیکھتے ہین اگر کوئی مسافر اس عرصہ مین آگیا تو مُردے کو گاڑ دیتے ہین اور کھانا اُس مسافر کے آگے
رکھدیتے ہین چنانچہ اس مُردے کو سات روز ہوئے کہ یہ اسی طرح یہان پڑا ہی اور ایک مسافر بھی اس طرف
نہ آیا تھا ہم عجیب مصیبت مین گرفتار تھے کہ ہر روز کھانا شام کے وقت اپنی عورتون کو بھیج دیتے تھے اور آپ
یون ہی پڑے رہتے تھے الحمد للہ کہ اب ساتوین روز تیری صورت دیکھی اب اسکو دفن بھی کرینگے اور کھانا بھی
کھائینگے حاتم نے کہا کہ اگر ایک مہینے تک کوئی مسافر یہان نہ آتے تو اس مُردے کا حال کیا ہوا اور تم کس صورت سے
جیو اُنھون نے کہا یہ بات سچ ہی پر ساتوین دن خواہ مخواہ کہین نہ کہین سے مسافر آہی رہتا ہی اور اگر کبھی
پندرہ روز نہ آیا تو تمام دن روزہ رکھین شام کو صرف پانی پیئین اور مُردہ بھی ایک مہینے تک نہین سڑتا
حاتم نے کہا اگر مہینے سے زیادہ گذرے جب تو بدبو آئیگی اُس وقت کیا کروگے وہ بولے اگر ایسا ہو تو مُردے کو

گاڑدین اور تمام مرد و زن چھ مہینے تک روزہ رکھین شام کے وقت درگاہ الٰہی مین توبہ کرین اور ہمسایون مین
کھانا بانٹین پھر مردے کی قبر پر جاکر بہت سا مال اور زر خیرات کرنے کے بعد اپنے اپنے کام مین مشغول ہون یہ بات
سنکر حاتم حیران ہوا انھون نے اُس مردے کو تہ خانہ مین اُتار کر فرش بچھاکر اُسپر لٹا دیا اور طرح بطرح کے کھانے رکھے
خوشبو کی بتیان روشن کر کے سات بار اُسکے گرد پھر کے قدمبوس ہوکر باہر نکل آئے اور دستر خوان پر جا بیٹھے پھر حاتم سے کہا
کہ ای مسافر پہلے کھانے مین تو ہاتھ ڈال اور پیٹ بھر کے کھا کہ یہ قبول ہے اور تیری توجہ سے ہم بھی روزہ کھول لین یہ بات
سنکر حاتم کھانے لگا پھر وہ شریک طعام ہوے اُسکے بعد جو بچا اُسکو اپنے اپنے گھر بھجوا دیا وہ اُنکی عورتون نے کھایا
وہ نہائے پاک و پاکیزہ کپڑے پہنکر گھر چلے اور حاتم سے کہا کہ ای جوان اگر تیرا جی چاہے تو چند روز ہمارے گھر مین
مہمان رہ حاتم نے کہا بہت بہتر تمھاری خاطر سے دو چار روز رہ سکتا ہون غرض وہ اُسکو شہر مین لے گئے
اور ایک مکان ستھرا اُسکے رہنے کو خالی کر دیا اور خورد و نوش کے لوازم خوبصورت لونڈیون سمیت بھجوا دیے حاتم نے
اپنے دل مین کہا کہ یہان کی عجیب رسم ہے اگر مین ان کامون سے فرصت پاؤن اور خدا میرے مطلب کو پورا کرے
تو مین اپنے شہر مین جاکر اسی طرح مہمانداری کرونگا اور وہ عورتین آرزومند ہین کہ اگر اس جوان کا جی ہم مین سے
جسکو چاہے اُس سے بشوق تمام ملے اور شراب وصل خوب مزے لیکر پیے لیکن حاتم نے کسی طرح خواہش کی
نظر سے بھی نہ دیکھا صحبت کرنا تو معلوم جب سات روز گذر گئے تب عورتون نے اپنے سردارون سے
حاتم کی نیکذاتی اور نیک طینتی کی خبر دی حاکم شہر نے اُسکو اپنے روبرو بلوایا عزت و حرمت سے مسند پر بٹھایا
اور کہا کہ ای جوان اگر اسی شہر مین اپنی بود و باش کرے تو عین مہربانی ہے اور مین بھی اپنی بیٹی تیری خدمت مین
دون حاتم نے کہا مجکو ایک کار ضروری درپیش ہے مین اس سبب سے ناچار ہون نہین تو رہتا یہ سنکر اُسنے کہا
اگر ہم بھی کام سے مطلع ہون تو تیری رفاقت کرین حاتم نے التماس کی کہ مین یہ نہین چاہتا کہ کوئی میرے ساتھ
تکلیف کھینچے وہ بولا کہ ای جوان اگر ساتھ نہین لیتا تو بھلا یہی کہدے کہ وہ ایسا کیا کام ہے حاتم نے کہا کہ ایک عورت حسن بانو
نامے سات سوال رکھتی ہے جو کوئی اُنکا بخوبی جواب دے اُس سے وہ اپنا نکاح کرے حاصل یہ ہے کہ شہزادہ منیر شامی
اُسپر عاشق ہوا ہے نہ جدائی کی طاقت رکھتا ہے نہ وصال کی قدرت اور یہ بھی نہین ہو سکتا ہے کہ اُسکے سوال پورے
کر سکے مگر اُسکے فراق مین جنگل جنگل روتا پھرتا تھا اتفاقاً ایک دن مجھسے ملاقات ہو گئی مین نے جو اُسے بحال تباہ
یمن پھرتا دیکھا نہایت غمگین ہوا اُسکا درد دیا آخر کار مین تاب نہ لا سکا برائے خدا اُسکے لیے اپنے شہر سے نکلا
اور مسافرت اختیار کی خدا کے فضل سے اُسکے چار سوال پورے کر چکا ہون اب پانچوین سوال کی باری ہے اور وہ
یہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لایا چاہیے اسی تلاش مین چھ مہینے گذر گئے ہین جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا اگر تجکو خبر
ہو تو اسکا نشان بتا دے گویا کہ تو نے میرا ساتھ دیا مدد کی مہربانی فرمائی یہ بات سنکر اُس دیرینہ سال نے کہا کہ مین نے

اپنے بزرگون سے سُنا ہی کہ دکھن کی طرف طلسمات ہی اور اُسکے بائین طرف ایک شہر عالیشان آباد ہی وہان
آج تک کسی نے مردہ نہین دیکھا نہ قبر دیکھی ہی اور نہ کوئی کسی کے واسطے روتا ہی یہ ماجرا سُنکر حاتم نے کہا مجکو
اُسی سمت کو جانا ہی وہ بولا کہ ای عزیز بغیر سُنی ہوئی راہ تو کسطرح چلیگا اور منزل مقصود کو کیونکر پہونچیگا حاتم نے کہا
کہ جو مجھے یہان لایا ہی وہی وہان پہونچائیگا اس سخن کو سُنکر اُس دیرینہ سال نے بہت زر و جواہر اُسکے سامنے
رکھدیا حاتم نے اُسمین سے خرچ راہ کے موافق لیا اور باقی فقیرون کو دیکر اُسی طرف کا راستہ لیا ایک مدت کے بعد
ایک شہر کے قریب جا پہونچا اور اُسکے گردپیش کوئی قبر نہ دیکھی جانا کہ وہ شہر یہی ہی اندر گیا وہان کے رہنے والون نے
پوچھا کہ ای جوان تو کہان سے آیا ہی اور کہان جائیگا حاتم نے کہا شاہ آباد سے آیا ہون اور کوہ ندا کو جاؤنگا
اُنھون نے کہا کہ کوہ ندا کا رستہ یہان سے بہت دور ہی تو نہ جا سکیگا اُسنے جواب دیا کہ جو مجکو یہان لایا ہی وہ کریم کارساز
وہان بھی پہونچائیگا پھر اُنھون نے کہا کہ تو آج کی رات یہین رہ جا ہماری دال روٹی قبول کر حاتم یہ بات سُنکر
وہین اُتر رہا اور وہان ایک شخص کتنے دنون سے بیمار تھا اُسکے وارثون نے جمع ہو کر اُسے ذبح کیا اور آپسمین
گوشت بانٹ لیا اور یہ شخص جسنے حاتم کو مہمان رکھا تھا اپنا حصہ پکا کر پانی کا ایک کوزہ اور دو چار روٹیان
شام کے وقت حاتم کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ ای مسافر جلد اسکو کھا کہ کبھی ایسی نعمت نہ کھائی ہوگی حاتم نے
کہا ای عزیز جتنے چرند اور پرند حلال ہین سب مین نے کھائے ہین یہ کس جانور کا گوشت ہی جو مین نے کبھی نہین کھایا
اُسنے کہا البتہ تو نے جانورون کا گوشت کھایا ہوگا لیکن یہ آدمی کا ہی ایسا کبھی نہ کھایا ہوگا حاتم نے
یہ بات سُنکر کہا کہ تم آدمی خور ہو تمسے ڈرا چاہیے شاید کسی مسافر کو تمنے مارا ہی اُسکا گوشت کھایا چاہتے ہو
معلوم ہوتا ہی کہ تمھارا یہی قاعدہ ہی کہ جو مسافر بھولا بھٹکا یہان آنکلتا ہی تم اُسکو ذبح کرکے آپسمین گوشت
بانٹ کر کھا لیتے ہو وہ بولا کہ ای مسافر توبہ کر خدا سے ڈر ہم مسافرون کو مارکر نہین کھاتے تب حاتم نے کہا
طرفہ ماجرا ہی تو آپ ہی کہتا ہی کہ یہ گوشت آدمی کا ہی پس کوئی اپنے ہمجنس کو ذبح کرکے نہین کھاتا
بلکہ غیر کو اُس شخص نے جواب دیا کہ تو یہ غلط سمجھا ہی ہمارے مُلک کی یہ رسم ہی کہ جو کوئی بیمار پڑتا ہی اُسکے
قبیلے کے لوگ اُسکو ذبح کرکے آپسمین گوشت کے حصے کر لیتے ہین چنانچہ اسی سبب سے ہمارے شہر مین
اپنی موت سے کوئی نہین مرتا اور نہ قبر بنتی ہی حاتم نے اس ماجرے کو سُنکر کہا کہ لعنت خدا کی تمھاری رسم پر
اور تمھارے اس شہر پر خدائے کریم اکثر بیمارون کو اچھا کرتا ہی اور اکثر اچھون کو بیمار ڈالتا ہی پس جو کسلمند ہو تم
اُسکو ذبح کرکے کھا جاؤ یہ فعل کس قوم مین درست ہی یہ کیا ظلم ہی اس حرکت سے تم سب کے سب گنہگار ہو
اور ہزارون خون تمھاری گردنون پر ہین تمھارا مُنھ دیکھنا روا نہین یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی تھوڑی
دور جاکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک شیر مارے بھوک کے زمین پر تڑپ رہا ہی یہ حالت دریافت کرکے اُسنے

ایک ہرن کو شکار کیا اور اُس شیر کے آگے ڈال دیا اُسنے بخوبی تمام پیٹ بھر کھایا پھر سجدۂ شکر ادا کر کے
جنگل کی راہ لی اور حاتم نے بھی کچھ کباب کھا کر ایک تالاب پر جا کر پانی پیا اور درگاہ الٰہی مین سجدۂ شکر ادا کر کے
آگے کا رستہ لیا جب کسی جنگل مین کچھ میوہ دانہ پاتا اُسی طرح سے شکار کر کے گوشت ہی کھاتا چندروز کے بعد
ایک آبادی نظر آئی اُسکی طرف چلا جب قریب جا پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ بہت سے لوگ میدان مین آگ جلا کر اُسکے
گرد کھڑے ہین اُسنے بڑھکر اُنسے پوچھا کہ ای یارو یہ کونسا ملک ہی اور تم کون ہو اور اس جگہ اتنی لکڑیاں
جمع کر کے آگ کیون لگائی ہی اُنھون نے کہا ای فقیر تو اپنی راہ لے تجھے اسکے دریافت کرنے سے کیا حاصل
یہان کچھ رسوئی نہین ہوئی جو ہم تجھے کچھ دین ہماری قوم سے ایک شخص آج مر گیا ہی اسکی جورو اُسکے ساتھ جلتی ہی
حاتم نے کہا کہ ای یارو تم اُس مردے کو زمین مین کیون نہین گاڑتے اور اس غریب عورت کو جیتے جی کیون جلاتے ہو
اُنھون نے کہا ای عزیز معلوم ہوا تو اس ملک کا رہنے والا نہین یہ ملک ہندوستان ہی یہان کی رسم یہ ہی کہ
جورو اپنی خوشی سے خاوند کے ساتھ جلتی ہی حاتم نے کہا تھا جو مردے کے ساتھ جیتے جی کو جلانا
یہ رسم نہایت بد ہی یہ کہکر اُنسے رخصت ہوا اور کسی گانون مین جا پہونچا وہان ایک شخص سے
پانی مانگا وہ ایک کٹورا دودھ کا اور ایک مٹکے کا بھر کرے آیا اور کہنے لگا کہ تیرا جی چھاچھ کو چاہے تو
یہ حاضر ہی اگر دودھ کی طرف رغبت کرے تو یہ دودھ موجود ہی ان دونون مین سے جسے جی چاہے
اُسے پی لے حاتم نے پہلے مٹھا پی لیا پھر دودھ کا پیالہ مانگا اُسنے تھوڑی سی شکر اُسمین ڈال کر
وہ پیالہ بھی حوالے کیا اور کہا کہ ای مسافر اسوقت میرے گھر مین اچھے مہین خاصے خوشبودار باس بھی کے
کے چاول کچے مین بلکہ تیار دھرے ہین اگر تو کہے تو وہ بھی لے آؤن اُنکے ساتھ کھا نہایت مزا لیگا حاتم بولا کہ
بہت اچھا نیکی کا پوچھنا کیا اور اپنے دل مین اُسکی ہمت پر عش عش کرنے لگا غرض وہ ہندو ایک تھالی مین
تھوڑا اٹھالے آیا حاتم نے اُسکو بخوبی کھایا اور رات کی رات اُسی گانون مین بسر کیا صبح کے ہوتے ہی اُس ہندو کی
جورو نے آکر کہا کہ رسوئی تیار ہی کچھ اسمین سے کھاؤ اور دو چار دن یہین رہو تا راہ کی ماندگی دور ہو یہ بات سنکر
حاتم نے اُن دونون کو کہا کہ تمھاری اس ہمت اور مسافر پروری پر صد آفرین یہ سنکر اُنھون نے نہایت
عجز سے کہا کہ ہم سے تمھاری خدمت کب ہوئی یہ کھانا گھر مین معمولی لڑکے بالون کے لیے موجود تھا وہی
ہم بے تکلف لے آئے ہین اگر دو تین دن یہان تشریف رکھو تو البتہ ہم اپنے مقدور کے موافق کچھ خدمت
بجا لائین حاتم نے کہا بہت اچھا مین تمھاری خاطر سے دو چار روز رہونگا اس بات کو سنکر وہ خوش ہوے
پھر اُس ہندو نے ایک مکان خوش اسلوب مین ایک پلنگ نہایت تکلف سے بچھایا اور اسکے آگے فرش بھی ستھرا
صاف کر دیا پھر اقسام اقسام کے کھانے پکوا کے اُسکے سامنے رکھدیے اور کہا کہ اسمین سے کچھ نوش جان فرمائیے

تو تمین احسان اور مہربانی ہو حاتم نے تو ایسے کھانے کبھی نہ کھاے تھے انکو کھا کر نہایت محظوظ ہوا اور بہت
تحسین و آفرین کے بعد اُنسے کہنے لگا کہ یہ ملک ہندوستان عجیب گلستان ہو لیکن یہان کی رسم یہ ہو کہ جتنی
عورت کو موئے خصم کے ساتھ جلاتے ہین باوجود اسکے کہ مُردے کا بھی جلانا بُرا ہو اس بات کو سنکر اُس ہندو نے
کہا کہ یہ سچ ہو مگر زن و شوہر باہم بہت الفت رکھتے ہین بلکہ آپسمین عاشق و معشوق ہوتے ہین حیف ہو کہ خاوند
مرے اور جورو جیتی رہے ہم زور نہین جلاتے وہ اپنی خوشی سے آپ جلتی ہو اگر تھوڑے دن اس شہر مین
رہو تو ہم تمھین دکھلا دینگے یہ وہان رہا اتفاقاً وہان کا رئیس بیمار ہو کر دو چار دن مین مر گیا اور اُسکی چار جورو مین تھین اور
پہلی بی بی کا ایک لڑکا بھی تھا جب اُسکی ارتھی بنا کر لے چلے تب وہ چارون کمخواب کے لہنگے پہنکر لال تاش کی
ساریان باندھکر گہنے پاستے سے آراستہ ہو کر پھولون کے ہار گلے مین ڈال کر بالون کو بکھیر کر ساتھ ہولین
قبیلے کے لوگ اُنکے پاؤن پر گر پڑے کہ تم بھری پُری ہو تمھین جلنا مناسب نہین اُنھون نے کسی کا کہنا نہ مانا
تب حاتم اُنکے پاس جا کر کہنے لگا کہ ای پریزادو تمھین شرم نہین آتی جو اپنے گھر سے نکل کر نامحرمون مین آکے ہو
اور ایک مُردے کے ساتھ جلا چاہتی ہو وہ ہنسکر کہنے لگین کہ ای جوان تجھے ہمین دیکھنے سے حیا نہین آتی تم مرد
ہین ہمکو ستر پردے کی کچھ خبر نہین کیونکہ وہ کونسا دن تھا کہ اس مردے کے ساتھ ہمنے عیش و آرام کیا تھا اب وہ جو مر گیا ہو
تو ہم اُس سے جدا ہون اور جیتے رہین یہ بات محبت اور مروت سے بعید اور دور ہو اسکے سوا تمام عمر آتش
فراق مین بھی جلنا پڑیگا اس سے بہتر یہی ہو کہ ایک ہی بار اُسکے ساتھ جل بُجھین جو تمام عمر غم سے اور آتش
فراق سے چھوٹین آگے پر شہر جانے کیونکہ اس بات سے جی ڈرتا ہو کہ کہین شیطان مکر سے ہمارے دلون مین
ایسا وسوسہ نہ ڈالے کہ جسکے سبب سے اپنے سامی کو بھول کر کسی غیر کی طرف نظر بد سے دیکھین اور اپنی عصمت کو
کھووین ایسی زندگی پر لعنت ہو غرض اُنھون نے حاتم کا کہنا بھی نہ مانا اور دیوانون کی طرح ادھر اُدھر دیکھتی بھالتی
چتا تک جا پہونچین پھر اُس مُردے کو لیکر چتا مین رکھا اور آپ ہنستی ہوئی اُسکے گرد گئین پھر کسی نے اُسکا سر
زانو پر رکھ لیا کسی نے پاؤن گود مین لے لیے یکایک چتا کو آگ لگا دی تب حاتم نے جانا کہ یہ اس آگ کی گرمی سے
ڈر کر بھاگ جائینگی لیکن یہ گمان غلط ہوا وہ ہنسی خوشی سے اُسکے ساتھ جل کر راکھ ہو گئین حاتم یہ حال دیکھکر گھبرایا
اور افسوس کرنے لگا جب وہ لوگ اپنے گھرون کو چلے حاتم بھی اُس ہندو کے ساتھ چلا آیا تب اُس
ہندو نے کہا کہ ای جوان کیون دیکھا تو نے عورتین اپنی رضا اور رغبت سے جلتی ہین کوئی انپر زور و ظلم نہین کرتا
اور محبت کی شرط یہی ہو حاتم نے کہا یہ سچ کہتے ہو اور وفاداری کا یہی طریق ہو کہ اُسکے بعد آتش فراق
مین جلین کیونکہ وہ آگ اس آگ سے بھی تیز تر ہو غرض کئی دن کے بعد حاتم نے پھر کہا کہ ای عزیز
مجھکو کوہ ندا کی طرف جانا ہو رخصت کر یہ بات سُنکر اُس ہندو نے کہا کہ ای جوان کوہ ندا بہان

بہت دور ہی تو نہ پہونچ سکیگا حاتم نے کہا کہ خدا کریم و کارساز ہی وہ بہر صورت پہونچا دیگا یہ کہکر وہان سے
رخصت ہوا ملک ملک گانؤن گانؤن کی سیر کرتا ہوا اُتر کی طرف جا پہونچا کہ ایک شہر دکھائی دیا جب اُسکے قریب
جا پہونچا تو لوگون کو دیکھا کہ بہت سے آدمی جمع ہین اور شور و غل کرتے ہین اُسنے جا کر پوچھا کہ اے یارو اس شور کرنے کا
سبب کیا ہی کسی نے کہا کہ یہان رئیس کی بیٹی مر گئی ہی ہم سب چاہتے ہین کہ اُسکے خاوند کو بھی اُسکے ساتھ
جلتیا گاڑدین وہ اس بات کو قبول نہین کرتا اسواسطے یہ شور و غوغا ہی حاتم نے کہا کہ تمھارا رئیس کہان ہی
مجکو اُسکے پاس لے چلو مین اُس سے کچھ کہونگا یہ بات سنکر وہ اُسکو اپنے سردار کے پاس لے گئے
حاتم نے اُسکو دیکھتے ہی کہا کہ اے مرد بزرگ تمھارے یہان کیا رسم ہی کہ جیتے کو مردے کے ساتھ گاڑتے ہین
اسپر کہ وہ غریب راضی نہین زبردستی کرتے ہو اور خدا سے نہین ڈرتے وہ بولا کہ اے عزیز یہ جوان بھی
تیری طرح سے مسافر اس شہر مین وارد ہوا تھا چند روز یہان رہ کر میری بیٹی کو چاہنے لگا اور فورا اُنکو لوگون
مین مل گیا اور اس شہر کا یہ دستور ہی کہ جب تک لڑکی یا لڑکا اپنی جوانی پر نہین آتا تب تک ہم لوگ اپنی رضا ورغبت سے
نہین بیاہتے جب تک کہ آپسمین عشق اور محبت نہو بلکہ حد سے گذر جائے یہان تک کہ ہر ایک اپنی
خوشی سے اقرار کرے کہ جو کوئی ہم مین سے مر جائیگا تو اُسکے ساتھ دوسرا جیتے جی گڑیگا تب ہم
اُن دونون کو بیاہ دیتے ہین چنانچہ یہ جوان بھی ہماری رسم سے آگاہ ہو کر اس لڑکی کا عاشق ہوا تھا
جب محبت کامل دیکھی تب مین حاکم شہر کے پاس اُن دونون کو لے گیا اُسنے اُنسے کہا کہ ہمارے
ملک کی یہ رسم ہی جو عورت مر جائے تو شوہر کو اُسکے ساتھ دفن کرتے ہین جو خاوند مر جاوے
تو جورو کو اُسکے ساتھ گاڑ دیتے ہین اس بات کو دونون نے قبول کیا تب ہمنے اُنکا عقد باندھ دیا
یہ کیا انصاف ہی کہ ایک مدت تک اُس سے چین کرتا رہا اور اُسکے باغ جوانی سے گل عشرت
لوٹتا رہا اب جو وہ مر گئی ہی تو اپنی خوشی سے اُسکے ساتھ نہین گڑتا اور اپنے اقرار پر ثابت قدم
نہین رہتا اس مین کسکا قصور ہی کچھ ہم زبردستی کسی کو نہین گاڑتے اگر اسکو باندھکر قبر مین رکھدین
تو البتہ ظلم ہی تو ہی پوچھ کہ یہ اپنے قول سے کیون پھرا ہی اور اپنے وعدے کو کیون نہین وفا کرتا
یہ بات سنکر حاتم اُسکے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے جوان تو کس سے اپنے کہنے پر عمل نہین کرتا
کب تک جیئیگا آخر مرنا ہی بہتر یہی ہی کہ جو کچھ تو نے کہا ہی اُسپر تو ثابت رہ اُسنے کہا کہ اے مسافر تو بھی
انھین مین مل گیا ہی جو یہ بات کہتا ہی تو اپنے شہر کا دستور بیان کیون نہین کرتا حاتم نے کہا کہ مین
کیا کہون تو آپ ہی اقرار کر چکا ہی اب پھرنے سے تجھے شرم نہین آتی اُسنے کہا کہ یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا جو مین
اُنکا کہنا کرون اور جیتے جی مُردے کے ساتھ گڑون حاتم نے معلوم کیا کہ یہ سب کے سب بے گناہ

نہ رہنگے اور یہ بھی اپنی خوشی سے نہ گڑیگا اس بات کا لحاظ کرکے اُس نے اپنے شہر کی بولی مین کہا
کہ تو خاطر جمع رکھ مین تجھے اس قبر سے کسی نہ کسی طرح نکال لونگا پر اب انکے سامنے اسمین گڑ اُسنے کہا
کہ اگر گڑ جاونگا تو تیرے نکالنے کے وقت تک جیتا کیونکر رہونگا پھر حاتم نے اُسکی تسلی کرکے اُن لوگون سے کہا
کہ یارو یہ اجل گرفتہ اپنی بولی مین کہتا ہی کہ ہمارے شہر کا یہ دستور ہی کہ قبر کو حجرے کے طور پر بناتے ہین
اگر یہ بھی اُسی طرح سے بنائینگے تو مین اپنی خوشی سے گڑونگا اس سخن کو سنکر وہ کہنے لگے کہ یہ بات حاکم سے
تعلق رکھتی ہی ہم کچھ نہین کرسکتے وہ جو کہیگا وہی کرینگے حاتم اُن سبھون کو اُسکے پاس لے گیا وہ سبب
کہنے لگے خداوند ہرگز یہ شخص گڑنے پر راضی نہین ہوتا پر یہ بات کہتا ہی کہ جس صورت سے میرے ملک مین
گور بنتی ہی اگر اُس ڈھب کی بناؤگے تو قبول کرونگا حاکم نے کہا اُسکے شہر مین قبرین کس طرح کی بنتی ہین حاتم نے
کہا حضرت سلامت کوٹھری کی طرح بہت بڑی کہ جس مین دس بیس آدمی اچھی طرح لیٹین بیٹھین یہ بات
حاتم کی زبانی سنتے ہی حاکم نے زانو پر سر جھکا لیا ایک دم کے بعد سر اُٹھا کر کہنے لگا کہ خیر جس صورت کی
گور بنانے کو کہتا ہی ویسی ہی تیار کردو کہ وہ اپنی خوشی سے گڑے یہ سنکر وہ لوگ پھر آئے اور ایک قبر
ویسی ہی بنائی تب حاتم نے اُن لوگون کی آنکھ بچا کر اُس سے کہا کہ تو ہرگز اندیشہ نہ کر مین رات کے وقت
تجھے اسمین سے نکال لے جاؤنگا وہ حاتم کی اس بات پر راضی ہوا اور لوگون سے کہنے لگا کہ ای یارو
اب دیر نہ کرو جو تم کیا چاہتے ہو وہ مجھے قبول ہی آخر اُنھون نے اُن دونون کو اُس قبر مین گاڑ دیا
اور ایک پتھر سے اُسکے مُنھ کو بند کرکے حاتم سمیت اپنے شہر کو گئے پھر اُسکی مہمانداری کی اور ایک مکان
ستھرا سا سونے کو دیا پر وہ رات ہونے کا منتظر تھا کہ کسی طرح سے اُس شخص کو قبر سے باہر نکال لے
جب رات ہوئی اور گھر والے سو رہے تب حاتم اپنے بچھونے سے اُٹھا اُس گور کی طرف گیا اُس ملک کا
یہ دستور تھا کہ تین روز تک قبر پر مُردے کے وارث تمام رات جاگا کرین اور گھر نہ آئین عورت کا منھ نہ دیکھین
چنانچہ اسی سبب سے حاتم نے تین رات دن قابو نہ پایا خالی پھر پھر آیا چوتھی رات کو لوگ اپنے اپنے
گھر آئے حاتم اُٹھکر اُس گور پر گیا اور وہ شخص گور کے اندر حاتم کو اس طرح سے بُرا بھلا کہکر سو رہا کہ وہ مسافر
نہایت جھوٹا اور دغاباز تھا جو مجھ غریب کو اپنی دغابازی سے اس گور مین گڑوا گیا مین نے خود بُرا کیا جو ایسے کا
کہنا مانا اور اُسکے سخن کو سچ جانا کسی کا اسمین کیا دوش اپنا کیا اپنے آگے آیا الغرض حاتم نے اپنا منھ نابدان پر رکھکر
پکارا کہ ای جوان مین تجھے نکالنے کو آیا ہون اُسنے جواب نہ دیا اسنے جانا کہ شاید مر گیا پھر پکارا تب بھی
نہ بولا پھر تو حاتم کو یقین ہوا کہ یہ ہرگز نہین جیتا نہایت افسوس کیا بے اختیار رو دیا تیسری بار بآواز بلند
پکارا ای جوان اگر جیتا ہی تو جواب دے نہین تو قیامت تک اسی گور مین رہیگا مین اپنے وعدے کو

وفا کر چکا ہون اتنے مین وہ چونکا اور سُنا کہ کوئی شخص قبر پر چلا رہا ہو اُٹھ کھڑا ہوا اور نا بدان کے پاس آیا
اور کہنے لگا کہ تو کون ہی جو پکارتا ہی حاتم نے جو اُسکی آواز سُنی سجدہ شکر بجا لایا اور بولا مین وہی ہون کہ جسنے تجھسے
وعدہ کیا تھا یہ کہکر کمر سے خنجر نکال لیا اور کھود کر اُسکو نکالا کھانا کھلا کر ایک ساعت کے بعد کہا کہ اب جدھر چاہ اُدھر
چلا جا اُسنے کہا کہ میرے پاس خرچ راہ نہین ہو حاتم نے کئی درم کیسے سے نکال کر دیے پھر رخصت کیا
اور آپ اُس قبر کو درست کرکے اپنی جگہ پر آکے سو رہا ایسے کہ کوئی معلوم نہ کرے اتنے مین صبح ہوئی تب اُٹھکر
اُن لوگون سے کہنے لگا کہ مجکو کوہ ندا کی خبر کو جانا ہی رخصت کرو اُنھون نے کہا کہ اے جوان کوہ ندا یہان سے
بہت نزدیک ہو بہتر ہی کہ تشریف لے جائیے پر اتنی بات یاد رکھ کہ تھوڑی دور جا کر ایک دوراہا ملیگا
چاہیے کہ اُسکی داہنی طرف کی راہ اختیار کرے یقین ہی کہ منزل مقصود کو پہونچیگا حاتم اُنسے رخصت ہوا
اور دس روز تک رات دن منزلین طی کرتا ہوا چلا گیا گیارھوین دن اُس دوراہے پر جا پہونچا اور اُسکی
نصیحت کو بھول کر بائین طرف چل نکلا حیف ہی کہ جس راہ کو اُسنے منع کیا تھا وہی اُسنے اختیار کی دو دن کے
بعد کیا دیکھتا ہی کہ تمام جانور کیا درندے کیا گزندے بھاگے ہوے چلے آتے ہین یہ ایک کونے مین کھڑا ہوکر
دیکھنے لگا کہ شائد کوئی بھیڑیا یا اور کوئی درندہ پیچھے پڑا ہی جو اتنا جی چھپائے گرتے پڑتے چلے آتے ہین یہ سمجھکر
ایک درخت پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہی کہ بڑے بڑے ہاتھی مست اور گینڈے بھی گھبرائے ہوے بے اختیار دوڑے
آتے ہین اور اُنکے پیچھے ایک چھوٹا سا جانور عجیب صورت چراغ سی آنکھین سر پر دم چھپر کیسے چلا آتا ہی حاتم ڈرا کہ کوئی بلا عظیم ہی
کہ جسکے ڈر سے اتنے بڑے جانور درندے بھاگے چلے آتے ہین مین غریب کس شمار اور کس قطار مین ہون
پھر اپنے دل کو مضبوط کرکے خنجر کھینچکر مستعد ہوکے بیٹھا اتفاقاً وہ جانور اُسی درخت کے نیچے آیا اور آدمی کی بو پاتے ہی
غرّا کر اُچھلا چاہتا تھا کہ حاتم کو پکڑکر چیر ڈالے وہین اُسنے ایک ایسا خنجر مارا کہ دونون ہاتھ اُسکے قلم ہوگئے
گر پڑا اور سنبھل کر نہایت غضب سے لپکا حاتم نے پھر اُسکے پیٹ مین ایک خنجر مارا کہ انتڑیان نکل پڑین زمین پر
گر پڑا اور گرتے ہی بیتاب ہوکے دُم کو اُسمین بھگو کر ہلانے لگا حاصل کلام جہان جہان اُسکی بوندین
پڑین وہان وہان آگ لگ گئی جب اُس درخت کے پاس آگ پہونچی حاتم جست کرکے ایک چشمے مین
جا پڑا اور وہ جانور مر گیا جب آگ بجھ گئی حاتم جست کرکے پانی سے نکل کر اُسی درخت کے نیچے آیا اور اُس جانور کے
چار دانت جو خنجر کے برابر تیز تھے اُکھاڑ لیے اور دُم دونون کانون سمیت کاٹ لی پھر ترکش مین رکھکر آگے چلا
کئی دن کے بعد دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا اُسی طرف متوجہ ہوا جب نزدیک پہونچا اُسے سنسان
پایا اور اُسکے کنگورے آسمان سے لگے دیکھے پھر اندر گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ بڑی بڑی عمارتین اُس مین آئینہ دار
جگمگا رہی ہین اور چوبڑ کا بازار نہایت ستھرا صاف آراستہ ہو رہا ہی اور جس دکان مین جو چیز چاہیے موجود ہی

مگر آدمی کا نام و نشان نہین یہ احوال دیکھکر حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ کوئی بلا یا دیو اس شہر مین آیا ہی کہ جسکے ڈر سے
یہان کے لوگ اپنی اپنی دکانین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ہین یہ بات دل مین کہتا ہوا آگے بڑھا یہان تک کہ خاص قلعہ
بادشاہی تک جا پہونچا اُسمین بادشاہ اپنے اہل و عیال و مال و اسباب و اجناس سمیت رہتا تھا اور دو چار نوکر بھی
باہر کے دروازے پر دریچون مین بیٹھے تھے حاتم کو دیکھکر ایک بولا کہ مدت کے بعد ایک مسافر اس شہر مین
آیا دوسرے نے کہا کہ اسکو پکارو جو ادھر آئے یہ بات سُنکر ایک شخص نے پکارا حاتم ایک دریچے کے نیچے
کھڑا ہو رہا بادشاہ نے کھڑکی سے سر نکال کر کہا کہ ای جوان تو کہان سے آیا اور کہان جائیگا حاتم نے عرض کی کہ مین یمن کا
رہنے والا ہون شاہ آباد سے آیا ہون اور کوہ ندا کا قصد رکھتا ہون یہ بات سُنکے بادشاہ نے کہا کہ ای جوان
تو راہ بھول گیا جو بائین طرف کے رستے سے آیا شاید تیری موت تجھکو یہان لائی ہی اسی وقت سے تو جان
کہ جہان سے جا چکا حاتم نے التماس کیا کہ اگر یہی خدا کی مرضی ہی تو مین جان و دل سے راضی ہون لیکن
تو اپنا ماجرا کہہ کہ ظاہرا دولتمند معلوم ہوتا ہی پھر قلعہ بند کیون ہوا ہی سچ بتا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین اس شہر کا
بادشاہ ہون اور اس ملک مین چند روز سے بلاے عظیم آتی ہی اُسکے سبب سے کیا رعیت کیا سپاہ جس طرف
جسکی بنی مجھے چھوڑ کر چلی گئی شہر ویران ہوگیا اور مین محتاج لیکن اُنکا بھی اسمین کچھ قصور نہین کیونکہ اُس بلا سے
کسی شیر کی طاقت نہین جو عہدہ بر آ ہو سکے اور مین اپنی شرم و حیا سے عیال و اطفال سمیت قلعہ بند ہو کے
بیٹھا ہون اتنی طاقت نہین رکھتا کہ اُسے مارون ناچار ہوکر گوشہ گیری توکل بخدا اختیار کی حاتم نے کہا
کہ ای بادشاہ وہ بلا کیا کوئی دیو ہی یا کوئی درندۂ عظیم ہی کہ کوئی اُسکا سامنا نہین کر سکتا بادشاہ نے
فرمایا کہ اُسکا مسکن کوہ قاف مین ہی مگر تھوڑے دنون سے یہان اُسکا گذر ہونے لگا ہی اُسی کے
باعث تمام ملک ویران ہوگیا ہی ہر روز ایک وقت اُسکو آتا اور دو چار آدمیون کو کھا کر چلے جانا
مگر آج تک اُسکا قدم قلعے مین نہین آیا اسواسطے کہ اُسکے گرد ایک خندق عظیم پانی سے مدام
بھری رہتی ہی معلوم نہین وہ کیا ہی یہ بات سُنکر حاتم بولا کہ ای بادشاہ تجھے مبارک ہو کہ مین نے
فلانے جنگل مین اُسکا کام تمام کیا خدا مسبب الاسباب ہی کہ مین کوہ ندا کی راہ بھول کر بائین طرف آنکلا
پھر تمام ماجرا اُس جانور کا اور اپنا بیان کیا اس بات کے سنتے ہی وہ اپنے قلعہ سے اترا اور حاتم کو
گلے لگا کر اندر لے گیا بعزت تمام مسند پر بٹھایا اقسام کے کھانے منگوا کر اُسکے سامنے چنوائے حاتم نے
اسکو بخوبی تناول فرمایا اور بادشاہ بھی اُسکا شریک طعام رہا پھر آپ خاصہ منگوا کر نوشجان کیا اور اُسکو
بھی پلایا اُسکے بعد کہا مین کیونکر باور کرون کہ وہ بلاے بد ماری گئی تب حاتم نے اُسکی دم اور دانت
اور کان ترکش سے نکال کر دکھا دیے بادشاہ اُنکے دیکھتے ہی حاتم کے پانون پر گر پڑا اور بہت سی شکرگذاری کی

پھر ہر طرف لوگون کو تستے پر وانے لکھکر بھیجے گئے کہ وہ بلا دفع ہوئی اب تم بے دھڑک آکر اپنے مُلک مین بسو
اور بخوبی اوقات بسر کرو چند روز کے بعد حاتم نے رخصت چاہی اور عرض کی کہ ایک رہبر میرے ساتھ کردو
کہ کوہ ندا کا رستہ بتادے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جوان یہ شہر اب خدا کے فضل سے آباد ہو جائیگا اسے
اپنا ہی سمجھو یہین بود و باش اختیار کرو مین اپنی بیٹی تمھاری خدمت مین دیتا ہون اسکو قبول کرو حاتم نے کہا جب تک
مین بندگان خدا کے کامون سے فراغت نہین پاتا دنیا کا عیش حرام جانتا ہون بادشاہ نے یہ کلمہ سُنکر کہا
آفرین تیری ہمت اور جوانمردی پر اور ایک رہبر ہمراہی مین دیکر رخصت کیا حاتم اُسکے ساتھ ہوا تھوڑی دور جاکر
وہ کہنے لگا کہ ای حاتم کوہ ندا کی یہی سیدھی راہ ہی اب اس سڑک پر بے دھڑک چلا جا حاتم اُسکو رخصت
کرکے اودھر متوجہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر آباد مین جا پہونچا وہان کے لوگ اُسکو حاکم کے پاس لے گئے
اُسنے اُٹھکر تعظیم کی اور پوچھا کہ ای مسافر تو کہان سے آیا ہی کیونکہ اس شہر مین سکندر بادشاہ تشریف
لائے تھے اب تجکو دیکھا اسکا سبب کیا ہی سچ کہ حاتم نے کہا کہ مجکو حُسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی نے بھیجا ہی
کہ تو جاکر کوہ ندا کی خبر جو ٹھیک ٹھیک ہو سولے آ حق تو یہ ہی کہ یہان تک پہونچتے پہونچتے مین نے بہت سے
رنج کھینچے اب اس بات کا امیدوار ہون کہ اگر تم اُسکے بھید سے واقف ہو تو عند اللہ کہدو عین بندہ پروری
اور مسافر پروری ہی کیونکہ میری مصیبت راحت سے مبدل ہو جائے رئیس شہر نے کہا کہ کوہ ندا کا اسرار ایسا نہین
جو سرسری بیان ہو سکے اگر تو چند روز رہیگا تو معلوم ہو جائیگا حاتم نے کہا بہت اچھا حاکم نے اُسکے
رہنے کو ایک مکان عالیشان فرش پاکیزہ سے آراستہ کروادیا حاتم اُسمین رہنے لگا اور دونون وقت آب و طعام
سرد و گرم پاکیزہ و لطیف بھیجنے لگا اور آپ بھی اکثر اُس سے ہمصحبت ہوا کرتا ایک دن سود و سودا مین
مین حاتم سمیت بیٹھا کچھ باتین کر رہا تھا اتنے مین کوہ ندا کا ذکر آگیا اُن لوگون سے پوچھا کہ کوہ ندا کو سنا ہی
انھون نے عرض کی کہ خداوند کوہ ندا وہ ہی کہ جسکے قلعے کی ہر ایک دیوار آسمان سے باتین کر رہی ہی اور
اُس سے خود بخود ایک آواز آتی ہی یہ اسی گفتگو مین تھا کہ اتنے مین ایک آواز اُس پہاڑ کی طرف سے آئی کہ
یا اخی یا اخی اُس مجلس مین سے ایک جوان خوش رو بے اختیار دوڑا لوگون نے اُسکے وارثون سے جاکر کہا
کہ فلانے شخص کی کوہ ندا سے طلب ہوئی ہی وہ چلا اس بات کے سُنتے ہی وہ سب دوڑے آئے کیا دیکھتے ہین
کہ اُسکا تمام مُنھ سرخ ہو رہا ہی لوگ اُسکے گرد ہین وہ بے اختیار کوہ ندا کی طرف چلا جاتا ہی یہ حال
دیکھکر حاتم بھی حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ ای یارو اس جوان کو بیٹھے بٹھائے کیا ہوا کہ دیوانون کی طرح
دوڑا جاتا ہی دیکھتا ہی نہ سنتا ہی لوگون نے کہا کہ اسکو کوہ ندا سے طلب آئی ہی کہ شتابی آ حاتم نے
اپنے جی مین کہا کہ بارے معلوم ہوا کہ کسی نے بلایا ہی جو ایسا اُڑا جاتا ہی اس بات کو سوچکر اُسکو

پکڑ لیا اور کہا ای بھائی یہ مروت سے بعید ہی جو تو نہین بتاتا برا ے خدا کہدے کہ کسکے بلانے پر ہم سب کو
چھوڑے جاتا ہی غرض ہر چند حاتم نے سر پٹکا پر اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور ہاتھ جھٹک کر بھاگا اور پہاڑ کے
نیچے جا پہونچا حاتم طائی بھی اُسکے پیچھے لپکا چلا گیا کہ یکایک حاتم کی نظرون سے پہاڑ غائب ہو گیا
اُسنے ہر چند نظر گاڑ گاڑ کر دیکھا رنگین پتھرون کے سوا کچھ نہ سوجھا تب بہت حیران ہوا آخر
سب لوگون کے ساتھ شہر مین پھر آیا حاصل یہ ہی کہ ہر شخص اپنے گھر آیا پر کوئی اُسکے واسطے نہ رویا بلکہ
بہت سا کھانا بنا خوشی کی پھر اپنے اپنے کام مین مشغول ہوے تب حاتم نے پوچھا ای صاحبو تم مین سے کسی کو بھی معلوم ہی
کہ اُسپر کیا گذرا اُنھون نے جواب دیا کہ تو بھی موجود تھا جو تو نے دیکھا وہی ہمنے بھی دیکھا پھر ہمسے کیون پوچھتا ہی
یہ سنکر حاتم چپ ہو رہا اور اُس جوان کے واسطے آب دیدہ ہو کر تاسف کرنے لگا اُنھون نے کہا
ای شخص ہمارے ملک کی یہ رسم نہین ہی جو کوئی کسی کے واسطے روئے یا غم کرے اگر تو اس شہر مین
دو چار روز رہا چاہتا ہی تو ہمارے طریق پر رہ نہین تو اس بستی سے نکالا جائیگا اس سخن کے سنتے ہی آنسو
پی گیا دل مین اُسکا غم کھانے لگا اُنھون نے اُسکو متفکر دیکھکر کہا ای عزیز اب کیون اندیشہ مند ہی کوہ ندا کا یہی احوال ہی
جو تو نے دیکھا حاتم بولا کہ مین نے کیا خاک دیکھا کچھ معلوم نہوا اسی حیرت مین ہون کہ حسن بانو کو جا کر کیا
جواب دونگا غرض چھ مہینے حاتم کو اُسمین گذر گئے اور اس عرصے مین اُسی طرح سے پندرہ آدمی اُس پہاڑ کی
طرف گئے اور پھر نہ پھرے اتفاقاً ایک شخص حاتم نامے وہان تھا حاتم مین اور اُسمین نہایت دوستی تھی اور
محبت ازبس ہو گئی تھی وہ دونون رات دن ایک ہی جگہ رہتے تھے اور بہت سے لوگ اُنکے ہمصحبت تھے
کہ ناگاہ کوہ ندا کے قلعے کے اندر سے آواز آئی یا اخی یا اخی اس بات کے سنتے ہی وہ بیچارہ اُس
پہاڑ کی طرف متوجہ ہوا اُسکے خویش و اقربا کو خبر پہونچی کہ حاتم بھی وہان بُلایا گیا سب آکر جمع ہوے اور
اُسے گھیر لیا تب حاتم اپنے جی مین کہنے لگا کہ یہ بھی اسی طرح چلا جائیگا افسوس ہی کہ مجکو اُس سے محبت اور
الفت بہت سی ہو گئی تھی اب یہ بھی جدا ہوتا ہی مین اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا اُسکا ساتھ دونگا مجکو صبر ... اور
جو ہونی ہی سو ہو کیونکہ بیان کے لوگون سے کوہ ندا کا احوال مفصل معلوم نہوا یہ بات ٹھہرا کر کمر کس کر
باندھی اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر پہاڑ کی طرف دوڑا ہر چند کہتا تھا کہ بھائی یہ کیا احوال ہی اور تجھے کون کھینچے لیے جاتا ہی
وہ کچھ جواب نہ دیتا تھا آخر کار جھنجلا کر بولا کہ ای بے مروت یہ کیسی دوستی تھی آخر ہم تم ایک مدت تک
ہم نوالہ اور ہم پیالہ رہے اب ایک بات سے بھی گئے تیری زبان کیون بند ہو گئی سچ کہہ کہ تجھے کون
کھینچتا ہی اور تو کدھر جاتا ہی اُسنے کچھ دھیان نہ کیا کہ کون ہی اور کیا بکتا ہی بلکہ حاتم کے ہاتھ سے
اپنے ہاتھ چھوڑانے لگا یہان تک زور کیا کہ اُسکے ہاتھ سے چھٹ گئے اور حاتم زمین پر گر پڑا تب وہ کوہ ندا

کی طرف روانہ ہوا حاتم بھی اُٹھکر اُسکے پیچھے چلا گیا ایک دم مین دونون آگے پیچھے پہاڑ کے نیچے جا پہونچے
حاتم نے اُچھل کر اُسکی کمر زور سے پکڑلی ہر چند اُسنے چاہا کہ اُسکو جدا کرے لیکن نہ کر سکا آخر اس طرح سے
دونون گرتے پڑتے پہاڑ کے اوپر جا پہونچے جو ہین قلعے کے نزدیک گئے ایک کھڑکی دکھائی دی دونون لپٹے لپٹائے
اُسکے اندر چلے گئے لوگون کی نظرون سے غائب ہوے وہ ناچار وہان سے حاتم کا افسوس کرتے ہوے شہر مین آئے
اور حاکم کو خبر پہونچائی کہ مسافر بھی حاتم کے ساتھ اُسی پہاڑ پر چلا گیا اس بات کے سنتے ہی حاکم غضب ہو کر
کہنے لگا کہ ای نادانو آج تک کوئی بے بلائے پہاڑ پر نہین گیا تمنے اُسکو کیون چھوڑا اور کسواسطے جان دیا وبال
اُس غریب کا تمہاری گردن پر ہوا اُنھون نے عرض کی خداوند ہمنے تو اُسے بہتیرا سمجھایا کہ تو وہان نہ جا اُسنے
ہمارا کہنا نہ مانا اور کہا کہ وہ میرا یار جانی ہی مین اُسکو ہرگز تنہا نہ چھوڑونگا بلکہ جو مصیبت اُسپر پڑیگی مین بھی
اُسمین شریک ہونگا غرض یہ باتین کر کے رئیس اور رعیت سب کے سب حاتم کے واسطے کڑھنے لگے
اور وہان کا احوال یہ ہی کہ جب وہ دونون کھڑکی سے آگے بڑھے تو محلہ خموشان تھا غرض ایک
میدان وسیع مین جا پہونچے وہان ایک ایسا سبزہ زار نظر آیا کہ نظر کام نہ کرتی تھی گویا فرش زمردین چار طرف
بچھا ہی پر تھوڑی سی زمین اُسمین خالی تھی وہ جوان اُسپر پانون رکھنے لگا پانون رکھتے ہی چت گر پڑا حاتم نے چاہا
کہ اُسکا ہاتھ پکڑکر اُٹھائے اتنے مین اُسکا منھ زرد ہو گیا آنکھین پتھرا گئین ہاتھ پانون سخت ہو گئے
اُسکا یہ احوال دیکھکر حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مر گیا آنکھون مین آنسو بھر لایا بے اختیار رونے لگا کہ اتنے مین
زمین تڑق گئی وہ جوان اُسمین سما گیا وہین وہ جگہ سبز ہو گئی اس ماجرے کو دیکھکر حاتم نے سجدہ کیا
اور کہا کہ دنیا فانی ہی سب کو مرنا ہی واقعی اب کو ندا کی حقیقت کما حقہ معلوم ہوئی بس اب یہان سے چلیے
یہ دُھن باندھ کے روانہ ہوا تمام دن پھرا مگر اُس کھڑکی اور قلعے کا کہین کھوج نہ ملا خدا جانے کھڑکی کیا ہوئی
اور قلعہ کدھر گیا سات روز تک حیران و سرگردان بے آب و دانہ رہا غرض چلنے سے مایوس ہو کر دل مین
کہنے لگا کہ ای حاتم تیری موت یہان لائی ہی جو تو بے بلائے آیا کیونکہ نہ اب وہ قلعہ ہی نظر آتا ہی نہ وہ پہاڑ
نہ وہ شہر اتنے مین دریا کے کنارے جا پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ وہ بڑے زور و شور سے بہ رہا ہی اور اُسکا اور چھور
نہین ملتا ہی یہ نہایت متفکر ہوا اور کہنے لگا الٰہی اب اس سے کیونکر پار اُترون تیرے سوا کون بیڑا پار کریگا
اتنے مین ایک ناؤ نظر آئی کہ ادھر ہی چلی آتی ہی اُسنے جانا کہ کوئی ملاح لیے آتا ہی جب کنارے آ لگی تو اُسپر کسی کو
نہ دیکھا متعجب ہوا پھر شکر خدا بجا لا کر سوار ہو لیا کیا دیکھتا ہی کہ ایک دسترخوان مین کچھ لپٹا دھرا ہی بھوکا تو تھا ہی
فوراً اُٹھا کر کھولا تو دو روٹیان اور مچھلی کے کباب گرما گرم پائے چاہتا تھا کہ کھائے یہ دھیان آیا
کہ شاید ملاح نے اپنے واسطے رکھا ہو پرایا حق کھانا خوب نہین اتنے مین ایک مچھلی نے دریا سے سر نکال کر

کہا کہ اے حاتم یہ روٹیان اور کباب تیرا ہی رزق ہے شوق سے کہا کچھ اندیشہ جی مین نہ رکھ یہ کہکر غوطہ مار گئی حاتم نے
اُسی وقت اُسکو نوشجان کیا پانی پیا اور سجدہ شکر بجا لایا وہین ایسی ایک آندھی چلی کہ تین دن مین کشتی کو کنارے پر
لگا دیا حاتم خدا کی حمد کرتا ہوا اُسپر سے اُترا دل مین کہنے لگا کہ شہر کی راہ کہان ہے جو وہان جا کر اُس
جوان کی حقیقت لوگون سے بیان کرون غرض سات دن چلتے چلتے گذر گئے پر اُسنے کہین سراغ راہ
اور آب و دانہ کا نام و نشان نہ پایا بلکہ ایک درخت بھی نہ دیکھا کہ جسکی تلے چھاتا حیران و سرگردان چلا جاتا تھا
کہ ایک پہاڑ بلند عظیم الشان نظر آیا اُسی کی طرف متوجہ ہوا تین دن کے بعد اُسکے نیچے جا پہونچا اور جس
پتھر کو اُٹھا کر دیکھا اُسکے نیچے لہو بہتا پایا فکر کرنے لگا کہ کوئی یہان نہین ہے جس سے اسکا احوال پوچھون
آخر ناچار ہو کر پہاڑ پر چڑھنے لگا بارہ دن کے بعد اُسپر جا پہونچا تو ایک میدان کف دست
دکھائی دیا کہ وہان کی خاک اور جانور چرندے بیر بہوٹی کی طرح لال ہو رہے ہین حاتم بھوک پیاس
بھولا اور قدم بڑھا کے چھ کوس تک چلا ہی گیا کیا دیکھتا ہے کہ لہو کا ایک دریا لہرین لے رہا ہے اور اُسمین جتنے
جانور ہین ایسے سرخ ہو رہے ہین گویا لہو سے بنے ہین گھبرایا کہ اس دریا سے کیونکر پار ہونگا ناچار کنارے کنارے
چل نکلا کہ کہین تو اس سے اُترنے کا قابو ملیگا جب بھوک لگتی تو شکار کر کے کھاتا جب پیاس لگتی تو مہرہ منہ مین
رکھ لیتا ایک مہینہ اسی طرح سے گذر گیا یکایک اُسی جگہ پہونچا کہ جہان دریاے خون کے سوا نہ زمین تھی نہ درخت نہ چرند
نہ پرند جی مین کہنے لگا اے حاتم ایک مہینے تک تو نے یہ کچھ رنج و الم سہے کہ پانون چلنے سے رہے پر گھاٹ
نظر نہ آیا اگر دس برس تک یون ہی پھریگا دریاے خون کے سوا کچھ نہ دیکھیگا خدا کے کارخانے مین دم مارنا
آسان نہین اور جن چیزون کو اُسنے چھپایا ہے اُنکا کھولنا امکان نہین اگر وہی فضل کرے تو یہان سے
سلامت منزل مقصود کو پہونچے والا مجھسے کچھ تدبیر نہین ہو سکتی حیف ہے کہ وہان بیچارہ منیر شامی تیری راہ
تک رہا ہے اور تو یہان اس گرداب بلا مین پڑا اسک رہا ہے لیکن اس سے سخت یہ حیرانی ہے کہ وہ خدا کی
خبر حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کو کیونکر ملے وہ جو اُسکی خبر لانے کے لیے لوگون کو بھیجتی ہے اور بیابان
محنت مین ڈالتی ہے یقین ہے کہ اکثر اُسکی خبر لینے کو آئے ہونگے پر ناچار محروم ہی پھر پھر گئے ہونگے اتنے مین
یہ سوچ کر کہنے لگا کہ تو نے اپنے حظ نفس کے لیے یہ کام نہین کیا بلکہ ایک بندۂ خدا کے لیے تو
یہان تک آیا ہے اُسکے کرم سے امیدوار رہ تجکو اس بلا سے نجات دیگا اور وہ البتہ مراد کو
پہونچا دیگا اسی اُدھیڑ بُن مین تھا کہ کچھ چیز دریا مین نمودار ہوئی حاتم اُسکی طرف بہ نظر غور دیکھنے لگا
کہ شاید یہ کوئی جانور ہے یا لکڑا بہا چلا آتا ہے جب تک اور قریب آئی دیکھا تو کشتی ہی تھی خدا کا
شکر کیا اور سوار ہو لیا پھر ویسی ہی روٹیان اور کباب بدستور پائے بے تامل اُنھین کھایا اور

خدا کی حمد بجا لایا جب کشتی مانجهدار کے قریب جا پہونچی زور سے ہوا چلنے لگی اور موجین بڑی بڑی اٹھنے لگین
حاتم ڈرا اور خدا کو یاد کرنے لگا آخر آنکھین بند کرکے ناؤ مین لیٹ گیا اتنے مین وہ کشتی مانجهدهار پر
آگئی تب اُسکی لہرین مثل شعلۂ آتش بلند ہوئین کہ فلک تک جانے لگین یہ اور بھی بے حواس ہوگیا
قریب تھا کہ مارے خوف کے جی ڈوب جائے بلکہ جان کی نوبت آئے غرض سات دن اسی تلاطم مین
گذر گئے آٹھوین روز کشتی کنارے پر آگئی حاتم اُترا ناؤ اُلٹی پھر گئی کنارے کنارے چلنے لگا اور دل
مین کہتا تھا کہ یہ راز کچھ نہ کھلا کہ یہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی کون دھر گیا سات روز تک اُٹھتے بیٹھتے
چلا گیا کہ دور سے ایک چیز سفید مانند امواج دریا نمایان ہوئی حاتم بھچک کے رہ گیا آگے بڑھکر کیا دیکھتا ہے
کہ ایک دریا نہایت شفاف لہرین مار رہا ہے اور ایسا چمکتا ہے کہ گویا کسی نے چاندی گلاکر بہائی ہے حاتم تشنگی سے
جان بلب تھا کنارے پر آبیٹھا اور اُسمین بایان ہاتھ ڈالا جسوقت نکالا پانی تو نہ پایا مگر ہاتھ چاندی کا ہوگیا
ہرچند اُسکو داہنے ہاتھ سے پاک کیا لیکن وہ اُسی طور پر رہ گیا بلکہ بوجھ ہوگیا حاتم نے کہا یہ عجب دریا ہے
اگر غوطہ مارون تو تمام چاندی کا ہوجاؤن لیکن مارے بوجھ کے چلنا پھرنا نہایت مشکل ہوگا آخر سر بزانو ہو
بیٹھ گیا جوش اضطراب سے کبھی داہنی طرف دیکھتا تھا اور کبھی بائین جانب اور کبھی گریبان مین منھ ڈال دیتا تھا
اتنے مین کشتی اُسی طرح کنارے پر آپہونچی یہ ہوش مین آکر بسم اللہ کہکر چڑھ بیٹھا ایک طباق حلوے کا
گرما گرم پاک وپاکیزہ نظر آیا اُسنے اپنی طرف کھینچ لیا اور خوب سا کھایا پھر پاؤن پھیلاکر بارام تمام
سو رہا کئی دن کے بعد کشتی کنارے پر جا پہونچی اُترکر آگے بڑھا پر ہر وقت اپنا ہاتھ دیکھا کرتا تھا چار دن
بعد ایک پہاڑ نمودار ہوا اُسنے جانا کہ یہ نزدیک ہے حالانکہ وہ ایک مہینے کی راہ پر تھا غرض شکار کرتا ہوا
اور میوے کھاتا ہوا چلا جاتا تھا جب وہ تین دن کی راہ پر رہ گیا سنگریزے سفید و زرد و سرخ و سبز
نہایت خوشرنگ نظر آنے لگے اُس سے جو آگے بڑھا تو الماس و زمرد و لعل جابجا پڑے تھے اُسوقت طمع نے
لیا کتنا جواہر قسم اول کا اُٹھاکر جیب و دامن مین ڈال دیا اور آگے چلا تھوڑی دور چلکر کیا دیکھتا ہے کہ اُس
جواہر سے بھی بیش قیمت بہت سا پڑا ہے اُسکو پھینک دیا اسکو جیب و دامن مین بھر لیا اور دل مین
کہا کہ اگر یہ جواہر شہرون مین پہونچے تو انکی قیمت کوئی نہ دے سکے اسی خیال سے چلا گیا آخر اُسکے
بوجھ سے تھک کر کسی جگہ بیٹھ گیا اور کئی لعل و زمرد و الماس بیش قیمت جو سب سے بڑے تھے چن لیے باقی ہو ہین
پھینک دیے پھر راہی ہوا ایک چشمے پر جا پہونچا اُسکے کنارے بیٹھ گیا اپنے ہاتھ دھوئے اتنے مین بائین ہاتھ
پر جو نظر پڑی تو اُسکو جیسا تھا ویسا ہی پایا مگر ناخن چاندی کے رہے خدا کا شکر کیا اور کہنے لگا کہ یا الٰہی اُس
دریا مین تو ہاتھ چاندی کا ہوگیا تھا اس چشمے مین حالت اصلی پر آگیا اسمین کیا بھید ہے

اتنے مین رات ہوگئی اُس جگہ پڑرہا کہ ایک دو شخص اُس چشمے سے نکلے کہ اُنکے سر آدمی کے مانند تھے اور
پاؤن ہاتھی کے تھے اور ناخن شیر کے سے رنگ نہایت سیاہ حاتم ڈرکر اُٹھ کھڑا ہُوا کہ یہ کیا بلا ہی اگر بھاگون
تو شرم دامنگیر ہوتی ہی اور ٹھہرون تو ٹھہر نہین سکتا دیکھیے تقدیر مین کیا ہی کہ ایک تیر و کمان اُٹھا کر
تیر مارا ایک نے پکڑ لیا چاہتا تھا کہ دوسرا تیر مارے اُنھون نے فریاد کی کہ ای حاتم طائی تو اپنی جان کے
ڈر سے ہمین مارتا ہی ہم بھی خدا کے بندے ہین کچھ تجھے ایذا دینے نہین آئے اُسنے تیر و کمان کو ہاتھ سے ڈال دیا
اور سر جھکا کر بیٹھ گیا پھر دل مین اندیشہ کیا کہ اُنکو مجھسے کیا کام ہی جو ادھر آتے ہین تیر اُنھون نے درمیان ہی سے
پکڑ لیا اگر دوسرا مارونگا کا ہیکو کارگر ہوگا اتنے مین وہ نزدیک آکر کہنے لگا ای حاتم تجھے شرم نہ آئی جو جواہر کی
طمع کی وہ بولا مین نے کسکا جواہر لیا کیا لالچ کیا اُنھون نے کہا کہ فلانے جنگل مین سے تو جواہر لایا ہی اب تک
تیرے پاس موجود ہی یہ سُنکر حاتم نے جواب دیا کہ ای یارو خدا کا ملک وسیع ہی اگر مین نے وہان سے اُٹھا لیا
تو کسی کا کیا کچھ تمھارا تو نہین ہی وہ بولے کیا ایک اور خلقت کے واسطے اللہ تعالی نے رکھا ہی حاتم نے
کہا وہ خلقت کون سی ہی جو انسان سے شریف تر ہوگی بلکہ انسان ہی سب سے بہتر ہی اُنھون نے کہا یہ سچ ہی
مگر یہ جواہر خالق نے پریون کے واسطے رکھا ہی کہ وہ اپنے کام مین لائین اُسنے کہا کیا آدمی اس جواہر کے
لائق نہین جو اسے پہنے اور اپنے تصرف مین لائے اور مین نے تو لوگون کے دکھانے کے واسطے اُٹھا لیا ہی
کہ خدا نے کیا کیا چیزین کس کس افراط سے جنگلون مین پیدا کی ہین سب دیکھین اور اُسکی صنعت کو کسی طرح انکار نہ کرین
اس بات کو سُنکر دیوون نے کہا یہ سچ ہی واقعی تجکو لالچ نہین مگر جو سلامت اپنے شہر کو جایا چاہتا ہی تو اس
جواہر سے ہاتھ اُٹھا یہ سنتے ہی حاتم نے سب پھینک دیا اور کہا کہ تم ہی لیجاؤ لیکن حیف ہی کہ مین اسکو بہت
دور سے اُٹھا لایا تھا اور بڑی محنت و مشقت اسکے لیے کی تھی تمنے بڑا ظلم کیا کہ اسکو مجھسے لے لیا مین کچھ چور اگر نہین
لایا تھا یہ کیا چلن ہی کسی کی محنت مفت ضائع کیجیے اُنھون نے کہا کہ اگر تو اُسکے اُٹھانے کی مزدوری
چاہتا ہی تو یہ بھی نہین پہونچتی کیونکہ کسی کے بے کہے اسقدر مال اُٹھانا اور اپنے پاس رکھنا یہ کب
روا ہی بلکہ محنت کی گنہگاری دینی پڑتی ہی حاتم یہ باتین سُنکر سر جھکا کے چپ ہو رہا وہ ایک
لعل ایک الماس ایک زمرد اپنی اپنی قسم مین جو سب سے بیش قیمت تھا اُسکو دینے لگے اور بولے کہ تجکو
یہی بہت ہی لے اُسنے لے لیا اور کہا کہ ای بندگان خدا برائے خدا مجکو راہ بتا دو جو مین کسی طرح سے
اپنے ملک کو پہونچون وہ بولے ای جوان غنیمت جان جو تو صحیح و سلامت آیا اور جیتا جاگتا چلا
کیونکہ اس حد سے آج تک کوئی جان سلامت لیکر نہین گیا اب اسقدر اندیشہ نہ کر کہ تیری عمر بڑی ہی
اس سے آگے ایک جواہر کا دریا ملیگا اُسکے بعد دریائے آتش اگر اُنسے صحیح و سالم اُتر گیا تو مقرر اپنے ملک

مین پہونچیگا مگر کسی چیز کا لالچ نہ کرنا اسمین تیری سلامتی ہو خدانخواستہ اگر کسی چیز پر دل دوڑا ئیگا اپنے
کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر وہ پانی مین اُتر پڑے اُسکی نظر سے چھپ گئے حاتم اُسی مقام پر بیٹھا تمام رات اللہ اللہ
کیا کیا صبح کو وہان سے اُٹھکر آگے بڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک دریا دکھائی دیا کہ اُسکا تمام پانی مثل آب زر تھا
بارے اُس سے صحیح و سلامت پار اُتر گیا چند روز کے بعد ایک اور دریا نظر آیا یہ اسکو دیکھکر نہایت شاد ہوا
اسواسطے کہ بہت پیاسا تھا جب اُسکے نزدیک پہونچا نگاہ کی تو اُسکے کنارے ہزارون موتی سنگریزون
کی طرح پڑے تھے لیکن ہر ایک انڈے کی برابر تھا کہ اُنکی چمک سے آنکھین جھپکی جاتی تھین اور قیمت کا
تو ٹھکانا نہ تھا حاتم لالچ مین آکر چاہتا تھا دس بیس اُٹھا لے کہ اتنے مین اُن دیوون کی نصیحت یاد آئی
ڈرکر اُس حرکت سے باز رہا اور اُسکے کنارے پر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہو کہ اُسکا پانی دودھ اور شہد کے
مانند ہو پیاسا تو تھا ہی خوب سا پیٹ بھر کر پیا غرض اُس سے بھی بخوبی گذر گیا اور آگے بڑھا کہ دور سے
ایک روشنی نظر آئی گویا کہ سونے کا ایک تختہ ہوا مین چمک رہا ہو اُسی کی طرف چلا ایک مہینے کے بعد
قریب جا پہونچا کیا دیکھتا ہو کہ سونے کا ایک پہاڑ آسمان سے لگا جھمارہا ہو یہ اُسپر
چڑھ گیا وہان ہر ایک درخت سونے کا پھولا پھلا دیکھا متعجب ہوا تین روز تک اُسپر چلا گیا تھا کہ ایک
ایک میدان وسیع نظر آیا کہ اُسکی تمام زمین سنہری تھی پھر اُس سے آگے بڑھا تو سونے کا ایک
محل نہایت خوش اسلوب دیکھا جب قریب پہونچا دروازہ کھلا پایا اندر چلا گیا وہان ایک باغ نہایت
پرفضا گل و ثمر سے بھرا نظر آیا اسمین سونے کے ہزارون درخت چمک رہے تھے اور اُنمین جڑاؤ
پتے دمک رہے تھے حاتم دیکھکر حیران ہوا اور صانع کی صنعت کا شکر کرنے لگا پھر تھوڑا سا میوہ توڑکر
کھایا کہ ایک حوض نظر آیا اُسکا پانی صاف اور شفاف مانند بلور تھا اُسکے کنارے پر جا بیٹھا اور دل مین
فکر کرنے لگا کہ یہ باغ کسکا ہو اور اُسکا مالک کون ہو کس سے پوچھے اتنے مین کئی پریان چھماتی ہوئی ٹک
اور جڑاؤ گہنے سے آراستہ جلوہ گر ہوئین اور حاتم کو دیکھتے ہی مسکرا کر حیران رہ گئین کہ یہ مکان کہان اور
آدم زاد کہان حاتم بھی اُنکو دیکھکر حیرت مین آیا کہ یا الٰہی یہ کیا حسن ہو جو تونے انکو بخشا ہو ناگاہ مہر
ملکہ زرین پوش یاد آئی کہ وہ بھی ایسا ہی حسن رکھتی ہو خدا اُس سے جلد ملائے اور اُسکا جمال
جلد دکھائے القصہ اُنسے کہنے لگا کہ ای خدا کے بندو تم کون ہو سچ کہو اور اس جگہ کا بادشاہ کون ہو بتاؤ
انھون نے کہا کہ یہ محل پری نوش لب کا ہو اتنے مین وہ آن پہونچی حاتم اُسکو دیکھتے ہی بیہوش
ہوکر گر پڑا اُسکے سرہانے آکر کھڑی ہوئی اور کہنے لگی ارے کوئی ہو جلد آکر اُسکے منھ پر گلاب چھڑکے
وہین ایک نازنین دوڑی گئی اور جڑاؤ گلاب پاش لاکر اُسکے منھ پر گلاب چھڑکنے لگی حاتم ہوش مین آیا

پھر پری نوش لب ایک تخت مرصع پر جا بیٹھی اور اُسکو ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھا کر کہنے لگی کہ اے جوان
خوشرو سچ کہہ کہ کہان سے آیا ہی کس کام کے ارادے پر یہان تک پہونچا ہی اور اب کدھر جائیگا
حاتم نے اپنا تمام احوال ابتدا سے انتہا تک اُسکے سامنے بیان کر کے پوچھا کہ اس مکان کا مالک
کون ہی اور اس پہاڑ کا نام کیا ہی پری نوش لب نے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ زرین کہتے ہین مکان
شاہ پال بادشاہ کا ہی اور اُسکی ایک بیٹی آسیا نام ہی مین بھی اُس لڑکی کی ایک خواص ہون جب ہفتہ
ساتوان روز میری باری کا ہی اُس روز مین اُسکی خدمت مین حاضر ہوتی ہون اور یہ مکان کوہ قاف سے
تعلق رکھتا ہی اگرچہ دنیا کی حد مین ہی اور یہ اور سے جو دکھائی دیتا ہی اُسی کا قلعہ ہی غرض چار روز تک
حاتم کو مہمان رکھا انواع و اقسام کے کھانے اور میوے کھلائے اور بہت سی مدارات کی پانچوین روز
کہا کہ یہ تمہارے رہنے کے قابل نہین بہتر یہ ہی کہ یہان سے تشریف لے جاؤ حاتم اُس پری سے رخصت ہوکر
پہاڑ ہی پہاڑ چلا دس بیس دن کے بعد پہاڑ سے اُتر کر کسی جنگل مین جا پہونچا وہان سونے کا ایک دریا دکھائی دیا
کہ اُسکا پانی گلے ہوئے سونے کی صورت لہرین لے رہا ہی اور اُسکی موجین آسمان سے ٹکرین لے رہی ہین
یہ دریا کے فکر مین غرق ہو کر اُسکے کنارے بیٹھ گیا کہ اس سے کیونکر پار ہو جیے اتنے مین سونے کی ایک ناؤ
دور سے نظر آئی اور جھپٹ سے کنارے پر پہونچی حاتم نے خدا کا شکر کیا اور اُس پر بیٹھ لیا وہین ایک طباق گرم گرم
حلوے سے بھرا ہوا نظر آیا بھوکا تو تھا ہی کمال رغبت سے کھایا چاہتا تھا کہ دریا مین ہاتھ ڈال کر پانی پیے پھر
ڈرا کہ مبادا ہاتھ سونے کا نہ ہو جائے کھینچ لیا پھر ایک کٹورا بغل سے نکال کر بھرا از بسکہ تشنگی غالب تھی تھوڑا سا
پانی حلق کے اندر ٹپکایا اتنے مین کیا دیکھتا ہی کہ کٹورا اور دو چار دانت سونے کے ہو گئے غرض چالیسوین کشتی
کنارے پر پہونچی حاتم نے کنارے اُتر کے شکر کا دوگانہ ادا کیا اور آگے بڑھا سات روز تک چلا گیا اور
ایسے ایسے عجائبات دیکھے کہ اتنی مدت مین کبھی دیکھے تھے نہ سُنے تھے آٹھوین دن پتھرون کے میدان مین
جا پہونچا وہان کا ہر ایک کنکر پتھر ایسا گرم تھا گویا آگ سے ابھی نکالا ہی بمشکل چند قدم چلا آخر طاقت
نہ رہی مجبور ہو کر بیٹھ گیا مارے گرمی کے ہونٹھ سوکھ گئے بلکہ تمام بدن جل اُٹھا تب تو نہایت بے قرار
ہو کر مہرہ منہ مین رکھ لیا پر کچھ فائدہ نہ دیکھا آخر اُسکو منہ سے نکال کر پھینک دیا اور آپ زمین پر ماہی بے آب کی
طرح تڑپنے لگا یہان تک کہ بے ہوش ہو گیا بلکہ قریب مرگ پہونچا منہ کھل گیا زبان باہر نکل پڑی
اتنے مین وہ دونون شخص جو جواہر لے گئے تھے پیدا ہوئے اور اُسکو اُٹھا کر آب شیرین سرد
پلایا حاتم ہوش مین آیا آنکھین کھول کر دیکھا تو وہی دونون شخص نظر آئے بولا اے یارو آفرین ہی
کہ وقت پر پہونچے اور بڑی مدد کی اب کہو کس طرف جاؤن یہ گرمی کس سبب سے ہی اُنھون نے

کہا کہ اس سے آگے دریاے آتش ہی یہ گرمی اُسی کے باعث سے ہی پر رستہ یہی ہی چلا جا خدا کی قدرت سے
اپنے ملک مین پہونچ رہیگا راہ تبلانا ہمارا کام نہین مگر اتنا ہو سکتا ہی کہ یہ آگ دہیمی ہو جائے اُسنے کہا کہ
جو کچھ تمسے ہو سکے قصور نہ کرو یہ بھی احسان سے خالی نہین ہی تب اُنھون نے ایک مُہرہ نکال کر حاتم کو دیا
اور کہا کہ آگے دریاے آتشین ہی اگر اسکو اپنے مُنہ مین رکھ لیگا تو آگ تجہپر کارگر نہ ہوگی ٹھنڈے ٹھنڈے
چلا جائیگا پر یہ یاد رہے کہ دریا کے پار ہوتے ہی اس مُہرے کو پھینک دیجیو یہ کہکر حاتم کی نظر سے غائب ہو گئے
وہ رات کی رات وہین رہا صبح کو مُنہ مین مہرے کو رکھ کے آگے چلا تین روز کے بعد سامنے سے آگ کے
شعلے معلوم ہونے لگے یہ ڈرا اور العظمۃ للہ کہکر آگے بڑھا جب کنارے پر پہونچا تو کیا دیکھتا ہی کہ شعلے کی لہرین آسمان
تک جاتی ہین اور آتی ہین حاتم مدہوش سا ہو کر کبھی آسمان کو دیکھتا تھا کبھی زمین کو اتنے مین ایک ناؤ بھی
کنارے آلگی وہ دل مین خدا کی حمد کر کے کہنے لگا کہ یہ دیدہ و دانستہ آپ کو آگ مین ڈالنا ہی پر کیا کرون
راہ یہی ہی خدا آسان کریگا جو اُسکی رضا یہی ہی تو راضی رہا چاہیے تن بہ تقدیر کشتی پر جا بیٹھا اور
مُنہ مین مہرہ رکھ لیا اتنے مین ایک قاب نان و کباب سے بھری ہوئی دیکھی اُسکو بے اختیار کھینچا اور
پیٹ بھر کر کھایا غرض کشتی چلی جاتی تھی یہ ڈر کے مارے کبھی آنکھین نہ کھولتا تھا جو کبھی کھل جاتی تھین تو جان
نکلنے لگتی تھی وہین بند کر لیتا تھا قصہ کوتاہ ناؤ دریا کے مانجھدار مین آپہونچی اور چکی کی طرح
پھرنے لگی حاتم کو یقین ہوا کہ اب ڈوبتی ہی خدا کی یاد مین مشغول ہوا اور آنکھون مین پٹی باندھکر سر بزانو
ہو گیا کہ اب نہین جیتا بچتا بارے فضل الٰہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اُتر پڑا آنکھین
کھول کر جو دیکھتا ہی نہ وہ دریاے آتشین ہی نہ کشتی ہی ایک سہانا سا جنگل نظر آتا ہی مُہرے کو
مُنہ سے نکال کر پھینک دیا اور آگے چلا تھوڑی سی راہ طے کی تھی جو معلوم ہوا کہ سواد مین ہی نہایت شاد
ہو کر شکر کیا پھر کسی گاؤن کی طرف گیا وہان ایک کھیت پر کھڑا ہو کر کسان سے کہنے لگا کہ یہ نواح کس
شہر کی ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور ٹکٹکی باندھکر اُسکا مُنہ دیکھنے لگا حاتم بولا اے عزیز تو بہرا ہی کہ نہین
سُنتا اُسنے عرض کی کہ تیری صورت مین اپنے حاتم بادشاہزادہ کی سی دیکھتا ہون حاتم نے
یہ سُنکر کہا کہ تو کون ہی اور کیا جانتا ہی وہ بولا اے جوان یہ مُلک یمن ہی اور حاتم ہمارا شاہزادہ ہی
اُسکا باپ طے نام یہان کا بادشاہ ہی لیکن شاہزادے کو سات برس ہوے کہ اس ملک سے
نکل گیا ہی ایک مرتبہ اُسکی خبر ملکہ زرین پوش سے پہونچی تھی اُس سے ہر شخص کو تھوڑی سی تسکین ہوئی تھی
اب تو اُسکے ماں باپ اور اقربا کا نہایت بُرا احوال ہی کہ ہر ایک پر اپنی زندگی وبال ہی خصوصاً
ملکہ زرین پوش کی تو جان ہی پر آبنی دیکھیے اُسکی ملاقات ہونے تک جیتی رہتی ہی یا نہین حاتم نے

کہا چند روز ہوئے کہ مین تمہارے شہزادے سے راہ مین ملا تھا وہ خیر و عافیت سے ہی تو مین
مین جا کر اُسکی طرف سے چھوٹے بڑے کی خدمت مین دعا سلام پہونچا کر یکنا کہ حاتم شاہ آباد کی طرف
گیا ہی پھر کہا اے دہقان مین بہت سا پیاسا ہون تھوڑا سا پانی پلا وہ جلدی سے ایک پیالہ دودھ کا
اور ایک چھاچھ کا لے آیا حاتم نے نہایت مزے سے پیا اور کہا ہزار شکر ہی کہ مدت کے بعد مین نے اپنے
ملک کو دیکھا اور یہ نعمت کھائی پھر اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہ آباد کا رستہ لیا تھوڑے دنون مین وہان جا پہونچا
لوگ دوڑے اور حسن بانو کو اُسکے آنے کی خبر دی اُسنے پردہ کر کے اندر بلایا اور ایک سونے کی کرسی پر
بٹھا کر کہا آفرین ہی اے جوان کیا خوب ہوا جو تو آیا بارے کوہ ندا کی خبر کہہ اور وہان کے بھید سے مجھے
آگاہ کر حاتم نے سرے سے قصہ شروع کیا اور آخر تک کہہ سُنایا حسن بانو نے کہا سچ کہتا ہی لیکن کچھ نشان بھی دکھا
کہ یقین آ جائے حاتم نے بایان ہاتھ دکھایا کہ یہ سب چاندی کا ہو گیا تھا پر مین ایک دن کسی آب لال کے
چشمے پر جو پہونچا اور اُسکو دھویا یہ اپنی اصلی صورت پر آ گیا لیکن ناخن اب تک چاندی کے ہین دوسرا نشان
یہ ہی کہ دریاے زرین کے پانی سے چار دانت سونے کے ہو گئے ہین اور وہ تینون رقم جواہر بھی دکھا دین
تب حسن بانو نے بہت سی آؤ بھگت کی اور کھانا نہایت پر تکلف منگوا کر روبرو رکھوایا حاتم نے کہا بہتر یہ ہی
کہ اسکو میرے ساتھ کر دو مین کاروان سرا مین جا کر منیر شامی کے ساتھ کھاؤنگا پھر وہان سے
اُٹھ کر کاروان سرا مین آیا اور منیر شامی سے مل کر کھانا مزے سے باہم کھایا اور اپنی سرگذشت
مفصل بیان کی اُسنے اُسکی ہمت اور جوانمردی کی نہایت تعریف اور توصیف کر کے بہت سا عذر کیا
حاتم نے دو تین دن آرام کر کے حمام کیا اور اچھے کپڑے پہنکر حسن بانو کے پاس گیا دربانون نے خبر کی
اُسنے اُسی طور سے پردہ کر کے بُلا لیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا حاتم نے کہا صاحب اب چھٹا سوال
کیا ہی اُسکو بھی کہو تا کہ مین پورا کرون یہ بات سُنکر حسن بانو نے کہا کہ ایک موتی میرے پاس ہی اُسکے برابر کا
دوسرا تلاش کر کے لا دے حاتم بولا مین اُسے ذرا دیکھ لون اُسنے منگوا کر دکھا دیا سچ کہ وہ مرغابی کے
انڈے کے برابر تھا حاتم نے کہا مین یہ جانتا ہون کہ تو مجکو اسے نہ دیگی لیکن نمونہ حوالے کر جو اُسکے برابر
ڈھونڈھ لاؤن حسن بانو نے ایک موتی چاندی کا اُتنا بڑا بنوا کر حاتم کو دیا وہ اُسکو لے کر دہان سرا
مین آیا اور منیر شامی کو دکھا کے کہنے لگا کہ حسن بانو اب اتنا بڑا ایک موتی مانگتی ہی مین نے
دو ایسا موتی اپنی عمر مین نہ دیکھا نہ سُنا ہی خدا جانے کس دریا مین اور کس جگہ پیدا ہوتا ہی منیر شامی نے کہا
بھائی جس جگہ ایسا موتی پیدا ہوتا ہی پہلے اُس مکان کو تحقیق کر لو تب جاؤ حاتم نے کہا پوچھنا کچھ
ضرور نہین مجکو میرا خدا وہان پہونچائیگا جسنے اتنی مشکلین آسان کی ہین وہ اسے بھی آسان کریگا یقین ہی کہ

مین اُس دریا پر پہونچونگا اور ایسا موتی لے آؤنگا مین خالق پر توکل کیے ہون اور اُسکے سوا کسی سے
امید نہین رکھتا منیر شامی نے اس بات پر بہت سی آفرین کی اور کہا کہ چند روز ابھی آرام کرو حاتم
حاتم نے کہا بھائی آخر یہ کام ہمین کو کرنا ہی پھر دیر لگانی کیا ضرور آخر حاتم منیر شامی سے رخصت ہو کر
ویسے موتی کی تلاش مین روانہ ہوا

چھٹا سوال حاتم کے جانے کا اور مرغابی کے انڈے برابر موتی لانے کا

جب حاتم شاہ آباد سے نکلا پانچ چھ کوس پر جا کر ایک پتھر کی سل پر بیٹھکر سر بزانو ہوا اور دل مین فکر کرنے لگا کہ یا الٰہی
ایسا موتی کس دریا مین سے ہاتھ لگیگا اگر تجھہ تو ہی اپنا فضل کرے تو وہ گوہر نایاب ملے اتنے مین شام ہو گئی
ایک جوڑا ناطقہ کا ہفت رنگی کہ جسکے بسیرے کا مقام دریاے قہرمان کے کنارے تھا قدرت الٰہی سے
ایک درخت پر وہان آ بیٹھا مادہ بولی کہ ہمکو یہان کی آب ہوا خوش نہین آتی اگرچہ اس جگہ ہمارے کھانے
پینے کی چیزین قسم قسم کی ہین بہتر یہ کہ یہان سے اُڑ چلین نر نے کہا میرا قصد تو یہ تھا کہ چند روز اس جنگل
مین رہون تیرے کہنے سے اب صبح کو اپنے وطن کو چلونگا خاطر جمع رکھ ایک گھڑی چپکی رہ مادہ نے
کہا کہ وہ شخص کون ہی جو اس جنگل مین سر جھکائے غمگین و متفکر بیٹھا ہی نر بولا یہ حاتم یمن کا شاہزادہ ہی کیا کرے
حق اسکی جانب ہی جسقدر غمگین ہو بے جا نہین کیونکہ اُسکو مرغابی کے انڈے برابر موتی کی تلاش ہی
اپنے لیے نہین بلکہ خدا کی راہ پہ غیر کے واسطے اسنے کمر باندھی ہی چنانچہ منیر شامی شہزادہ حسن بانو پر
عاشق ہوا ہی وہ سات سوال رکھتی ہی شہزادہ نہ سوال پورے کرنے کی طاقت رکھتا ہو نہ اُسکے چھوڑنے کی
قدرت رکھتا ہو اس سبب سے دیوانہ وار پھرتا پھرتا صحراے یمن مین جا نکلا تھا اور یہ بھی شکار
کھیلتا ہوا اُسی جنگل مین آ پہونچا باہم ملاقات ہو گئی منیر شامی نے اپنا احوال اُس سے کہا اسنے ترس کھا کر اُسی کے واسطے
غربت اختیار کی اور مصیبت اپنے سر پر لی چنانچہ اُسکے پانچ سوال پورے کر چکا ہی اب چھٹے
سوال کی باری ہی اور وہ ایسے موتی کا لانا ہی یہ بیچارہ اس درخت کے نیچے اس سوچ مین حیران بیٹھا ہی
کہ کدھر جاؤن اور ایسا موتی کہان سے لاؤن فی الواقع بے دیکھے راہ کیونکر چلے اور ایسا موتی کس طرح سے
پیدا کرے لیکن تو کہے تو مین اسکو راہ بتا دون وہ بولی اس سے کیا بہتر ہی کہ حیوان کا احسان انسان
پر ہو جب مادہ سے مرضی پائی نر کہنے لگا کہ ایسے موتی کی پیدایش یون ہی کہ اگلے زمانے مین کہتے ہین
کتنے پرندے تین برس کے بعد دریاے قہرمان کے کنارے انڈے دیتے تھے اُنمین سے ایک شمس شاہ کے
ہاتھ آ گیا تھا ہر چند کہ وہ آگے سے مال و جواہر بہت سا رکھتا تھا بلکہ اُسنے ایک شہر بھی بڑا سا بسایا تھا اب وہ

ویران پڑا ہو اتفاقاً اُسی کا خزانہ حسن بانو کے ہاتھ آیا ہو وہ انڈا بھی اُسی مین تھا جو اُسنے پایا القصہ جب
جمجاہ قہرمانی مرگیا اور اُسکا ملک کسی اور نے لے لیا اُسکی جورو حاملہ وہ موتی لیکر محل سے بھاگی اور ایک
جنگل مین جا پڑی پہردن تھا کہ دریاے قہرمان کے کنارے جا نکلی قضارا اسوقت مسعود سوداگر بھی کشتی پر بیٹھا
ہوا وہان آنکلا اُس عورت نے کشتی کو دیکھا غل مچایا کہ خدا کے واسطے مجھ بیکس کو بھی ناو پر چڑھا لو سوداگر نے
رحم کھا کر کنارے پر ناؤ لگا دی اور اسکو بٹھا کر حقیقت پوچھی اُسنے اپنا تمام احوال کہدیا مسعود سوداگر نے
اُسکو اپنی بیٹی کیا اور شہر مین لے آیا چند روز کے بعد وہ عورت لڑکا جنی اور اُسکا نام برزخ رکھا
جب وہ لڑکا ہوشیار ہوا مسعود سوداگر مرگیا اُسکی سرداری اُس لڑکے کو ملی وہ ایک مدت تک اُسکے
مال و دولت سے لاکھون سپاہی نوکر رکھا کئی ہزار گانؤن اپنے قبضے مین لایا یکایک وہان کا بادشاہ
ہوا جب وہ مرگیا حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ ہوے تب اُنھون نے کوہ قاف کی تمام نواحی اور
دریاے قلزم و قہرمان اور دریاے زرین و آتشین بلکہ جو کچھ کوہ قاف سے علاقہ رکھتا تھا وہ سب کا سب
دیوون پریون جادوگرون مردم آزارون کے رہنے کو دیا اور کہا کہ تم سب اسکو آباد کرو آدمیون کے
شہر کی طرف نہ جاؤ چنانچہ وہ جزیرے اور شہر انھین قومون سے آباد ہین آدمی کو وہان سے کچھ تعلق
نہین غرض رفتہ رفتہ وہ موتی ہشام پری سرخ کلاہ کے ہاتھ لگا تھا اب ماہ یار سلیمانی جو آدمی اور پری سے
پیدا ہوا ہی اُسی نے لے لیا ہی بالفعل اُسکی استقامت برزخ کے جزیرے مین ہی وہ ایک لڑکی نہایت
حسین اور مہجبین رکھتا ہی لیکن اُسکا بیاہ اس شرط پر ٹھہرا ہی کہ جو کوئی اُس موتی کی پیدایش کا احوال
ظاہر کریگا مین اُس لڑکی کو اُسکے ساتھ بیاہ دونگا یہ سن کر اکثر پریزاد اُسکے پاس آئے پر کوئی اس موتی کی
پیدائش سے آگاہ نہ تھا جو بیان کرتا ہر ایک مایوس ہوکر پھر گیا اور ماہ یار سلیمانی بڑا عالم
اور فاضل ہی اُسکے سوا اسوقت کی کتابین اُسکے ہاتھ لگی ہین اُسنے اُنکو پڑھکر اُس موتی کی پیدایش کا
احوال دریافت کرلیا ہی اور اُن جانورون کو حضرت سلیمانؑ کے وقت سے حکم نہین
جو کہین انڈے دین اسواسطے ایسے موتی کا پیدا ہونا موقوف ہی بلکہ اس بات کے کہنے کی
بھی منا ہی ہی پر مین نے جو اس جوان کو اہل ہمت اور خدا ترس دیکھا اس لیے یہ
احوال ظاہر کیا یہ دل سے نیکنامی کی سعی مین کمر باندھے پڑا پھرتا ہی یقین ہی کہ اپنی مراد کو پہونچے
ماہ دو نے کہا کہ اس عاجز غریب کی رسائی دریاے قہرمان تک کس طرح ہوگی کیونکہ وہ دیوون کے ملک کی
حد ہی اسکے سوا اور بھی آفتین اُس راہ مین بہت سی ہین کہ اس بے پر و بال کا وہان پہونچنا
بشرط حیات خدا کی قدرت سے کچھ دور نہین لیکن لازم ہی کہ تھوڑے سے ہمارے پر اپنے پاس

رکھے کسواسطے کہ جب کوہ قاف کی حدمین پہونچیگا تو ایک صحراے عظیم ایسا ملیگا کہ جسکا اور چھور نہین چاہیے
کہ اسمین داخل ہونے کے وقت ہمارے لال پر جلا کر پانی مین گھولے اور اپنے تمام بدن مین مل لے
پھر بے دھڑک چلا جاے اُسکی بو سے تمام جانور درندے گزندے بھاگ جاینگے اُسکی صورت بھی دیو کی
سی ہو جایگی جب اُس جنگل کو طی کرکے برزخ کے جزیرے مین پہونچیگا سفید پر جلا کر اُسکی راکھ پانی
مین گھول کر بدن مین ملے پھر نہا دھو کر صاف کرڈالے خدا کے فضل سے اُسی گھڑی اپنی اصلی صورت پر
آجایگا لیکن وہان کے لوگ اُسکو پکڑ کر ماہیار سلیمانی بادشاہ کے پاس لے جاینگے چاہیے کہ یہ اپنا مطلب
اُس سے کہے پر وہ اسی مطلب اصلی کو درپیش کریگا کہ جو کوئی اس موتی کے پیدا ہونے کی حقیقت سے اطلاع
دے اُسکو مین اپنی بیٹی موتی سمیت دون بہتر یہ ہی کہ اس ماجرے کو من وعن یاد رکھے بھول نہ جاوے
ممکن نہین کہ ماہیار سلیمانی اپنے قول سے پھرے کیونکہ وہ وعدے کا بہت سچا ہی مقرر اپنی بیٹی بیاہ دیگا
مادہ نے کہا کہ یہ بے بہا بر ہے پر کیونکر پاے اس بات کے سنتے ہی نر نے اپنے بازو جھٹکاے کتنے ہی
پر گر پڑے حاتم نے سب کے سب چن لیے نہایت خوش ہوا پھر مادہ بولی ای نر تو نے کیونکر جانا کہ یہ شخص
اس کام کے واسطے آیا ہی اور اتنے قصے تو نے کیونکر یاد رکھے ہین اُسنے کہا ہماری قوم مین جتنے
نر ہین تمام جہان کا احوال ابتدا سے انتہا تک جانتے ہین وہ اور بات چیت اسکے سوا کچھ نہین جانتے
اتنے مین صبح ہو گئی وہ جوڑا اُڑ گیا حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک سمت کو چل نکلا دو چار دن کے بعد ایک
رات کسی درخت کے نیچے سو گیا تھا اتنے مین بہت سے جانور فریاد کرنے لگے کہ ہی ہی کوئی خدا کے
بندون مین سے ہماری داد کو نہین پہونچتا اس آواز کو سنکر حاتم اپنے جی مین کہنے لگا کہ ای حاتم تو بھی
خدا ہی کا بندہ ہی پس تجکو لازم ہی کہ تو چل کر انکا احوال پوچھے اور مدد کرے یہ سوچکر اُسی طرف اُٹھ دوڑا
جب قریب گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک لومڑی ہاتھ پاؤن زمین پر دے دے مارتی ہی اور چلاتی ہی اُسکو اس حال سے
دیکھکر حاتم نے نہایت دلسوزی سے پوچھا کہ تجکو بندگان خدا مین کس سنگدل نے ستایا ہی جو
اس طرح بلبلا رہی ہی لومڑی نے کہا ای جوان رحمت خدا تجھپر اور تیری ہمت اور دلاوری پر جو تو اس برے
وقت مین میرے پاس آیا اور احوال پوچھا حقیقت یہ ہی کہ ایک صیاد میرے نر کو بچون سمیت پکڑ لے گیا ہی
مین انکی جدائی مین روتی ہون پچھاڑین کھاتی ہون بلکہ ہر ایک طرف فریاد کرتی ہون اسپر بھی کوئی
آہ وزاری نہین سنتا مگر ایک تو آیا ہی سو دیکھیے کیا ہو کیونکہ تو انسان ہی اور مین حیوان ہون یقین ہی
کہ تو اپنی قوم کی خاطر کریگا حاتم نے کہا کہ کیا کہتی ہی ہماری قوم انسان سب ایک سے نہین کتنے ہی
موم دل اور غمخوار کتنے ہی سنگدل اور مردم آزار اگرچہ مین بھی انسان ہون لیکن تو سچ کہہ کہ تیرے نر کو

اور بچون کو کون لے گیا ہی لومڑی بولی کہ یہان سے چھ سات کوس پر ایک گانون ہی اُسمین ایک بہیلیا رہتا ہی
اُس کمبخت کا یہی کام ہی پر یہ کچھ معلوم نہین کہ اُسکو ہم غریبون کے دکھ دینے سے کیا فائدہ ہی یقین ہی کہ
خدا کے غضب سے نہین ڈرتا حاتم نے کہا کہ اندہے کو میوون کے گرانے سے اور ایذا دہندون کو مردم آزاری کا
کیا اندیشہ ہی کہ اُنھون نے وہی اپنا پیشہ کیا ہی لازم ہی کہ تو مجھے راہ بتائے تو مین جاکر تیرے خاوند کو بچون
سمیت صیاد سے چھڑا دون اگر اُنکے بدلے وہ میرا سر بھی مانگیگا تو عذر نہ کرونگا کیونکہ یہ خدا کی راہ کا سودا ہی لومڑی نے
کہا اے جوان اگر تیرے ساتھ چلون مبادا تو اُس سے مل کر مجھے پکڑ دے تو میرا حال بھی اُسی بندریا کا سا ہو
حاتم نے کہا اُسکی حقیقت کیونکر ہی بیان کر لومڑی بولی کہ ایک بندریا نے کسی جنگل مین جاکر ایک
گڑھے مین بچے دیے تھے اتفاقاً ایکدن اُس جنگل مین کوئی صیاد جا نکلا بچے اُس گڑھے مین اپنے
باپ کے ساتھ بیٹھے تھے صیاد نے گھات سے پکڑا اور لے جاکر ایک دولتمند کے ہاتھ بیچ ڈالا ہرچند
بندریا حیوانون مین بھی دانا اور ذو فنون تھی لیکن بُرے دن جو آگئے آگے ہوشیاری نہ کچھ کام آئی بگڑ گئی اُسکی صورت
یہ ہی کہ بندریا اپنے شوہر اور بچون کی جدائی مین سر ٹکراتی اور روتی پھرتی تھی ایکدن ناچار ہو کر زمیندار کے پاس
فریاد کو گئی اُسنے اُسکا حال تباہ دیکھ کے ترس کھا کر کہا کہ اِسے کسنے ایذا دی ہی جو ایسی بلبلاتی ہی کسی نے
کہا کہ اسکے خاوند کو چھ بچون سمیت فلانا بہیلیا پکڑ لے گیا ہی فلانی جگہ رہتا ہی دہقان نے کہا ابھی تو جاکر
اُسکے بچون اور نر کو جلد چھڑا دے اُسکے حکم کے بموجب وہ شخص اُدہر کو روانہ ہوا بندریا بھی
ساتھ ہوئی جب وہ مرد بندریا سمیت گانون مین پہونچا بہیلیے کے دروازے پر جاکر پکارا وہین نکل آیا بندریا نے
چاہا کہ اُچھل کر اُسکے جامے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اتنے مین ایک دولتمند نے دیوانخانے سے نکل کر کہا اے عزیز
تو نے اُسکے بچون اور نر کو کیا کیا اُسنے عرض کی کہ خداوند کئی دن کی بات ہی کہ مین نے آپ ہی کے
ہاتھ بیچے ہین اگر اُسکی بیکسی پر رحم کرتے ہو تو اُنکو اسکے حوالے کرو قیمت مجھسے پھیر لو اُسنے کہا کہ اب تو مین اُنسے
اپنا جی بہلاتا ہون کیونکر دون کوئی اور تدبیر بتلا کہ جس سے اِسکو بھی تسکین ہو اور وہ بھی میرے پاس رہین صیاد نے
کہا مناسب یہ ہی کہ اسکو بھی پکڑ کر اُنھین مین بندھوا دیجیے حاصل کلام یہ کہ صیاد نے مکر و فریب سے
بندریا کو بھی پکڑوا دیا جب دہقان نے سُنا کہ وہ بھی پکڑی گئی اُسکو کہلا بھیجا کہ تو بندریا اور اُسکے بچون
اور نر سمیت حاضر ہو وہ اُن سبھون کو لیے ہوئے زمیندار کے پاس گیا اُسنے دیکھتے ہی بندریا کے
بچون کو پسند کیا کہ یہ میرے یہان رہین نر اور مادہ کو تم لیجاؤ آخر بچون کے درد جدائی سے بندریا مر گئی
نر بھی اُسکے غم مین ہلاک ہوا اے جوان انسان کی بیوفائی اور جفاکاری گفتنی تو نے پھر تیری بات کس طرح
باور کرون شاید ایسا ہی سلوک تو مجھسے کرے ایک اور بلا مین ڈال دے حاتم نے کہا اے لومڑی اپنی

جمع رکھو مین اُن لوگون مین نہین خدا کی قسم تجھ سے بدسلوکی نہ کرونگا تو بے دھڑک مجکو اُس گانون تک
لے چل کہ مین اُس شخص سے تیرے خاوند اور بچون کو چھڑا دون اس بات کو سُنکر وہ خوش ہوئی اور اُسکی
ہمت پر آفرین کر کے آگے ہوئی حاتم اسکے پیچھے چل نکلا پہر رات گئے اُس گانون کے قریب جا پہونچی
حاتم نے کہا اب تو یہان کہین چھپ رہ مین بستی مین جا کر صیاد کو ڈھونڈھ نکالتا ہون وہ کسی جھاڑی
مین دبکی مار کر بیٹھ رہی حاتم صبح تک یاد الٰہی مین مشغول رہا جونہین آفتاب نکلا اُٹھکر صیاد کے دروازے پر
آیا دستک دی وہ نکل کر پوچھنے لگا کہ ای جوان تجھے مجھسے کیا کام ہی جو ایسا صبح ہی آیا ہی تو تو ہمارے
گانون کا نہین معلوم ہوتا حاتم نے کہا ای صیاد مجھے ایک ایسا ہی آزار ہوا ہی کہ جسکا علاج مجھ مسافر سے
نہین ہو سکتا کیونکہ ایک حکیم نے بتایا ہی اگر تو لومڑی کا تازہ لہو اپنے بدن پر ملے تو ابھی اچھا ہوتا ہی
اسواسطے مین تیرے پاس آیا ہون کہ تو اکثر لومڑیون گیدڑون کا شکار کرتا ہی اگر تیرے پاس لومڑی کے
تین چار بچے ہون تو مجھے دے اور اُنکی قیمت جو چاہے سو لے صیاد نے کہا کہ سات لومڑیان مین نے
پکڑی ہین جتنی درکار ہون پسند کر یہ کہکر اُن ساتون کو حاتم کے روبرو لے آیا اُسنے سات دینار دیکر
ساتون کو لے لیا اور جنگل مین لا کر ہاتھ پانون کی رسیان کھول کر چھوڑ دیا بچے تو کچھ الفت رکھتے تھے دوڑ کر
اپنی مان کے پہلو سے جا لگے وہ اُنکو پیار کر کے نر کے پاس جو آئی تو کیا دیکھتی ہی کہ قریب مرگ پہونچا ہی رونے
پیٹنے لگی اور سر پر خاک ڈالنے لگی حاتم نے کہا ای روباہ اب کیون جزع فزع کرتی ہی وہ بولی کہ آج میرے
سر کا تاج ڈھلا جاتا ہی کیونکر نہ سر پیٹون تو نے نہین سُنا ہی کہ مردون کو عورتون کے سر کا چتر کہتے ہین
یہ بھوک پیاس سے مرا جاتا ہی حاتم نے کہا کہ ای نادان اسکی عمر اتنی ہی تھی کیونکہ شیر خوار تندرست ہین
اور یہ ایسا بے طاقت ہو جائے کہ سانس بھی نہ لے سکے لومڑی نے کہا اُسکی یہ حالت میری جدائی اور بچون کے
غم نے پہونچائی ہی اگر ابھی اسکا علاج ہو تو اغلب ہی کہ نہ مرے حاتم نے پوچھا کہ کون سی دوا ہی تاکہ
تلاش کیجائے اُسنے کہا کہ اگر جیتے ہوئے آدمی کو مار کر اُسکا گرم گرم لہو اُسکے مُنھ مین ٹپکاؤ تو ابھی بحال ہو تو انا
ہو جائے حاتم بولا کہ تجکو آدمی سے ایسی کیا دشمنی ہی جو جیسا ان کے واسطے اُسے مارون اگر تجکو آدمی کا لہو
درکار ہی تو کہہ کس جگہ کا چاہیے ہی ابھی حوالے کرون اُسنے کہا کہین کا ہو مگر گرم ہو حاتم نے ترکش سے تیر
نکال کر بائین ہاتھ کی ہفت اندام کھولی اور کہا کہ ای روباہ جتنا لہو درکار ہو لے وہ اپنے نر کو اُسکے پاس لگئی اور کہا
جسقدر اُسکے مُنھ مین ڈالوگے عین مہربانی ہی حاتم نے اُسکے کہنے کے موافق اپنا لہو پلایا کہ اُسکا پیٹ بھر گیا اور قوت
اصلی پر آگیا تب حاتم نے ہاتھ پر پٹی باندھ کے کہا کہ ای روباہ اب تو مجھسے راضی ہوئی لومڑی بچون سمیت اُسکے
پانون پر گر پڑی حاتم اُسکو دلاسا دیکر آگے بڑھا جب بھوک لگتی تھی جنگل کا میوہ کھا لیتا تھا اور پیاس مین وہین ندی

نالون کا پانی پی لیتا ایک مدت کے بعد کسی جنگل مین جا پہونچا آفتاب کی تپش اسقدر ہوئی کہ مارے پیاس کے جی بیتاب ہو گیا
ہر طرف پانی ڈھونڈھنے لگا کہ ایک چشمہ برف سا سفید دور سے نظر آیا حاتم اشتیاق سے بے اختیار اُسکی طرف دوڑا
جب نزدیک پہونچا تو کچھ نہ دیکھا مگر ایک سانپ سفید گُنڈلی مارے بیٹھا ہی چاہتا تھا کہ پھرے جو وہ بول اُٹھا ای جوان
یہیں کیون پھر چلا تو یہان کس کام کے واسطے آیا شہزادے نے جو اُسکو باتین کرتے دیکھا گھبرا کر کہنے لگا ای بندۂ خدا
مین شدت سے پیاسا تھا دور سے تیرے رنگ کی سفیدی پانی کی طرح جو نظر آئی ادھر چلا آیا اب خدا کی
قدرت کا تماشا دیکھکر پھر چلا سانپ نے کہا ای عزیز تجکو یہان سب کچھ میسر ہو جائیگا خاطر جمع رکھو القصہ سانپ
روان ہوا اور حاتم اپنے دل مین سوچا ہر چند یہ سانپ باتین کرتا ہی پر اُسکے ساتھ جانا خوب نہین کیونکہ موذی ہی اتنے مین
یہ خیال گذرا کہ جو کچھ تقدیر مین وہی ہوگا چلا جانا چاہیے اسپر بھی آہستہ آہستہ قدم رکھنے لگا سانپ نے جو دیکھا
کہ جانے مین اتنا درنگی کرتا ہی کہا ای مرد خدا کچھ وسواس نہ کر پانون اُٹھا حاتم بے کھٹکے اُسکے ساتھ روانہ ہوا
غرض ایک گلزار جنت نشان مین جا پہونچا وہان کی فضا سے اُسکا جی کھل گیا نہایت باغ باغ ہوا کیونکہ اس
قطع کا باغ کبھی نہ دیکھا تھا مگر پریون کے ملک مین پھر ادھر ادھر کی سیر کرتا ہوا ایک مکان مین جا نکلا وہان
فرش شاہانہ سراسر بچھا ہوا تھا اور حوض کے کنارے ایک مسند پر تکلف لگی ہوئی تھی سانپ نے کہا
کہ یہان ذرا توقف کرو مین پھر آتا ہون یہ کہکر حوض مین گر پڑا ایک دم کے بعد کئی پریزاد سونے چاندی کے
خوان جواہر سے بھرے ہوے سرون پر رکھے اُس حوض سے نکلے حاتم کو سلام کرکے خوان آگے رکھدیے
اُسنے پوچھا کہ ای خدا کے بندو تم کون ہو سچ کہو اُنھون نے عرض کی ہم اُسکے خدمتگار ہین جو تمکو اپنے
گھر لایا ہی اور یہ جواہر تمھارے واسطے بھجوایا ہی لازم ہی کہ قبول کرو اُسنے کہا یہ میرے کس کام کا ہی اسقدر مال مین
کیونکر اُٹھاؤن اور کس پر لاد کر لیجاؤن اتنے مین اور کئی پریزاد اُسی طرح سے کئی خوان جواہر کے
لیے ہوے حاتم کے پاس آئے اُسنے پوچھا اسمین کیا ہی وہ بولے کہ جواہر تحفہ کے طریق پر تمھین بھیجا ہی حاتم نے کہا
یہ بھی میری نظرون مین سمایا اسمین اور بہت سے پریزاد سر پر گنگا جمنی خوان زربفت اور بادلے کے
خوان پوش سے ڈھانکے ہوے اُس چشمے سے نکلے اُسنے پوچھا اسمین کیا ہی اُنھون نے عرض کی کہ آپ ہی کیلیے
لائے ہین حاتم نے کہا بہت اچھا مہمان حاضر ہی پر صاحب خانہ کہان ہی وہ ہین وہ سانپ
ایک جوان حسین بنا ہوا چالیس پریزادون کو ساتھ لیے حوض سے نکل آیا حاتم دیکھکر متعجب ہوا کہ یہ جوان
خوشرو کون ہی پھر تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا اُسنے حاتم کو پکڑ کر ایک شایستہ مسند پر بٹھایا اور پوچھا کہ تم مجھے پہچانتے ہو
وہ بولا کہ اگر کبھی دیکھا ہوتا تو البتہ پہچانتا اُسنے مسکرا کر کہا کہ مین وہی ہون جو تمھین یہان لے آیا ہون حاتم بولا
ای عزیز پہلے تیری صورت سانپ کی تھی اب آدمی کی شکل کیونکر ہوئی اُسنے کہا یہ بھید کھانا کھانے کے

بعد کھل جائیگا پھر دستر خوان بچھوادیا کھانا چنوایا اتنے مین جرّا اُو چلمچی آفتابہ زربفتی زیر انداز سمیت دو پریزاد لائے اور اُنکے ہاتھ دُھلائے تو وہ کھانے مین مشغول ہوے پریزاد سب اپنے اپنے کامون مین لگ گئے حاتم کھاتا جاتا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ مین نے اس مزے کا کھانا یہان کھایا ہی یا پری نوش لب کے ساتھ کوہ ندا پر کھایا تھا غالب کہ یہ شخص بھی پریزاد کی قوم سے ہو جب خاصہ نوش کر چکے خواص عطردان پاندان مرصع لے کے آئے حاتم نے جو عطر ملا اُسکا دماغ مہک گیا حیران ہوا کہ بار خدایا ایسی نعمتین اور ایسی خوشبوئین تو نے اس قوم کو عطا کی ہین کہ انسان کو میسر نہین اسمین کیا حکمت ہی تو ہی جانتا ہی اُسکے بعد صاحب خانہ سے پوچھا پہلے تمھاری شکل سانپ کی تھی اب پری کی سی ہو گئی اسکا کیا سبب ہی وہ بولا اے جوان مین پری کی قوم سے ہون اور میرا نام شمس شاہ ہی ایک دن مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت مین اپنے باغ کی سیر کر رہا تھا یون خیال گذرا کہ اپنا لشکر لیکر آدمیون کے ملک پر چڑھ جاؤن اُنکو قتل کر کے ملک چھین لون کیونکہ وہ ملک نہایت پاکیزہ و آراستہ ہی یہ سوچ کر اہلکارون سے کہا کہ تمام لشکر تیار رہے صبح کو مجھے ایک مہم درپیش ہی اتنے مین رات ہو گئی فراغت کے بعد خوابگاہ مین جا کر آرام کیا صبح کے وقت جو چونکا آپ کو مع تمام لشکر سانپ کی صورت پایا سارے دن ماہی بے آب کی طرح زمین پر تڑپا کیا اور شام سے صبح تک جناب الٰہی مین توبہ کی بارے فضل الٰہی سے میری تمام فوج صورت اصلی پر آگئی لیکن پر کسی کے نہ ہوے پھر مین نے بہت سی گریہ وزاری کی تب یہ آواز آئی جو کوئی اپنے قول سے پھرتا ہی اُسکا یہی احوال ہوتا ہی قصہ مختصر ہر رات یہی صدا آیا کرتی تھی ایکرات مین نے بہت عجز وزاری سے توبہ کی اور کہا کہ پھر ایسا خطرہ دل مین کبھی نہ لاؤنگا الٰہی میرا گناہ بخش حکم ہوا کہ تھوڑے دن اور صبر کر مین نے پھر الحاح وزاری کی کہ اب میری نجات ہو ایسا دھیان پھر خاطر مین نہ لاؤنگا تب یہ ندا آئی کہ ایک دن جوان یمنی تیس برس کا ادھر آئیگا تو اُسکے دیکھتے ہی اپنی اصلی صورت پر آجائیگا چاہیے کہ تو اُسکی خدمت مین بدل مصروف رہنا کیونکہ وہ جو تیرے حق مین دعا مانگیگا تو تو ہمیشہ اپنی اصلی صورت پر رہیگا نہین تو سانپ کی شکل پہ ہو جائیگا غرض اُسی برس سے مین سانپ کی صورت ہو گیا ہون اور تیس برس سے اس جنگل مین منتظر تھا تجھے دیکھتے ہی مین نے جانا کہ جوان یمنی یہی ہی اس امید پر تیری خدمت مین نے دل وجان سے کی اگر تو میرے حق مین دعا کرے تو عین مہربانی و بندہ پروری ہو حاتم نے کہا وہ قول کونسا تھا جس سے تو پھر گیا وہ ایک آہ بھر کر بولا کہ ہماری قوم نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اقرار کیا تھا کہ اگر تمھارے بعد ہم آدمیون کو ایذا دین یا اُنکے ملک کا قصد کرین تو خدا کا قہر ہم پر پڑے اُس دن سے ہماری قوم نے کسی بشر کو تکلیف نہین دی مگر ایک دن میرے دل مین یہ خیال فاسد گذرا تھا جسکی یہ کچھ سزا پائی اب تیرے حضور صدق دل سے توبہ کرتا ہون کہ بار دگر ایسا دھیان نہ کرونگا میرا حق گواہ ہی حاتم نے اُٹھکر غسل کیا

کپڑے پاکیزہ پہنے پریزاد کے حق مین دل سے دعا کی اُسکی دعا درگاہ خالق ارض و سما مین قبول ہوئی حاتم
اگرچہ قوم یہود سے تھا پر خدا کو ایک جانتا تھا دن رات اُسکے ذکر مین مشغول رہتا تھا چنانچہ مرنے کے وقت اپنے
اقربا سے کہا تھا کہ ہماری قوم نے گمراہی مین اوقات کاٹی خبردار تھوڑے سے دنون کے بعد پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
پیدا ہونگے یہ سخن میرا راست ہے وہ لوگون سے بیعت چاہینگے تم میرا سلام اُنسے کہکر کہیو کہ وہ میرے حق مین دعا کرین
لوگون نے کہا اسوقت تک ہم رہینگے جو تیرا اسلام پہونچا دینگے یا ہماری تمہاری اولاد مین سے کوئی رہیگا جو کہیگا حاتم بولا
مین خوب جانتا ہون کہ کوئی میری اولاد مین سے ایمان لائیگا اور میرا سلام آداب سے پہونچائیگا جب حضرت کا
زمانہ آیا حاتم کی اولاد سے ایک لڑکی بنی طے کے ساتھ بندی مین آئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
جو کوئی ان مین سے ایمان نہ لاوے اُسکی گردن مارو اُس لڑکی نے فریاد کی اے مومنو میرا سلام حضرت کی خدمت مین
عرض کرو کہ ایک لڑکی حاتم کی اولاد سے اس گروہ مین ہے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اُسے چھوڑ دو
کیونکہ وہ مرد سخی کی اولاد سے ہے لوگون نے کہا کہ جناب پیغمبر نے تجکو آزاد کیا اپنے ملک کو جا وہ لڑکی بولی
حاتم کے خاندان کی مروت سے بعید ہے کہ آپ کو چھوڑ جائے اور اپنی قوم کو ہلاکت مین ڈال جائے کس زندگی پر آخر
مرنا ہی بہتر ہے کہ جو اُنکا حال ہو وہی میرا حال ہو لوگون نے عرض کی کہ حضرت وہ اپنی قوم سے جدا نہین ہوتی آپ نے
فرمایا کہ حاتم مرد سخی تھا اُسکی خاطر سے سب کو آزاد کیا جب اُس لڑکی نے اپنی قوم سمیت رہائی پائی حاتم کی وصیت
یاد آئی کہنے لگی کہ مجکو حضور عالی مین لے چلو جب سب کے ساتھ وہان پہونچی آداب بجا لائی پھر
حاتم کا سلام عرض کیا اور مسلمان ہوئی بلکہ ساری قوم اُس لڑکی کے ساتھ ایمان لائی غرض حاتم کی دعا
قبول ہونا اُس پریزاد کے حق مین اس سبب سے تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایکدن اُسکے
حق مین رعایت کرینگے اور توجہ فرمائینگے آخرالامر سب پریزادون کے پر نکل آئے وہ بھی اپنی صورت اصلی پر
قائم رہا پھر اُسنے حاتم سے پوچھا کہ صاحب یہان کسواسطے آئے ہین اور کہان جائینگے حاتم نے کہا اب تو مین شاہ آباد سے
آیا ہون برزخ کے جزیرے کو جاؤنگا یہ کہکر وہ چاندی کا موتی جو بطور نمونہ لایا تھا دکھا دیا یہ سُنکر شمس شاہ نے
کہا سچ کہتے ہو اس جوڑی کا موتی جو اعلیٰ ہے وہ اُس جزیرے بادشاہ پاس ہے لیکن اُسنے شرط کی ہے کہ
جو کوئی اُسکی پیدایش کا احوال کہے اپنی بیٹی موتی سمیت اُسکے حوالے کرون مگر تو کیونکر وہان پہونچ سکیگا کہ
رستے مین بہت سی آفتین ہین انسان کی اتنی طاقت نہین جو عہدہ برآ ہو حاتم نے کہا جو ہونی ہو سو ہو مین بے جاے
نہ رہونگا خدا میرا نگہبان ہے بادشاہ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھ مین بہت سے پریزاد تیرے ساتھ کر دیتا ہون
وہ تیرے مددگار رہینگے یہ کہکر پریزادون ارشاد کیا کہ اے عزیزو اسکے طفیل سے تمنے ایک
بلاے عظیم سے نجات پائی ہے تم اس مہم مین اسکا ساتھ دو انھون نے عرض کی ہم دل و جان سے حاضر ہین

جو حضور سے حکم ہوگا بجا لاوینگے بادشاہ نے کہا کہ تم اسکو برزخ کے جزیرے مین پہونچادو اس سخن کے سنتے ہی وہ
سب کے سب اپنا اپنا سر جھکا کر دم بخود رہ گئے پھر ایکدم کے بعد سر اُٹھا کر عرض کرنے لگے جہان پناہ اُس جزیرے مین
پہونچنا بہت مشکل ہی کیونکہ ایسے ایسے دیو رستے مین رہتے ہین جو ہمین جیتا نہ چھوڑینگے اگر جہان پناہ آپ اُدھر کا قصد
کرین تو بھی لڑائی ہوگی ہمرکاب سعادت آپ مین حاضر ہین لیکن اتنے لوگون سے اسکا انجام نہو گا بادشاہ نے
فرمایا ای جوانمرد لازم ہی کہ اس جوان کا احسان برباد نہو کسی صورت سے اسکو وہان پہونچا دو اس
بات کو سُنکر سات پریزاد ہمت باندھکر بولے کہ جوان کو آپ کے اقبال سے ہم پہونچا دینگے لیکن جو راہ مین خلل
واقع ہو تو جہان پناہ مدد کرین بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا تب وہ ایک اُڑن کھٹولا لائے حاتم کو
اُسپر بٹھایا چار شخصون نے پائے پکڑے دو تین ساتھ ہولیے غرض اسی صورت سے آسمان کی طرف ہوا ہوے
تین رات دن چلے گئے چوتھے دن جس جگہ کہ دیو رہتے تھے پریزادون نے بھولے سے وہان ایک درخت کے نیچے
کھٹولا اُتارا اور آپسمین کہا کہ تین دن سے کچھ کھانا پینا نہین ہوا بہتر ہی کہ یہان گھڑی دو گھڑی آرام کرین کچھ
کھائین پئین اس بات کو سُنکر حاتم نے بھی کہا مختار ہو جو مناسب جانو سو کرو پریزاد متفرق ہو کر ادھر اُدھر چلے گئے
ایک حاتم کے پاس کھڑا رہا اتنے مین کئی ہزار دیو شکار کھیلتے ہوے اُدھر آنکلے کیا دیکھتے ہین یک آدمی کھٹولے
پر بیٹھا ہی اُسکے پاس ایک پریزاد کھڑا ہی دو چار نے اُڑ کھٹولے کے گرد جمع ہوگئے چھ سات ہزار غل مچانے لگے
کہ یہ آدمی زاد یہان کہان سے آیا وہ پریزادون کو دیکھکر ڈرا چاہتا تھا کہ حاتم کو چھوڑ کر بھاگ جائے کہ چار دیو
اُس سے لڑنے لگے دو تین کو اُسنے مارا آخر پکڑا گیا پھر وہ دیو اُس پریزاد کو حاتم سمیت اپنے گھر لے آئے
اور پوچھا کہ اس آدمی کو کہان سے لایا ہی اور کہان لیے جاتا ہی اُسنے کہا یہ جوان یمنی شمس شاہ کا بڑا دوست ہی
اسکو نہ ستاؤ نہین تو خراب ہو گے اُنھون نے کہا بادشاہ تو ایک مدت سے غائب ہی اُسکا کچھ
احوال معلوم نہین اب کہان سے پیدا ہوا پریزاد نے تمام ماجرا بیان کیا دیوون کے سردار نے
سر نیچا کر کے کہا کہ اس آدمی کو پریزاد سمیت فلانے کنوین مین قید کرو رات کے وقت کھانے کے بعد
کھاؤنگا اُنھون نے وہی کیا وہ چھ دیو پریزاد جوان کو چھوڑ کر قوت کی فکر مین گئے تھے اُس درخت کے
نیچے آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ دو تین لاشین دیوون کی پڑی ہین نہ حاتم ہی نہ وہ پریزاد نہایت حیران
و پریشان ہو کر آپسمین کہنے لگے کہ یہ دیو کس پر مرے ہین اور انھین کسنے مارا اور اُس آدمی اور پریزاد کو
کون لے گیا چاہیے کہ ان کشتون کے اُٹھانے کو کوئی نہ کوئی دیو آوے اتنے مین جو غور سے دیکھا تو ایک کو
سسکتا پایا اُسکے منھ مین تھوڑا سا پانی چوایا اُسنے جو آنکھین کھول دین تب اُنھون نے پوچھا کہ تو کون ہی
اور تیرا ٹھکانا کہان ہی اُسنے کہا کہ مین متفرنس کے دیوون مین سے ہون ایک پریزاد کے

ہاتھو میرا یہ حال ہونچا ہے پر اسکو بھی ایک آدمی سمیت پکڑ کر مقرنس کے پاس لے گئے ہین پریزاد اس بات کے
سنتے ہی اُس دیو کو پکڑ کر اپنے ملک مین لے آئے اور بادشاہ کی درگاہ مین آ کر داد خواہ ہوئے بادشاہ
اُنکی فریاد سنکر فرمایا کہ دیکھو تو کسنے اُنپر ظلم کیا ہے اور وہ جوان یعنی کہ جسکے ساتھ یہ گئے تھے وہ کہان ہے
اُنھون نے آداب بجا کر عرض کی جہان پناہ ہم دو تین رات دن جو پیہم چلے گئے نہایت بھوک پیاس
اور ماندگی نے غلبہ کیا اس سبب سے اُس آدمی زاد کو ایک درخت کے نیچے بٹھا اور ایک پریزاد اُسکے پاس
چھوڑ کر قوت کی تلاش مین گئے ایک آن کے بعد آ کر جو دیکھا اُنکو نہ پایا مگر گئی دیو کشتہ دیکھے حیران ہوئے کہ اُنکا احوال
کس سے پوچھین اتنے مین اس دیو کو جو تال سے دیکھا تو ادموا پایا اسکے منھ مین تھوڑا سا پانی ٹپکایا بارے یہ
ہوشیار ہو کر اُٹھ بیٹھا اسکے ساتھ ہی اُنکو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے ہین ہم بھی اسکو باندھ کر حضور مین لے آئے
آگے جو ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ہمارے روبرو لاؤ وہ لے آئے ارشاد کیا مقرنس اب تک جیتا ہے اور
ہمین بھول گیا اُسنے عرض کی کہ جہان پناہ تو ایک مدت سے غائب تھے آج اُن پریزادون سے آپ کے ظاہر
ہونے کا حال معلوم ہوا لیکن مجھے اعتبار نہ تھا اب جانا یہ سچے ہین بادشاہ نہایت پر غضب ہوا اور فرمایا کہ جلد لشکر
تیار ہو جھٹ پٹ تیس ہزار پریزاد سے اسکے ملک کو چڑھ دوڑا تین دن کے بعد شہر کے قریب جا پہونچا وہین
ڈیرا کیا کئی جاسوسون کو کہا کہ مقرنس کی خبر لاؤ کہان ہے وہ سنتے ہی اُٹھے ایک دم کے بعد آ کر عرض کی فلانے
جنگل مین شکار کھیلتا ہے بادشاہ سنتے ہی تیس ہزار پریزاد سے اُسپر جا پڑا اُسکے لوگ سنبھل نہ سکے بہت سے
زخمی ہوئے کتنے مارے گئے آخر مقرنس کئی مصاحبون سمیت گرفتار ہو کر حضور مین آیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای
کافر تو ہمکو بھول گیا اتنا نہ جانا کہ شمس بادشاہ اب تک جیتا ہے مین اسکے علاقہ مندون کو پکڑ کر جو قید کرونگا تو بادشاہ
مجھکو اس حرکت سے مجھکو کب جیتا چھوڑیگا خیر اب اسمین ہے کہ اُس آدمی کو پریزاد سمیت لا کر جلد حاضر کرو بولا
اسکو اسی وقت کھا گیا آدمی کو دیو کب جیتا چھوڑتا ہے بادشاہ نے نہایت طیش کھا کر کہا ای روسیاہ حضرت سلیمان نے
ہمکو آدمیون کے ستانے سے منع کیا تھا اور تمنے یہ قول نہیں دیا تھا کہ ہم اُنکو ایذا نہ دینگے اور نہ کھا وینگے
دیو نے کہا کہ وہ بات حضرت سلیمانؑ ہی کے ساتھ گئی تب تو بادشاہ مارے غضب کے کانپنے لگا اور کہا
کہ جلد لکڑیون کا انبار لگا کر اس کافر کو ہمراہیون سمیت جلا دو مقرنس نے جب دیکھا کہ اب کچھ بس نہیں چلتا اور یہ بے
جلائے نہیں رہتا کسی طرح بافعل اسکے ہاتھ سے چھوٹے پھر آگے سمجھ لینگے یہ اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ نے
بسوئیت کہا کہ ای ظالم اُس آدمی کے ساتھ مجھے نہایت الفت ہے جو صحیح و سلامت اُسکو میرے حوالے کر دیگا
تو میرے تیرے کچھ کدورت نہیں کسی طرح کا اپنے جی مین اندیشہ نہ کر و الّا جان سے مارونگا مقرنس نے
کہا کہ اگر تم حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھا کر کہو کہ مین آدمی کو لیکر تجھے چھوڑ دونگا اور کچھ نہ کہونگا تو مین تمکو

اس آدمی کو لے کر پریزاد سمیت حضور مین حاضر کرتا ہون شمس بادشاہ نے کہا ہمارے تیرے درمیان
حضرت سلیمان علیہ السلام ہین ہم کبھی تجھسے دغا نکرینگے اُسنے اپنے نوکرون سے کہا کہ فلانے کنوین مین ایک آدمی
پریزاد سمیت قید ہو جلد لے آؤ وہ دوڑے حاتم کو مع پریزاد لے آئے بادشاہ نے شہزادہ کو تخت پر بٹھلایا اور
کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ دیو راہ مین بہت سے مردم آزار ہین تجھے جیتا نہ چھوڑینگے حاتم بولا کہ جو کچھ تقدیر
مین ہو وہی ہوتا ہو ہر حالت مین خدا کا شکر کیا چاہیے پھر شاہ نے حکم کیا کہ اس ملعون مقریس کو چھوڑنا صلاح
نہین جلد اس انبار مین رکھکر جلادو کہ فساد و فتنہ عالم سے اٹھ جاوے یہ سنتے ہی مقریس کو اُسکے دیو دل
سمیت پریزادون نے انبار مین ڈال دیا اور آگ لگا دی تب وہ پکارا کیون صاحب تمنے حضرت سلیمان علیہ السلام
کو درمیان دیکر یہی قول کیا تھا شاہ نے فرمایا ای دغا باز ہر گاہ کہ تو پیغمبر کے حضور قول دیکر پھر گیا خدا سے ڈرا مین نے
تجھسے بدعہدی کی تو کیا عجب ہی اس لیے کہ تو فتنہ انگیز ہو تیرا جلانا بہتر ہو حاصل یہ ہو کہ اُسکو دیوون سمیت
جلوا دیا اور اپنے چھوٹے بھائی کو وہان متعین کر کے فرمایا کہ تم اس ملک سے خبردار ہو پھر حاتم سے پوچھا کہ
اب آپکا ارادہ کیا ہو اُسنے کہا وہی جو مین نے پہلے عرض کیا تھا بار بار کہنے کیا فائدہ جس طرح سے ہو مجکو اُس جزیرے مین
جانا اور اُس موتی کو لانا تب بادشاہ نے اپنے لوگون کو فرمایا کہ ای عزیز تم مین جو کوئی دیرینہ سال بوڑھا بڑا
کار آزمودہ ہو اُسکے ساتھ جائے اور وہان پہونچا آئے یہ سنکر چار پریزاد اُسی عمر اور وضع کے اُٹھ کھڑے
ہوئے کہ یہ خدمت ہمارے ذمے ہی ہم بجالاوینگے اس بات کو سنکر بادشاہ نے نہایت مہربانی فرمائی اور حاتم کے
ساتھ رخصت کیا وہ اُسی طرح سے اُسکو اُڑن کھٹولے پر بٹھا کر لے اُڑے رات دن چلے جاتے تھے جب بہت
بھوکے پیاسے ہوتے تو محفوظ جگہ کہین دیکھکر اُتر پڑتے کچھ کھا پی لیتے اسی صورت سے پندرہ روز تک
چلے گئے سولھوین دن اُس پہاڑ پر اُترے جسکو شہزادۂ طومان ایک پریزاد خوشرو نے برزخ کی بیٹی پر عاشق
ہو کر اپنا مسکن کیا تھا اور اُسکے فراق مین ڈاڑھین مار مار کر رو رہا تھا اتفاقاً اُسکے رونے کی آواز سنتے ہی
حاتم بے اختیار ہو کر پوچھنے لگا کہ ای عزیز و اس درد سے کون روتا ہی اسے تحقیق کیا چاہیے
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور آپ بھی اُدھر چلا ایک دم مین جا پہونچا تو ایک جوان پریزاد خوبصورت سر بزانو
روتے دیکھا پوچھا ای بندۂ خدا تو کون ہی اور اس جگہ کسواسطے رہتا ہی اُسنے آنکھ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک آدمی
حسین کھڑا ہی بولا ای شخص تو یہان کہان سے آیا ہارے بتا کیونکر آیا کیا کام ہے حاتم نے کہا کہ مین مرغابی کے انڈے
برابر موتی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہون کیونکہ ویسا موتی جزیرہ برزخ کے بادشاہ کے پاس ہی اس بات کو
سنکر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا ای آدمزاد اُس موتی کا تیرے ہاتھ لگنا محال ہی اسواسطے کہ وہان کا بادشاہ کچھ
سوال رکھتا ہی ہر ایک سے پوچھتا ہی کوئی اُسکا جواب نہین دے سکتا بلکہ ہم پریزاد ہو کر تو عہدہ برا نہین ہو سکتے بغیر

تو آدمی ہوکر کیونکر برآئیگا اور اُس موتی کی پیدایش کا احوال کسطرح بتائیگا حاتم نے کہا خدا قادر ہی تو اپنی
حقیقت کہہ اس حال سے کیون پڑا ہی پریزاد نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ جزیرے کی بادشاہ کی بیٹی پر عاشق
ہوا ہون میرا نام شہزادہ مہر آور ہی میرا باپ جزیرہ طومان کا بادشاہ مہرور نام ہی ایک دن مین مجلس مین بیٹھا تھا
کہ کسی شخص نے اُسکے حسن کا بیان اور تعریف کی سنتے ہی مین آپ سے جاتا رہا اُس جزیرے مین گیا اور اُسکے
باپ کے پاس پیغام بھیجا اُسنے سنکر مجھے اپنی بارگاہ مین بلایا بعزت تمام بٹھایا پھر اُس موتی کو منگوا کر میرے
سامنے رکھدیا اور پوچھا کہ یہ موتی کس دریا کا ہی اور اسکی پیدایش کیونکر ہی کہان سے ہاتھ لگا مین نہ جانتا تھا
بلکہ میرے بزرگ بھی اُسکی حقیقت سے واقف نہ تھے کچھ جواب نہ دے سکا اپنا مُنھ لے کر رہگیا اُسنے
اپنی مجلس سے باہر نکلوا دیا اتفاقاً اُسوقت وہ آفت جہان اور غارتگر ایمان کوٹھے پر جلوہ گر تھی میری نگاہ اُسپر
جا پڑی نیم بسمل تو آگے ہی ہو رہا تھا مر ہی گیا جب مین نے دیکھا کہ کچھ تدبیر بن نہین آتی لاعلاج اس پہاڑ پر آکر گر پڑا
غیرت کے مارے اپنے ملک مین نہ گیا اب تک گریہ و زاری اور رات بیتابی اور بیقراری مین کٹتی ہی نہ جان جاتی ہی
نہ جانِ جان سے ملاقات ہوتی ہی حاتم نے سُنکر کہا کہ تو خاطر جمع رکھ اگر وہ موتی لونگا موتی والی تجھے دونگا اے
پریزاد مین اُس موتی کی پیدایش سے آگاہ ہون تو دیکھیگا کہ تیرے سامنے کس طرح اُسکا احوال بیان کرتا ہون
پریزاد نے کہا کہ مجھے باور نہین آتا تو بگڑکر حاتم بولا کہ وہ گوہر صدف نہین ہی اور وہ جزیرہ ابھی آگے آدمیون سے
آباد اور تصرف مین تھا اُٹھو میرے ساتھ چلو پریزاد نے یہ بات سنکر حاتم کو کچھ سمجھا جانا اُٹھکر ساتھ
ہوا تب حاتم نے اُن چار پریزادون سے پوچھا تم مین اتنا زور ہی کہ ہم دونون کو اس کھٹولے پر
بٹھا کرلے چلو وہ بولی کہ اگر تم سے چار ہون تو بھی بخوبی لے جائین مطلق نہ گھبرائین یہ سُنکر وہ دونون کھٹولے پر
جا بیٹھے وہ پریزاد لے اُڑے راہ مین مہاکال دیو کا باغ تھا جو اُنکا گذر اُدھر سے ہوا وہ بیٹھا سیر کر رہا تھا
اُسکی نگاہ اُسپر جا پڑی کئی دیوون کو حکم کیا دوڑو اور کھٹولے سمیت اُن پریزادون کو میرے پاس لے آؤ
وہ دیو اُڑے اور اُنکو کھٹولے سمیت اُسکے پاس لے آئے مہاکال نے کہا سچ کہو اس آدمی کو کہان
لیے جاتے ہو اُنھون نے کہا شمس بادشاہ کے ملک سے آتے ہین وہ بولا کہ وہ ایک مدت سے غائب ہی
اور اُسکا ملک اب سانپون سے آباد ہی پریزادون نے کہا تم سچ کہتے ہو یون ہی تھا لیکن اس آدمی کی
دعا سے وہ اپنی صورت اصلی پر آیا ہم سب بھی اپنے بال و پر سے درست ہوگئے دیو نے کہا پھر کہان جاتے ہو
وہ بولے برزخ کے جزیرے کو پھر اُسنے پوچھا کہ یہ پریزاد کون ہی مہر آور آپ ہی بولا اے دیو تو مجھے بھول گیا
مین مہر آور شہزادہ مہرور بادشاہ کا بیٹا ہون اُسنے کہا اے شاہزادے تجھکو آدمی سے کیا کام ہی اُسنے کہا اے
مین کچھ تجھے کہہ نہین سکتا ہون کیونکہ تو حضرت سلیمانؑ پریزاد کی اولاد سے ہی یہ کہکر حاتم کو

کھٹولے سے کھینچ لیا مہرآور بولا ای دیو حضرت سلیمانؑ سے جو قول کیا تھا بھول گیا دیلم مردم آزاری
نکر اُسنے جواب دیا کہ اب وہ کہان ہین جو ہم اُس قول پر رہین مین آدمی کو نہ چھوڑونگا مدت کے بعد ہاتھ لگا ہے
ذرا منھ سلونا کرونگا مہرآور نے دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھکر بولا ہو گیا ہی اسکو فریب دیا چاہیے بولا کہ ای جہاکال
ایک آدمی کے کھانے سے کیا فائدہ مین دس آدمی تجھکو لا دونگا جو میرے قول پر تو رہیگا اور اس آدمی کو
میرے حوالے کرے کیونکہ میرا کام اس سے سرانجام ہوتا ہی دیو نے کہا ای شاہزادے مین تیرے خاندان سے
توسل رکھتا ہون اسکو میرے پاس چھوڑ جاؤ اور جو کہتا ہی اسے کر دکھا تو مین اسکو تیرے حوالے کر دون
شہزادے نے دیکھا کہ کچھ علاج نہین ہو سکتا ناچار ہو کر کہا کہ یہ آدمی میرا بڑا آشنا ہی چاہیے کہ تو اسے کسی جگہ بخوبی رکھو اگر کچھ
بھی اسے ایذا پہونچیگی تو تجھسے لونگا اُسنے کہا جو مکان آپ کو پسندیدہ ہو وہین چھوڑ جایے غرض ایک
باغ کو پسند کرکے اسمین چھوڑا اور اس سے کہا کہ تو اپنے دیوون سے کہدے کہ اُسکی نگہبانی بخوبی کرین مین دو تین
دن مین دس آدمی تیرے واسطے لاتا ہون وہ بولا بہت بہتر آخر شاہزادہ اُن چارون پریزاد سمیت
کسی جنگل مین آیا اور ایک کونے مین بیٹھکر مشورت کرنے لگا اگر اپنے ملک جاکر فوجین لاؤن تو دیر
لگیگی وعدہ ٹل جائیگا وہ ملعون اُسے ضرور اذیت پہونچائیگا صلاح یہ ہی کہ گھات مین لگے رہین
جب دیوون کو غافل پائین اُس آدمی کو لے کر ہوا ہو جائین اغلب ہی کہ صبح ہوتے ہوتے ساٹھ ستر کوس نکل جائینگے
پھر ہمین کون پاتا ہی اُن پریزادون نے اس مصلحت کو بہت پسند کیا اور گھات سے ایک طرف لگ رہے
پچھلی کے دیوون نے جی مین کہا کہ پریزاد آدمی کو چرا کر تھوڑے ہی لے جائینگے اور وہ پر نہین رکھتا جو آپ سے
اُڑ جائیگا اس گمان پر کئی اُنہین سے شکار کے واسطے گئے چنانچہ کتنے ہی چرندے درندے مار کے لے آئے
آخر اُنکو بھونکر سبھون نے زہر مار کیا اور شراب غفلت سے مست ہو کر آدھی رات گئے باغ کے دروازون مین قفل
دیکر پانون پھیلا پھیلا کر سو رہے پر یہ کوئی نہ سمجھا کہ مہرآور چار فرشتے ہیں جان نکالنے کی گھات مین لگ رہا ہی القصہ
وہ دیوون کو غافل پاکر حاتم کو کھٹولے پر بٹھا کر آسمان کی طرف ہوا ہوے سورج نکلتے نکلتے باغ سے سو کوس چ
نکل گئے جب دن چڑھا ایک محفوظ جگہ دیکھکر اُتر پڑے کچھ ناشتا کرکے سو رہے دیوون کو اس بات سے
خبر نہ تھی کہ قیدی کو کوئی لے گیا ہی خاطر جمع سے باہر بیٹھے چوکی دیا کیے اور دن رات چلے گئے جہان خوب جگہ
نظر پڑتی وہان اُترتے دم لیتے ہرے ہو کر چل نکلتے جب وعدہ گذر گیا جہاکال نے کہا کہ وہ پریزاد جس آدمی کو
چھوڑ گئے ہین اُسے لے آؤ وہین کئی دیو اُس باغ مین آئے اور اُسکو نہ پایا جہاکال سے جاکر عرض کی کہ وہ
آدمی وہان نہین ہی وہ غصے ہو کر آپ ہی اُس باغ مین جو آیا دیکھا کہ واقعی نہین ہی پھر تو دیوون پر نہایت
جھنجھلا کر کہا کہ ای نمک حرامو مقرر تم ہی نے اُسکو کھایا ہی دیکھو تو کیا مزا چکھاتا ہون یہ کہکر کئی دیوون سے کہا

که انکو قید کرکے خوب سا مارو انھون نے حضرت سلیمان کی قسم کھا کر عرض کی که هم تو اُسکو بهی نهین جانتے هین آخر اُس

ایک طرف اُسنے فرمایا تم جھوٹے هو مجھے هرگز باور نهین آتا یہان کا تو ذکر یه هی اور وه پریزاد حاتم سمیت جب
دریاے قهرمان پر پهونچے اتفاقاً مهاکال کا ایک دیو بهی اُسکے جزیرے مین گیا تها اُنکو پهچان کر اُتر پڑا چاهتا تها
که حاتم کا هاتھ پکڑ کر اُڑا لے جائے وهین شهزاده مهرآور نے ایک ایسی تلوار ماری که اُسکا هاتھ شانے سے جدا هوکر
گر پڑا وه یه کهتا هوا بهاگا که بهلا کیا اے پریزادو تمنے آدمی کی خاطر میرے هاتھ مین تلوار ماری ابهی اس پردے کے
دیوون کو خبر کرتا هون که کئی پریزاد آدمی کو لیے جاتے هین دیکهو تو کیسا بدلا لیتا هون مهرآور نے یه سُنکر کها که تو کس جگه کا
رهنے والا هی وه بولا مین مهاکال کے دیوون مین هون شهزادے نے فرمایا جا مهاکال سے کهه که مین اس آدمی کو
لیے جاتا هون خبردار ره اگر اُدهر سے پهرونگا تو تیرے شهر کو تاخت و تاراج کر کے خاک سیاه کرونگا یه سُنکر وه دیو
هوا هو گیا پهر اُنکو بهی پریزاد بدستور لے اُڑے اتنے مین ایک جنگل کے قریب جا پهونچے وهان حاتم سے
کهنے لگے که یهان هماری حد تمام هوئی آگے نهین جا سکتے همکو رخصت کرو مهرآور بولا اے عزیز جان مین تیرا ساتھ
نه چهوڑونگا هر حال مین تیرا شریک رهونگا یکایک حاتم گهوڑے سے اُتر پڑا چار دن کو رخصت کیا پهر
مهرآور سے کها که مجکو یه منظور نهین جو میرے باعث سے تجکو کچھ ایذا پهونچے مگر اتنا دریافت کیا چاهتا هون که اس جنگل سے
گذر کیونکر هو اُسنے کها آگے تو پریزاد بهی اُس طرف نه جا سکتے تهے کیونکه دیو اُنکو ستاتے تهے بلکه جان کے
خواهان هوتے تهے چنانچه ایک دن بهت سے پریزاد جمع هوکر دیوون سے لڑے طرفین کے هزارون مارے گئے غرض دیو
مردم آزار اور ایذا دهنده هین حاتم نے کها که اگر مین دیو بنکر اس جنگل سے چلون تو کیونکر راه طے کرے مهرآور بولا مین تمام دن
هوا مین اُڑونگا رات کو جهان تو اُتریگا اُتر پڑونگا تب حاتم نے جانور کا لال پر نکال کر جلایا اور پانی مین
اُسکی راکھ گهول کر اپنے بدن پر ملی وهین دیو کی صورت هو گیا جنگل کے چرندے درندے بهاگنے لگے
غرض تمام دن چلتا شام کو جهان ره جاتا وهین مهرآور بهی آملتا ایک دن مهرآور نے پوچها اے حاتم یه پر کس
جانور کے هین اُسنے کها جن سے اُس موتی کے پیدا هونے کی حقیقت اور جس صورت سے ایک موتی ماه یار کے
هاتھ لگا تها اُسکی کیفیت سُنی گئی تهی اُنکے هین اور کها اے مهرآور جس وقت مین شاه آباد سے نکلا نهایت متفکر هوا که ایسا موتی
کس دریا مین هوتا هی اور مین کیونکر پاؤنگا غرض ایک درخت کے نیچے ٹهیر کر سر بزانو بیٹھ گیا که ایک جوڑا خوشرنگ
جانور کا بهی اُس درخت پر آ بیٹها ماده نے پهلے تو اُس جنگل کی آب و هوا کو اپنے نر کے سامنے برا کها پهر دریاے
قهرمان کا ماجرا بیان کرکے میرا احوال پوچها که یه کون هی جو اس صورت سے غمگین بیٹها هی اُسنے میری سرگذشت
اور اُن موتیون کی پیدایش کی صورت اور اُنکے نا پیدا هونے کی حقیقت جنکے یه انڈے هین بیان کی اور
مجهے اپنے پر دیے اور مفصل احوال ماه یار سلیمانی کے روبرو کهونگا تو سُن لیجیو حاصل یه هی که حاتم نے سارا حال

اُس سے اسواسطے نہ کہا کہ بناوا آگے چلا جائے اپنا کام کرے مین محروم رہ جاؤن غرض مہرآور کی اتنے ہی
احوال سے خاطر جمع ہوگئی کہ میرا کام بھی اسی کی بدولت ہوگا یہ آپسمین باتین کرکے مہرآور تو آسمان کی طرف
ہوا ہوا حاتم آگے چلا غرض رات کو تو ایک جا رہتے تھے صبح کو اپنے اپنے طور پر راہی ہوتے تھے ایک رات کا
ذکر ہے کہ ایک سہانی سی جگہ مین دونون سو گئے تھے کہ ملوک ساز کے دیوون سے ایک اُنکے سرہانے آپہونچا اُسنے
دیکھا کہ ایک دیو اور ایک پریزاد پاس پاس سوتے ہین اُسنے جاکر اور دیوون سے خبر کی جب وہ آئے تو دیکھکر
آپس مین کہنے لگے کہ اسکو اپنے بادشاہ کے پاس لے چلا چاہیے اُنھین مین سے ایک نے کہا ای یارو ان
بیچارون کو ایذا دینی کیا ضرور ہے کچھ یہ ہماری قوم سے نہین اور نہ کچھ انھون نے تقصیر کی ہے شاید اور کسی
پردے کے ہین کچھ کام کو جاتے ہین رات کا وقت دیکھکر سو رہے ہین لیکن پریزاد فی الحقیقت جاگتا تھا
اُسنے اُنکی باتین سب سُنین پھر دیوون نے کہا کہ انکو جگا کر پوچھا چاہیے شاید برزخ کے پردے سے
ہون وہ ہین اُنھین مین سے ایک دیو نے کہا بالفرض وہین کے ہون تو تمھین کیا دوسرا بولا کہ ایک دن بادشاہ
ملوک کہتا تھا کہ بہت دنون سے پردہ برزخ کی کچھ خبر معلوم نہین ہوئی مگر سبب تمھین اسکا ڈر نہین جو ایسی بات
کہتا ہے اگر یہ بات جاکر کوئی بادشاہ سے کہدے کہ ایک دیو اور پریزاد کسی پردے کے یہان سوتے تھے
فلانے فلانے نے دیکھکر حضور مین خبر نہ پہونچائی اُسوقت تو کیا جواب دیگا اور ہمارا کیا احوال ہوگا آخر
دونون کو جگا دیا حاتم نے دیوون کو دیکھکر اُنھین کی بولی مین کہا تمنے ہمین کیون جگایا کیا کام ہے اُنھون نے
کہا کہ تم کس پردے کے ہو سچ کہو حاتم بولا تمنے نہین سُنا کہ ایک آدمی برزخ کے جزیرے کو جاتا تھا اُسکی
خاطر سے شمس بادشاہ نے مقرنس کو جلا دیا اور اُسکا ملک چھین لیا لازم ہے کہ تم اُسکو تلاش کرکے
اپنے بادشاہ کے پاس لے جاؤ دیوون نے پھر پوچھا یہ پریزاد کس پردے کا ہے حاتم نے کہا پردہ ظلمات
کا ہے یہی خبر یہ جاتا ہے کہ شمس بادشاہ پیدا ہوا اور مقرنس کو مار کر اُسنے اُسکا ملک لے لیا ہے یہ سُنکر
وہ بولے تم آرام کرو ہم اُسے ڈھونڈھنے جاتے ہین غرض اُنکو رستہ بتا کر آپ راہ لی تین دن کے
بعد ایک دریا پر جا پہونچے مہرآور نے کہا کہ دریاے قہرمان یہی ہے حاتم نے دیکھا کہ اُسکا اُدھر کا
کنارہ نظر نہین آتا ہے موجین آسمان کو پہونچتی ہین آبی جانور یعنے ہاتھی اونٹ گھوڑے بیل گھڑیال مگر اُدھر
کنارے پر اکثر لوٹ رہے ہین نہین تھا زمین بلکہ ہر قسم کے جانور ہاتھی سے بھی بڑے بڑے پڑے ہین
اور ہزارون پرندے خوشرنگ پہاڑون ٹاپوؤن پر گرگر کلیلین کر رہے ہین یہ قدرت الٰہی کا اور بھی
قائل ہوا کہ سچ ہے تیری صفت کو عقل کی کیا تاب جو پا سکے اور خیال کی کیا مجال جو اُسکی کنہ کو پہونچ سکے
پھر گھبرا کر مہرآور سے کہنے لگا بھائی ایسے دریا کے پار کس طرح جا سکینگے اور اسکی لہرون سے

صدمے ہمسے ناتوان کیونکر اُٹھا سکینگے مہرآور بولا سچ ہو تیز پرندے کی بھی مجال نہین کہ سات دن کے
عرصے مین اسکے اُس کنارے پر پہونچے چنانچہ مین پریزاد ہو کر یہ جرأت نہین کر سکتا تیرے تو حق
بطرف ہو یہ سنکر حاتم نے کہا کچھ ہو ہمین برزخ کے جزیرے مین جانا ہو وہ بولا اگر چند روز یہان ٹھہرو تو مین اس
دریا سے اُترنے کی تدبیر کرون اُسنے کہا بہت اچھا پھر مہرآور بولا کہ یہان سے کتنے کوس پہ پردہ بدران ہو
وہان کی بادشاہت شمسان پریزاد کرتا ہو اُسکے پاس بہت اچھے دریائی گھوڑے پیراک اور اُڑنے والے ہین
چاہتا ہون کہ اُسکے پاس جاکر دو گھوڑے لے آؤن حاتم نے کہا مبارک ہو وہ وہین اُڑ گیا
رات بسے وہان جا پہونچا اُس بادشاہ سے ملا اُسنے پوچھا کہ آپ کے آنے کا کیا سبب ہو فرمائیے مہرآور نے
کہا مجکو دو گھوڑون کی ضرورت ہو اگر مرحمت کرو تو عین توجہ ہو وہ پھر پوچھنے لگا کہ تم کہان سے آتے ہو کیا پردہ طومان سے
بادشاہ بولا مین تجھے پہچانتا ہون غلب ہو کہ تو مہرآور طومان کا شہزادہ ہو اکیلے آنے کا کیا سبب ہو اُسنے کہا سچ
کہتے ہو لیکن مین ایک بلا مین گرفتار ہون اسلیے جریدہ ناچار ہون اتنی مدد کرو تمہارا احسان تمام عمر
مجھپر رہیگا شمسان اُٹھکر بغلگیر ہوا اور اپنے طویلے مین لے آیا کہ سب کے سب گھوڑے حاضر ہین قصہ مختصر دو گھوڑے
چالاک اُڑنے والے چُن کر مہرآور کے حوالے کیے شہزادہ دونون گھوڑون سمیت طرفۃ العین مین آپہونچا اور کہا
اُٹھو جلد سوار ہو حاتم وہین ایک گھوڑے پر چڑھ بیٹھا دوسرے پر مہرآور سوار ہو کر کہنے لگا خبردار
اسکی باگ نہ چھوڑ دیجیو اُٹھائے رہیو یکایک وہ اُن دونون کو لیکر کاہوا ہو گئے کئی دن کے بعد بھوک پیاس کی
شدت ہوئی پریزاد نے کہا میرے پاس تھوڑا سا میوہ اور پانی کی ایک صراحی موجود ہو چاہو کھا پی لو
حاتم نے لیکر دو چار نوالے میوے کے کھائے دو تین گھونٹ پانی کے پیے قدرے توانائی آئی پھر
سنبھل بیٹھا چند روز کے بعد کنارہ نظر آیا پریزاد نے کہا بھائی اب باگ ڈھیل دو گھوڑے زمین پر آ پڑے
حاتم نے کہا اے مہرآور ہمنے سنا ہو کہ جزیرۂ برزخ دو دریا کے درمیان ہو وہ بولا ابتدا اس جزیرے کی
یہین سے ہو جہان ہم تم بیٹھے ہین پر یہ گمان نہ کرو کہ دریاے قہرمان سے پار ہو گئے ہین یہ اسکا دوسرا
کنارہ نہین ہو ایک یہ بھی ٹاپو ہو کئی جزیرے ایسے اور بھی بستے ہین حاتم نے کہا وہ شہر یہان سے
کتنی دور ہوگا بولا دس روز کی راہ پر پھر اُسنے کہا کیون بیٹھے ہو چلیے چلو مہرآور نے التماس کیا کہ ایک بات
کہون اگر تم مانو حاتم بولا بسر و چشم فرمائیے تب مہرآور نے کہا میر املاک یہان سے نزدیک ہو چاہتا ہون
کہ جا کر لشکر لے آؤن تاکہ ہم تم کروفر سے شہر مین داخل ہون حاتم نے کہا اے عزیز ہم کچھ جاہ و سلیمانی سے
لڑنے نہین آئے ہین جو لاؤ لشکر چاہیے یہ سنکر وہ بولا میری یہ غرض نہین بلکہ اسواسطے کہتا ہون
کہ حالت غربت مین پہونچینگے تو کسے پروا ہو جو ہماری خبر کریگا جو اس ٹھاٹھ سے جائینگے تو ہمارے

پہونچنے کے پہلے ہی اُسکو حال معلوم ہوگا تم گھبراتا نہین مین ایک ہفتے مین آپہونچتا ہون اُسنے کہا مین
تن تنہا یہان آرہون وہ بولا کیا مضایقہ کیونکہ یہان کوئی مفسد ایذا دہندہ نام کو نہین حاتم نے کہا خدا
حافظ سدھارئیے یہ اور وہین ہوا ہو گیا جب حاتم کی نظرون سے غائب ہوگیا حاتم نے سفید پر نکال کر
جلاکے اُنکی راکھ پانی مین گھول کر اپنے بدن پر ملی جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا پھر تیر و کمان لے کر اُٹھا ایک بارہ سنگھا
شکار کر لایا اُسے صاف کر اچھے اچھے گوشت کے پارچے نمک مرچ لگاکر سیخون پر چڑھا دیے پھر چقماق سے
آگ جھاڑ کر لکڑیان جلاکر اُنکو بھون کر کھانے لگا فراغت کے بعد پانی پیا اور خدا کا شکر کرکے سو رہا اسی
صورت سے کئی دن کاٹے ایک دن جنگل مین سیر کرتا پھرتا تھا کہ سامنے سے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا
دکھائی دیا اُسمین چلا گیا دیکھتا ہی کہ درخت میوہ دار ہر قسم کے میون سے لدرہے ہین اور پھولون سے
پھول رہے ہین نہایت محظوظ ہوا بلکہ وہین رہنا اختیار کیا گھوڑا ایسا وفادار تھا کہ دن بھر چراگاہ مین
دریا کے کنارے چرتا پھرتا رات کے وقت اُسی باغ مین آرہتا غرض اسی طرح سے ایک اٹھوارا آخر ہوا
اور شہزادہ مصر آور جو اپنے جزیرے مین پہونچا پریزاد پہچان کر پاؤن پر گر پڑے نثار ہوے بعضون کو تسلی دیکر
کتنون کو گلے لگایا مان باپ کے پاس گیا آداب بجالاکر قدمبوس ہوا اُنھون نے چھاتی سے لگایا احوال
پوچھا کہ تو تو لشکر حشمت سے جزیرہ برزخ کو گیا تھا پھر آپ لشکر سے جدا ہوکر کس گوشے مین چھپا تھا کہ فوج تجھے
ڈھونڈتے ڈھونڈتے تتر بتر ہو گئی ایک عمر ڈھونڈھا کی آخر ناچار ہوکر پھر آئی بار ہی کہ تیری مراد ملی ماہ یار سلیمانی کی بیٹی
ہاتھ لگی شہزادے نے سر جھکا کر کے عرض کی کہ غلام نے جو آپ کا کہنا نہ مانا ایک مدت پریشانی کھینچی برسون
اوقات آہ و زاری مین کاٹی سچ تو یہ ہو کہ اپنے تن کی بھی سرت نہ تھی خدا کسی کافر کی بھی یہ حالت نہ پہونچائے
بلکہ کسی بندے کو یہ دُکھ نہ دکھائے لیکن طالع مبارک تھے کہ ایک آدمزاد یمنی حاتم نام شاہ آباد سے
اُس موتی کی تلاش مین جو مرغابی کے انڈے کے برابر ہو آنکلا تھا فلانے جنگل مین مجھسے ملا جب مین نے اپنا
حال اُس سے بیان کیا اُسنے مجھے قول دیا کہ جسوقت وہ موتی میرے ہاتھ لگیگا ماہ یار سلیمانی کی بیٹی تیرے
حوالے کردونگا اس بات کو سنکر اُسکی مان ہنس پڑی اور کہنے لگی کہ اب تک نادانی اور حماقت لڑکون کی طرح
تجھسے نہین گئی پریزاد تو اُسکے بھید کو بیان کر نہین سکتے آدمی بیچارے کو کیا علم ہی جو اُسکا احوال ظاہر کریگا
اور ماہ یار سلیمانی سے عہدہ برآ ہوگا شہزادے نے پھر عرض کی کہ وہ ایسا ویسا نہین مین کا بادشاہزادہ ہی
عقل و ہنر مین جن و پری سے بھی زیادہ ہی کہ پرندے کے جوڑے نے اُس موتی کی کیفیت اُس سے
بیان کرکے بشارت دی ہی چنانچہ جو کچھ ماہ یار کی زبانی مین نے سُنا ہی اُسنے میرے سامنے مفصل
ظاہر کیا مجھکو یقین ہوا ہی کہ اُس موتی کا وہ احوال ٹھیک جانتا ہی بالفعل مین اُسے جزیرہ

برزخ کے قریب چھوڑ آیا ہون عجب آدمی ہو کہ زبان دیو پری کی بھی جانتا ہو اُنھون نے پوچھا پھر تیرے
آنے کا موجب کیا ہو اُسنے التماس کیا غلام کا یہ ارادہ ہو کہ لاؤ لشکر ساتھ لے کر بادشاہون کی طرح
شہر مین داخل ہون بادشاہ نے سنتے ہی کئی ہزار پریزاد سواری کے اسباب سمیت ساتھ کر دیے اُسی گھڑی
شہزادہ روانہ ہوا اور وعدے کے دن جا پہونچا لشکر کو دریا کے کنارے چھوڑا حاتم کے مکان پر آیا جو اُسکو نہ پایا
حیران ہوا کہ اُسنے کیا وعدہ خلافی کی جو پہلے چلا گیا اتنے مین حاتم کے گھوڑے کو چرتے دیکھکر
پہچانا کہ یہ وہی گھوڑا ہو پھر پریزادون سے کہا کہ اس باغ مین جاکر اُسکو ڈھونڈھو وہ مین وہ سب
باغ مین آکر تلاش کرنے لگے اتنے مین کسی پریزاد کی نظر جا پڑی کہ ایک جوان خوشرو ایک درخت کے نیچے
بیٹھا تماشا دیکھتا ہو وہ اُلٹے پاؤن پھرا اور یہ احوال شہزادے سے عرض کیا کہ مین ایک آدمی کو بیٹھے دیکھ آیا ہون
خدا جانے وہی ہو یا کوئی اور مہر آور جلد اُٹھ کھڑا ہوا پاؤن اُٹھائے وہان چلا گیا دیکھتا ہو کہ حاتم سر جھکائے متفکر
بیٹھا ہو پکارا اے بھائی سر اُٹھا کس سوچ مین ہو حاتم نے جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو مہر آور ہو اُٹھکر گلے سے لپٹ گیا
پھر وہ دونون باغ سے باہر آئے حاتم نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان اُترا ہوا ہو اور ایک بارگاہ شاہانہ
کھڑی ہو پوچھا کہ یہ بارگاہ اور لشکر کسکا ہو مہر آور نے کہا کہ آپ ہی کا ہو پھر اُسکا ہاتھ پکڑ کر سر اپردے کے
اندر لے گیا اور تخت مرصع پر بٹھایا خاصہ یاد فرمایا حاتم نے ایک مدت کے بعد انواع و اقسام کے
کھانے دیکھے برغبت تمام نوشجان کیے پھر طائفون کو یاد کیا ناچ ہونے لگا غرض تمام رات عیش و عشرت سے
کاٹی صبح ہوتے ہی کوچ کا نقارہ کیا سوار ہوے یہ خبر جزیرۂ برزخ کے بادشاہ کو پہونچی کہ پریزادون کا
لشکر بیشمار قریب آ پہونچا ہو پر اُنکے آنے کا مطلب معلوم نہین اُسنے غضب ہو کر ایک سردار کے ساتھ
کئی ہزار پریزاد کر کے فرمایا کہ جلد جا کر اُنکی راہ بند کر کہ آگے نہ آنے پائین وہ لشکر سمیت بر سر راہ
آ ٹھہرا کئی دن کے بعد جو وہان جا پہونچے دیکھا کہ لشکر عظیم راہ روکے ہوے پڑا ہو رک رہے اتنے
مین خبر پہونچی کہ ماہ یار سلیمانی نے تمھتے لڑنے کو فوج بھیجی ہو شہزادے نے ایک مرد معقول کو اُس سردار کے
پاس بھیجا کہ ہم لڑنے کے ارادے پر نہین آئے ہین بلکہ ہمین بادشاہ کی خدمت مین حاضر
ہونے کی آرزو ہو یہ سنکر اُسنے شہزادہ مہر آور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت سے یہان ڈیرہ کرین بادشاہ سے
بخوبی ملاقات ہوگی اپنے بادشاہ کو اس مضمون کی عرضی بھیجی فرمایا یہ جو ارادہ ہو تو اپنے ساتھ بعزت
تمام لے آؤ ایک مکان پر تکلف مین اُتروا دو غرض حاتم اور مہر آور چند مصاحب اور تھوڑے لوگون سے
شہر مین داخل ہوے لشکر کو شہر کے قریب کسی باغ مین اُترنے کا حکم کیا پھر ماہ یار سلیمانی نے ایک امیر کو
مہر آور کے پاس بھیجا کہ آپ اب کیون تشریف لائے ہین اُسنے کہا کہ شاہزادہ ہمین کو آپ کے قدم دیکھنے کی

نہایت آرزو ہے چنانچہ مین اُسکو سے آیا ہون وہ بہت خوشگوار اور خوشرو ہے آپ دیکھکر کمال محظوظ ہونگے
یہ سنکر بادشاہ نے پہلے تو ٹہال دیا پھر دوسرے دن حاتم کو بلوا کر ایک جڑاؤ کرسی پر بٹھایا مہربانی سے
پوچھا کہ اس ملک مین تم کس ارادے سے آئے ہو اور کیونکر یہان تک پہونچے حاتم نے کہا خداوند کریم نے
ہر طرح سے اُسنے پہونچایا پھر چاندی کا انڈا جو حسن بانو نے اُسے موتی کا نمونہ دیا تھا اُسکے آگے رکھدیا
اور کہا یہ مطلب ہے اگر اسکی جوڑی کا موتی حضور سے عنایت ہو تو عین الطاف ہے ماہ یار نے کہا
کہ اسکا دوسرا کہان سے ملیگا حاتم بولا مین نے سُنا ہے کہ آپ کی سرکار مین ہے مرحمت کرین تو مین اپنی
مراد کو پہونچون بادشاہ نے فرمایا کہ اگر تو میری ایک شرط بجا لائے تو موتی کے ساتھ اپنی بیٹی بھی دون حاتم نے
سر نیچا کیا ایک ساعت کے بعد سر اُٹھا کر التماس کیا مجھکو موتی ہی درکار ہے صاحبزادی کے
آپ مختار ہین جسے چاہین اُسے دین بادشاہ نے فرمایا جسوقت تو اُسکی پیدایش کا احوال بیان کریگا
موتی اور لڑکی تیرے حوالے کرونگا پھر تیرا اختیار ہے جسے چاہیو اُسے دیجیو حاتم نے یہ سُنکر
عرض کی کہ مہر آور شہزادے کو بلوا بھیجیے اُسنے وہین بلوا لیا گلے لگا کر ایک کرسی پر اُسکو بھی بٹھایا
تب حاتم نے بحث وپز کرکے اُس موتی کی پیدایش کا حال کہنا شروع کیا ماہ یار سلیمانی سر نیچا کیے سننے لگا
غرض جو کچھ اُس پرند سے سُنا تھا تمام وکمال کہکر سنا دیا بادشاہ تحسین وآفرین کرکے تخت سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور محل مین جاکر موتی لے آیا پھر ارشاد کیا کہ بادشاہزادی کو دُلہن بناوین بیاہ کی تیاری
کرین حاتم موتی کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اسکے بعد بہت سے ہاتھی گھوڑے جڑاؤ ساز یراق سے سجوا
منگوائے اور شاہزادی کو بنا سنوار کر کتنی سہیلیان خوش پوشاک بہت سے غلام حبشی وچالاک سمیت
مجلس مین بلوایا حاتم کی نگاہ جو ہین اُسپر پڑی بول اُٹھا کہ یہ میری بہن ہے اُسکو مین نے شہزادہ مہر آور کو
دیا یہ اُسکے لائق ہے چاہیے کہ تم بھی اپنی رسم کے موافق ان دونون کی شادی کردو اور موتی مجھے بخشو
کہ مین حسن بانو کو دون ماہ یار سلیمانی نے مجلس نشاط کا حکم کیا اور لڑکی کو اپنے دستور اور قاعدے کے
موافق مہر آور کے ساتھ بیاہ دیا الحمد للہ کہ عاشق اور معشوق اپنی اپنی مراد کو پہونچے ایک مہینے کے بعد
دونون شہزادے شہزادی سمیت بادشاہ سے رخصت ہو کر چند روز مین اُسی دریا کے کنارے پھر
آئے حاتم نے کہا بھائی یہان سے تم اپنے ملک کو سدھارو مین اپنے شہر کو جاتا ہون مہر آور بولا بھائی جان
یہ بات مروت سے بہت دور ہے جو ایسے مکان خطرناک مین تمہیں اسوقت تنہا چھوڑ دون اور آپ اس جاہ و
حشم سے گھر کی راہ لون میرا ارادہ یہ ہے کہ اسی تجمل سے تجکو شمس بادشاہ تک پہونچاؤن آپ بھی اُس سے
ملاقات کرون پھر اپنے لشکر کو فرمایا جلد سرانجام تیار کرین اور زنانی سواریون سمیت پا بہ رکاب رہین

یہ کہکر حاتم اور آپ بدستور گھوڑون پر سوار ہوے رستہ پکڑا چند روز مین دریاے قہرمان کے پار ہوے
اور ایک جنگل مین اُترے دیوون کو خبر پہونچی کہ پریزادون کا لشکر آپہونچا ہو وہ بھی جمع ہوکر سر راہ آپڑے
مہرآور نے ایک پریزاد کو بھیجا کہ ای عزیزو ہم دونون حضرت سلیمان کے خانہ زاد ہین ہمارا قصد تمسے بگاڑ کا
نہین ہی تم ہمارے مقابل کیون ہوتے ہو ہم شمس شاہ بادشاہ کی مبارکباد کے واسطے جاتے ہین کہ اُسنے مدت کے
بعد غضب خدا سے نجات پائی ہی اُنھون نے کہلا بھیجا کہ ہمکو بھی تمسے لڑنے کا ارادہ نہین فقط ملاقات کو
آئے ہین غرض اُنکے سردارون کو بلا کر ملاقات کی حاتم کو ایک کونے مین چھپا رکھا پھر اُنکو انواع و اقسام کے
کھانے کھلا کر طرح بطرح کی شرابین پلا کر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہوا چند روز مین دیوون کی سرحد سے
نکلا شمس بادشاہ کو خبر پہونچی کہ حاتم اور مہرآور آپ کی ملاقات کو آتے ہین یہ سُنکر وہ بھی اپنے لشکر سمیت
اُنکے استقبال کے لیے چلا اثناے راہ مین باہم ملاقات ہو گئی خوش ہو ہو کر بغلگیر ہوے تمام ماجرا
حاتم نے اپنا اور مہرآور کا بیان کیا شمس شاہ بادشاہ نے سُنکر مہرآور سے بہت سی معذرت کی اور کہا کہ یہ احسان تمہارا
مجھپر ہی جو اس جوان کو صحیح و سلامت مجھ تک پہونچایا مین رات دن اسکے لیے غمگین رہتا تھا بلکہ زندگانی
مجھپر تلخ تھی الحمد للہ جیتا جاگتا خدا کے فضل سے اور تمہاری بدولت آملا پھر مہرآور شاہ کو لشکر سمیت ایک
باغ مین اُتارا چالیس روز تک مجلس عیش و نشاط گرم رکھی غرض مہمانداری کے جتنے حقوق تھے سب بجا لایا
اکتالیسوین دن شہزادہ مہرآور نے حاتم اور شمس بادشاہ سے رخصت چاہی اپنے ملک کی راہ لی اُسکے
بعد شاہ نے حاتم سے کہا ای یمن کے شہزادے تو نے نہایت راہ کی مشقت سفر کی مصیبت اُٹھائی ہی
اب بھی تیرا ملک دور ہی لیکن خاطر جمع رکھ کہ ایک دم مین تجھے تیرے شہر مین پہونچا دیتا ہون یہ
کہکر کئی پریزادون سے فرمایا کہ ابھی شہزادہ حاتم کو اُڑن کھٹولے پر بٹھا کر یمن مین پہونچا دو حاتم نے کہا
مجکو یمن سے کچھ کام نہین بلکہ شاہ آباد کو جانا منظور ہی یہ فرمائیے کہ وہین پہونچا دین پریزادون نے اُسی دم
اُسکو کھٹولے پر بٹھا کر شاہ آباد کا رستہ لیا رات دن چلے گئے جب ماندے ہوتے کسی دلچسپ جگہ پر اُتر پڑتے
تھوڑے دم لے کر پھر اُڑتے اسی طرح سے ایک مہینے کے بعد نواح شہر مین جا پہونچے حاتم نے
اپنی رسید لکھکر پریزادون کو دی اور رخصت کیا آپ شہر مین داخل ہوا لوگون نے حسن بانو کو خبر پہونچائی
کہ وہ جوان پھر صحیح و سلامت آن پہونچا اُسنے بدستور پردہ کرکے اندر بُلا لیا اور ایک طلائی کرسی پر بٹھایا
حاتم نے کچھ بات نہ کی بیٹھتے ہی اُس موتی کو بٹوے سے نکال کر لوگون کو دکھایا پھر اُسمین رکھ لیا اور ساری
سرگذشت بیان کی پھر نکال کر حسن بانو کو دیا وہ نہایت شاد ہوئی اور حاتم کی ہمت پر آفرین و تحسین کرنے لگی
اتنے مین حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اُس سے رخصت ہو کر مہمان سرا مین آیا اور منیر شامی سے ملا اپنا تمام ماجرا

کہ سُنایا پھر اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کر کہنے لگا کہ اے اب خوش ہو خاطر جمع رکھ وصال یار نزدیک ہی ایک سوال رہگیا ہی انشاءاللہ تعالی اُسکو بھی پورا کرتا ہون منیر شامی یہ سُنکر بے اختیار حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اُسنے اُٹھا کر گلے لگالیا غرض دونون سات روز تک باہم رہے جب حاتم نے دیکھا بدن کی ماندگی بالکل رفع ہوئی آٹھوین دن پوشاک بدل کر حسن بانو کے دروازے پر آیا چوبدارون نے خبر کی اُسنے دستور اندر بُلا کر کرسی مرصع پر بٹھایا حاتم نے کہا ساتوان سوال بیان کیجیے حسن بانو بولی حمام بادگرد کی خبر لاؤ کیونکہ حمام کو گردش سے کیا کام مین نے سُنا ہی کہ وہ چکی کی طرح پھرتا ہی پھر اُسمین لوگ کیونکر نہاتے ہین لازم ہی کہ اُسکا اور اُسکی بنیاد کا احوال تحقیق کر کے آؤ حاتم نے کہا اتنا جانتی ہو کہ وہ کدھر ہی حسن بانو بولی کہ دکھن اور پچھم کے کونے مین سُنا ہی مگر اُسکی پیدایش کا حال نہین معلوم اور یہ بھی نہین جانتی کہ کس پردے مین ہی یہ بات سُنکر حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور مہمان سرا مین آیا منیر شامی کی بہت سی تسلی اور دلداری کی اور کہا انشاءاللہ تعالی اِسکی سفر کر آؤن تو تیری معشوقہ کو تجھسے ملاؤن اپنے قول سے سچا ہون یہ کہکر منیر شامی سے رخصت ہوا

ساتوان سوال حمام بادگرد کی خبر لانے کا اور ذکر منیر شامی سے حسن بانو کے بیاہے جانے کا اور حاتم کے اپنے گھر آنے کا

جب حاتم شہر سے نکلا جنگل کی راہ لی چند روز کے بعد ایک شہر کے قریب جا پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک کنوین کے گرد بہت سے زن و مرد جمع ہین اُسنے پوچھا کہ ایسا ہجوم اور ایسی دھوم کیون کر رکھی ہی کسی نے کہا اے عزیز یہان کے حاکم کا بیٹا اس کنوین پر دیوانہ ہو کر بیٹھ رہا تھا آج تیسرا دن ہی کہ اُسنے آپ کو اسمین گرا دیا ہرچند ہم کانٹے اور رسیان ڈال ڈال کر ڈھونڈھتے ہین پر اُسکی لاش نہین ملتی معلوم نہین کہ اُسمین کیا بلا چھپی جو اُسے تحت الثرے مین لیگئی یا پانی ہی مین پڑا ہی پر کوئی اپنی جان کے خطرے سے اُترتا بھی نہین مبادا اسمین اژدہا ہو اور نگل جائے یہی باتین ہو رہی تھین کہ اُسکے ماں باپ گریبان پھاڑے سر پر خاک ڈالے وہان آپہونچے اور کنوین پر بیٹھکر ایسے درد سے روئے کہ پرندے ہوا کے بھی فریاد کرنے لگے بلکہ پتھر دل کے جگر بھی پانی ہو کر بہہ گئے یہ حالت دیکھکر حاتم کا بھی دل بھر آیا آبدیدہ ہو کر بھروسا دینے لگا کہ خواہش آلہی سے چارہ نہین صابر و شاکر رہا چاہیے وہ بولے کہ اے جوان تو سچ کہتا ہی لیکن جو اُسکی لاش بھی ہاتھ آئے تو دفن کر کے اُسکی قبر ہی سے اپنے دل بیتاب کو تھوڑی بہت

تسلی دین اور صبر کرین کیونکہ ہوے ہوے کی اتنی ہی نشانی بہت ہی چنانچہ ہر ایک کی منت کرتے ہین بلکہ ہزارون
روپے دینے کو موجود ہین لیکن کوئی ہمارے حال تباہ پر رحم نہین کرتا اور نہین اُترتا آج یہ ارادہ ہی
کہ آپ کو اس کنوئین مین ڈالین اور اُسکی لاش تلاش کر کے نکالین اور کسی کو کیا پروا ہی جو پرائے
واسطے اپنی جان کھوئے یہ سنکر حاتم بولا خاطر جمع رکھو اپنے سر کو خدا کی راہ مین ہتھیلی پر دھرے
پھرتا ہون یہی آرزو ہی کہ میری جان کسو کے کام آئے عند اللہ اس کنوئین مین جاکر تمھارے بیٹے کی
لاش ڈھونڈھ لاتا ہون تم میرے آنے تک یہین منتظر رہنا اُنھون نے کہا ای جوان جانے کا تو کیا ذکر ہی
ہم اپنی بود و باش یہین کرینگے حاتم بولا ایک مہینے تک میری راہ دیکھنا اگر آیا تو بہتر نہین تو اپنے کاروبار مین مشغول
ہونا اتنی بات کہکر کنوئین مین کود پڑا کئی غوطے کھائے یکایک پانون تہ کو جا لگے آنکھین کھول دین نہ
کنوان ہی نظر آیا نہ پانی مگر ایک میدان وسیع روشن دکھائی دیا آگے چلا پھر ایک باغ پاکیزہ پر فضا دروازہ
کھلا ہوا نظر آیا بے تامل اُسکے اندر چلا گیا ہر قسم کے پھول پھلے ہوے اور درخت خوبصورت میوون سے
لدے ہوے دیکھے اور وہ باغ خوشبو سے مہک رہا تھا کہ اُسکا بھی دماغ معطر ہو گیا اسکے جی مین آیا کہ ایسی
خوشبو کن پھولون کی ہی اس امتحان کے لیے ہر ایک تختے کی طرف آتا جاتا تھا کہ ایک جماعت پریزادون کی
کسی جگہ بیٹھی ہوئی دکھائی دی اور ایک تخت مرصع پر ایک جوان خوشرو بھی بیٹھا نظر آیا تب حاتم تھوڑی دور
بڑھکر گنجان درختون مین چھپ رہا اور تماشا دیکھنے لگا اتنے مین پریون کی نظر اُسپر جا پڑی کایک
چیخین مارنے لگین کہ ہی ہی یہ آدمی زاد نامحرم کہان سے آیا پھر جاکر اپنے سردار سے عرض کی کہ
ایک شخص آدم کی قوم سے فلانے درختون مین چھپا کھڑا ہی یہ سنتے ہی پریزاد نے اُس جوان سے کہا کہ تمھارا
بھائی بند ایک اور بھی یہان آپہونچا اگر کہو تو تمھارے پاس لے آئین مہمانداری کی شرط بجا لائین وہ بولا بہت
بہتر مجھے بھی اپنے ہمجنس کا کمال اشتیاق تھا الحمد للہ خدا نے بھیج دیا اُس پری نے اپنی ایک دو مصاحبون سے
کہا کہ جاکر تم اُسکو با آئین شایستہ لے آؤ وہ جاکر اُسی طرح سے لے آئین جب تخت کے قریب پہونچا پریزاد
اور وہ جوان اُٹھ کھڑے ہوے اپنے پاس بٹھایا مہمانداری کی رسمین بجا لائے احوال پوچھنے لگے کہ تم
کون ہو کیا نام ہی کہان سے آئے ہو حاتم بولا مین کا رہنا والا ہون شاہ آباد سے آتا ہون حمام بادگرد کو
جاتا ہون میرا نام حاتم ہی اتفاقاً اس کنوئین پر آنکلا تھا بہت سے لوگون کو روتے ہوے دیکھا خصوصاً
ای جوان تیرے مان باپ کی حالت سے میری حالت متغیر ہو گئی بے اختیار اُنکے پاس جاکر پوچھا کہ
تم اس طرح کیون بلبلا رہے ہو کہ سننے والون کی چھاتیان پھٹی جاتی ہین وہ آہ بھر کر بولے کہ اس کنوئین
مین ہمارا یوسف ثانی گم ہو گیا ہی اس سے ہمارے جی ڈوبے جاتے ہین کوئی ایسا نہین جو خدا کے واسطے

اُسمین جاکر اُسکی لاش نکال لائے جب مین نے یہ کلمہ سُنا بے اختیار آپکو اُس کنوین مین گرادیا یہان تک
آپہونچا اب مین نہین جانتا کہ اُنکا بیٹا تو ہی ہر یا کوئی اور پر ایسا آدمی کو دیکھتا ہون یہ سُنکر اُس جوان نے
کہاکہ ای بھائی وہ شخص جو یعقوب صفت اپنی بی بی سمیت وہان تھا مین ہی کا بیٹا ہون ایک دن کا ذکر ہی کہ اس
کنوین پر آنکلا کہ یہ رشک زلیخا مجھے نظر آگئی فوراً اُسکے ایک جلوے پر بے دامون بک گیا
اور اُسکی چاہ سے باؤلا بن گیا وہان بیٹھ رہا یہ برق وش بھی ہر روز اپنی جھلک دکھاکر چلی جاتی تھی
لیکن مجھے اُس دیکھا بھالی سے تسلی نہوتی تھی آخر اُسکے سلسلۂ محبت کی کشش نے کھینچ کر مجھکو اس چاہ عمیق
مین گرادیا پھر باد صبا کی طرح اُس گل خوبی کی جستجو مین گرتا پڑتا اس باغ مین آپہونچا بارے اُسنے
میری خستہ حالی دیکھکر نہایت مہربانی فرمائی اور مجھ تشنۂ آب وصال کو اپنے جام وصل سے
سیراب کیا اب آرام گذرتی ہی ہر ایک رات عیش و آرام مین کٹتی ہی حاتم نے کہا حیف ہی تو یہان
رنگ رلیان منا رہا ہی وہان تیرے مان باپ کا احوال تباہ ہو رہا ہی یہ کیا انصاف ہی وہ بولا اب مجھ گرفتار کا
اختیار اسکے ہاتھ ہی اگر یہ رخصت دے تو جاؤن اُنکی تسلی کراؤن حاتم نے کہا اسکے عبر کر مین
تیرا احوال بھی عرض کرتا ہون یہ کہکر پری کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ ای سراپا ناز قدردان اہل نیاز
درد مندون کی دمساز احسان و مہربانی سے دور ہی کہ اسکے مان باپ آتش ہجر سے جلین اور
سوز مفارقت سے سراپا شمع کی صورت گلین بہتر یہ ہی کہ اس جوان کو دو تین دن کی رخصت دے
جو یہ جاکر اُنکی چھاتی سے لگے اور دل ٹھنڈا کرے وہ مسکرا کر بولی یہان کسنے اسکو منع کیا ہی ابھی چلا جائے
یہ آپ ہی مبتلا ہو کر یہان آیا ہی مین نے اسے تھوڑا ہی بلایا ہی اختیار رکھتا ہی جہان چاہے
وہان جائے یہ سُنکر حاتم نے کہا اُٹھ کھڑا ہو پری نے پروانگی دی وہ بولا یہ اجازت نہین ہی بلکہ
خفگی ہی رضامندی یہ ہی کہ مجھسے اس طرح قول کرے کہ تو خاطر جمع سے اپنے گھر جا مین ہر ایک
ہفتے مین دو تین بار رات کے وقت تیرے پاس جاؤنگی اور تجھے اپنی خاطر عاطر سے نہ بھلاؤنگی
یہ بات سُنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا ایک دم کے بعد پریزاد سے پھر کہا خدا کے واسطے تو اسپر مہربان ہو
اور جو کہتا ہی مان لے پری تیوری چڑھاکر بولی ہماری قوم کی یہ چال نہین جو مین کرون یہ پھیکے چھچلے
مجھے نہین بھاتے اتنی گرمی نہ کیجیے زیادہ اختلاط نہ بڑھائیے حاتم نے کہا اگر معشوق اس گرفتار کے
حال پر ذرا رحم کھاتے تو مین کچھ عرض کرون کیونکہ مین نے فلانے فلانے پردے کی پریون سے
سنا ہی اور ملاقات کی ہی اور اُنکے لطف و احسان عاشقون کے حال پر ایسے زیادہ دیکھے ہین تم کہتی ہو
کہ ہماری قوم مین اس طرح کے سلوک کوئی نہین کرتا مین کیونکر مانون بلکہ آدم زاد سے وفا و جفا کا رہینا پریزاد بھی

عالم دوستی مین وفادار اور فرمان بردار ہین یہ سُنکر اُسنے مُنھ پھیر لیا اور کہا یہ جھوٹا لپاٹیا ہی مجھے دل سے
نہین چاہتا یہ اُسکی بناوٹ ہی جوان بولا جوکچھ تم فرماتی ہو سچ ہی اس نہیدگی کے صدقے جایئے مین نے گھر بار
تمھاری خاطر چھوڑا جان سے ہاتھ دھوکر اس کنوئین مین گرایا گیا صدمے اُٹھا کر یہان تک پہونچا یا اس پر بھی مین
چاہنے والا نہ ٹھہرا بیت ہوسے تم نہ واقف مرے حال سے ٭ مین صدقے رہا جان اور مال سے ٭
یہ سنکر پری بولی ایسی باتین بہت سُنی ہین کیون واہی تباہی بک رہا ہی جب جانون کہ تو مجھے چاہتا ہی
جو کچھ کہون وہی بجالاوے وہ بیچارہ فی الفور اُٹھ کھڑا ہوا کہ دیر کیون کرتی ہو جو منظور ہو جلد فرماؤ اُسنے اپنے
لوگون سے کہا کہ ایک کڑاہ مین گھی بھر کر چولھے پر چڑھادو جب گھی اُسمین کڑکڑانے لگے مجھے خبر کرو اُنھون نے
وہی کیا جسوقت گھی کھولنے لگا اُسوقت جوان کا ہاتھ پکڑکر کہا کیون جی تم ہمین چاہتے ہو اسمین کود پڑو جوان
بے تامل خوشی بخوشی اُس کڑاہ کی طرف جایا چاہتا تھا کہ آپ کو اُسمین گرادے پری دیوانون کی طرح دوڑ پری
بیتابانہ اُسکے گلے لپٹ گئی کہ تو عاشق صادق ہی مجھکو یقین ہوا اب جو کہے سو کرون مجھے سب قبول ہی
پھر حکم کیا مجلس طرب آراستہ کرو ساقیان گل اندام جڑاؤ سُنہری گلابیون مین شراب لعل فام بھر کرلے آئین
دور جام شروع کرین اُسکے فرمانے ہی کی دیر تھی سب مہیا ہوگیا غرض اُسی طرح عیش وعشرت اور مہمانداری
مین ایک مہینا گذر گیا اور وہان کنوئین پر جو لوگ بیٹھے تھے وعدہ شماری کر رہے تھے کہنے لگے اگر آج بھی
وہ جوان نہ نکلا تو اپنے اپنے گھر چلے جائینگے الغرض اکتیسوین دن حاتم نے اُٹھکر اُس جوان سے کہا
مجھے کام ضروری ہی اب نہین رہ سکتا جو تمنے وعدہ کیا ہی اُسکو وفا کرو پری بول اُٹھی بہت بہتر
حاتم نے کہا کہ بشرطیکہ تم وعدہ مضبوط کرو حضرت سلیمانؑ کو درمیان دو تب مجھے باور ہو پری نے قسم کھا کر
کہا مین اس قول سے ہرگز نہ پھرونگی تم خاطر جمع رکھو پھر اپنی پریون سے کہا ان دونون جوانون کو کنوئین پر
پہونچا آؤ اُنھون نے ایک ہی حسبت مین دونون کو کنوئین پر بٹھا دیا سب لوگ دیکھکر حیرت مین آگئے پر
اُسکے مان باپ دوڑ کر حاتم کے قدمون پر گر پڑے خوشی بخوشی اپنے شہر مین داخل ہوئے نہایت
تکلف سے حاتم کی ضیافت کی ناچ راگ شروع ہوگیا گھر گھر شادیانے بجنے لگے چودہ دن تک حاتم کو
مہمان رکھا اور پری بھی اپنے وعدے پر آنے جانے لگی بلکہ یہی معمول رکھا حاتم نے اُسکی راستی
اور درستی دیکھکر اپنے جی مین کہا سبحان اللہ اس قول پر کہ صورت بھی اچھی ہی اور سیرت بھی سچ ہی
وہ حسن بے لطف ہی اگر وفا نہو اور وہ آنکہ بے کیفیت ہی جسمین حیا نہو القصہ پندرھوین دن حاتم وہان سے
رخصت ہو اجنگل کا رستہ لیا جوان بھی اُس شہر کے باہر پہونچا گیا ایک مدت کے بعد بستی نظر آئی اُسکی
شہر پناہ کے باہر ایک پیر مرد کھڑا تھا حاتم پر جو اُسکی نظر پڑی اُسنے کہا السلام علیک اے جوان

مرحبا اُسنے کہا علیک السلام اے پیر مرد با صفا اُسکے بعد اُسنے پوچھا اے مسافر آج کی رات میرے گھر مین قدم رنجہ
فرمایئے اور آب و نمک سے شریک ہوجیے تو عین مہربانی ہے حاتم بولا نیکی کا کیا پوچھنا اُسی دم
وہ پیر مرد اُسکو اپنے گھر لے آیا با آئین شایستہ ضیافت کی کھانے کے بعد پیر مرد نے پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام ہے اور کہان جائیگا اُسنے کہا حاتم نام ہے یمن کا رہنے والا ہون حمام باد گرد کی خبر کو
جاتا ہون سنتے ہی اُسنے سر نیچا کر ایک ساعت کے بعد سر اُٹھا کر کہا کہ اے عزیز وہ کون تیرا دشمن تھا
جسنے تجھے ایسی جگہ بھیجا اول تو یہ ہے کہ اُسکا نشان معلوم نہین دوسرے جو کوئی وہان گیا سو گیا پھر
نہ پھرا جو کوئی وہان جانے کا قصد کرے اپنی جان سے ہاتھ دھوئے غسل میت جیتے جی بجا لائے
کیونکہ اُسکا رستہ اول منزل سے کم نہین اور رستے مین حارس قطان شہر قطان کے بادشاہ نے
اُسکی سرحد مین چوکی بٹھائی ہے جو کوئی اُس حمام کی خواہش کرکے آئے پہلے اُسے میرے پاس لے آوے
تو معلوم نہین اُسکو اپنے روبرو بلانے کی کیا وجہ ہے مار ڈالتا ہے یا اُسکو چھوڑ دیتا ہے یہ سنکر حاتم نے کہا کہ حسن بانو
سوداگر بچی پر منیر شامی شہزادہ عاشق ہوا ہے اپنا خانمان برباد کرکے اُسکے شہر مین کاروانسرا مین بیٹھ رہا ہے
مین اُسکے واسطے یہ رنج اپنے اوپر گوارا کرکے کئی برس سے اُسکے کام مین عند اللہ پھرتا ہون
اور اُس سوداگر بچی کے چھ سوال خدا کے فضل و کرم سے پورے کر چکا ہون اب ساتوان سوال
حمام باد گرد کی خبر ہے سو لینے جاتا ہون دیکھون قسمت کیا دکھائے پیر مرد بولا آفرین تجھ
اور رحمت تیرے مان باپ پر جو بیگانے کے واسطے عیش و عشرت چھوڑ کر محنت اختیار کی مصیبت سہی
لیکن صلاح یہ ہے کہ اب اس خیال محال کو دل سے دور کر یہین سے پھر جا اُس سے کہدے طلسمات ہے
کوئی اُسے نہین جانتا اور اُسکا پتا نہین ملتا یہ بات سنکر حاتم بولا استغفر اللہ جھوٹھ کس طرح اُس سے
بولون بات کیونکر بناؤن یہ انصاف نہین کہ وہ عاشق بیچارہ مدت مدید سے درد انتظار کے سبب سے
جان بلب ہے فقط امید وصال پر اُسکا دم بھرتا ہے قریب ہے کہ شربت وصال اپنی معشوقہ کے ہاتھ سے
پیے اپنی حیات کو تازہ کرے حیف ہے کہ اسوقت مین حیلے ڈھونڈھون اور اُسکے کام سے پہلو تہی کرون
پس خدا کو کیا جواب دونگا کیونکہ جو عند اللہ کمر باندھتا ہے جھوٹھ نہین بولتا اور جنہون نے خدا کی راہ مین
اپنا گھر چھوڑا ہے وہ بے حصول مطلب نہین پھرے اُس جہاندیدہ نے کہا اے جوان اپنی جوانی پر رحم کر
ہرگز اُس طرف نہ جا کیونکہ وہان کا جانا جان سے جانا ہے اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو پشیمان ہوگا جیسے مینڈک نے
اپنی قوم کا کہنا نہ مانا پشیمانی کھینچی حاتم نے پوچھا اسکی حقیقت کیونکر ہے پیر مرد کہنے لگا اطراف شام مین ایک
دریا تھا اُسمین بہت سے مینڈک رہتے تھے ایک دن اُنمین سے کسی غوک نے اپنی قوم سے کہا جی یون چاہتا ہے

که بیابان سے سفر کرین کسی اور دریا مین جا کے رہین کیونکہ مسافرت مین فائدے بہت ہین فقیر غنی ہو جاتے ہین
اور مفلس مالدار ہرگز وطن مین کسی کو دولت حاصل نہین ہوتی بے ہاتھ پانون ہلائے نعمت ہاتھ نہین آتی یہ سنکر
اُسکی قوم نے کہا کہ ای نادان یہ خیال باطل تیرے دل مین آیا ہی اسے دور کر ہرگز راحت نہ پائیگا مفت مین
رنج اُٹھائیگا آخر اپنے کیے پر پچتائیگا اُسنے نہ مانا اپنے بھائی بندون و فرزند سمیت وہان سے نکل کر ایک
اور دریا کی طرف چلا ہر چند کہ آبی جانورون کو خشکی مین چلنا بہت دشوار ہوا پر بھی وہ اچھلتا کودتا
خوشی بخوشی چلا جاتا تھا قضاے کار راہ مین ایک چشمہ مل گیا اُسمین ایک سانپ تھا کہ اُسنے وہان کے سب
مینڈک کھا لیے تھے چند روز سے غذا جو نہ پائی تھی بھوک سے جھنجھلا رہا تھا دیکھتے ہی بے اختیار اُنپر لپکا
ایک ایک کو چُن چُن کے کھا گیا کسی طرح سے وہ مینڈک آب دریاے قدیم مین آپڑا لیکن جورو لڑکے
برباد گئے اُسکی قوم یہ حالت دیکھکر یون طعنہ دینی لگی ای نادان یہ کیا کیا تونے مفت مین اپنا بسا گھر اُجڑوا دیا
بارے اپنا احوال کہہ کہ تجھپر کیا گذری وہ بیچارہ بال بچون کے غم کا مارا سر جھکائے اور اپنے کیے پر ندامت
کھینچے چپکا بیٹھا سب کی سنتا تھا ہر چند کہ وہ لعنت ملامت کرتے تھے جواب دینا تو درکنار دم بھی نہ مارتا تھا غرض
جو کوئی بزرگون کا کہنا نہین کرتا اُسکا یہی حال ہوتا ہی پس ای جوان میرا کہنا مان یہین سے پھر جا
گرمی نہ کر کیونکہ حمام باد گرد مین کوئی نہین پہونچا تیرا سر کیون پھرا ہی اپنا علاج کر ان باتون کو سُنکر
حاتم نے جواب دیا ای جوان بزرگ جو تو کہتا ہی اُسمین میری ہی بہتری ہی لیکن جو بات خدا کے واسطے ہو اُس سے
منھ پھیرنا خوب نہین کیونکہ دیانت اور تقوے سے نہایت دور ہی کرم الٰہی سے امیدوار ہون کہ اِس جوان کی
مراد میرے ہاتھ سے بر آئے خدا کے واسطے اگر تو جانتا ہی تو شہر قطان کی راہ مجھے دکھا دے جو
اپنی راہ لگون اُس مرد دیرینہ نے جو دیکھا کہ اسکا ارادہ کامل ہی ساتھ ہو لیا اور شہر کے باہر جا کر
کہا ای مسافر داہنی کی طرف کا رستہ یہان سے اختیار کر آگے بہت سے شہر قصبے ملینگے اُنکے بعد ایک
پہاڑ نظر آئیگا اُسکے نیچے ہزارون آفتین بلائین ہین اگر اُنسے بچ نکلیگا تو ایک صحراے عظیم ملیگا
وہان خدا کی قدرت نظر آئیگی تھوڑی دور جا کر دوراہا ملیگا بائین طرف کو جائیو کہ وہ راہ پاکیزہ
ہی فضا ہی بخوبی شہر قطان مین پہونچیگا اگرچہ داہنی طرف کی راہ نزدیک ہی مگر اُسمین خطرے اور بہت سی
آفتین ہین حاتم بولا بے زندگی کوئی جی نہین سکتا اور بے اجل کوئی مر نہین سکتا پھر قریب کا
رستہ چھوڑکر راہ بعید کیون اختیار کرون پیر مرد نے کہا نہین سنا ہی تو نے کہ بزرگون نے کہا ہی بیت
چل راہ راست سوچ نہ ہر چند دور ہو * جورو نہ کر تو بیوہ اگرچہ وہ حور ہو شعر گو کہ مرتا نہین کوئی بے موت
لیک تو منھ مین اژدہے کے نہ جا * دیکھ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا خراب ہوگا غرض حاتم اُسکو

رخصت کرکے آپ روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر نظر آیا اور نقارون کی آواز بکثرت سُنی جی مین کہنے لگا
آج اس شہر مین کیا کسی کے گھر مین شادی ہو بہت لوگ شہر کے جمع ہین بادشاہی سراچے کھڑے ہین
اور تمبو ڈیرے استادہ ہین فرش ستھرا پاکیزہ صاف ہر ایک طرف بچھا ہو جا بجا لوگ بیٹھے ہین ہر مجمع کے
قریب نقارے بج رہے ہین مجالس مین راگ ناچ ہو رہا ہی چولھون پر دیگین کھڑک رہی ہین کھانے پک رہے ہین
یہ کیفیت دیکھکر پوچھنے لگا ای یارو سچ کہو آج اس شہر مین کیا شادی ہو وہ بولے اس شہر کی یہ رسم ہی
کہ برسوین دن ہر ایک امیر و غریب بلکہ بادشاہ و وزیر بھی اپنی اپنی لڑکیون کو جو بالغ ہین دُلہن بناکر عطر
اور ارگجے مین لبا کر خیمون مین بٹھا دیتے ہین پھر ایک بڑا سانپ جنگل کی طرف سے آتا ہو اور ایک جوان کی
شکل بنکر ہر ایک کے خیمے کے اندر جاکر اُن سبھون کو دیکھتا پھرتا ہو جو پسند آتی ہو اُسکو لے جاتا ہو ہمنے دہشت سے
بیحیائی کی نقاب مُنہ پر ڈال کر مجبوری شادی مچائی ہو دیکھیے کسکی لڑکی پسند کرے اور لے جاوے ہر ایک کو
یہی دھڑکا ہو آج نقارے بجتے دیکھتا ہو کل چھاتی پیٹتے دیکھیو ایک دن کی شادی اور سات دن کا غم ہمکو ہر سال آتا ہو
بے بس ہین کیا کرین شام کے وقت مقرر آویگا کسی نہ کسی کے سر پر آفت لائیگا یہ ماجرا سُنکر حاتم نے اپنے
جی مین کہا کہ یہ کام جن کا ہو فی الحقیقت وہ سانپ نہین پھر اُنسے مخاطب ہوا ای عزیزو یہ بڑی بلا تمپر آتی ہو
اُنھون نے کہا پھر کیا کرین اسمین کچھ اپنا چارہ نہین جو خدا چاہے سو کرے مثل مشہور ہی سنگ آمد و سخت آمد
لیکن ہم کسی کو نہین دیکھتے جو خدا کے واسطے اس آفت کو ہمارے سر سے ٹالے حاتم نے کہا انشاء اللہ تعالی
اس آفت کو مین اسی رات کو تمہارے سر سے دفع کرتا ہون تم مردانہ وار رہو اپنے جی مین کچھ اندیشہ نہ کرو انھون نے
جاکر اپنے سردارون سے ذکر کیا وہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ اُسکو بادشاہ کے پاس لے گئے اور
تمام ماجرا بیان کیا تب بادشاہ نے احوال پرسی کی اور ایک کرسی پر بٹھا کر کہا ای جوان تجھے کچھ معلوم ہی
کہ یہ کیا آفت اور کیا اسرار ہو حاتم نے کہا مین خوب جانتا ہون وہ جن ہو جب اُنکی قوم فساد کیا چاہتی ہو
تو راستی کو چھوڑ کر کجی اور مردم آزاری اختیار کرتی ہو بادشاہ بولا کہ ای جوانمرد اگر یہ جن
تیرے ہاتھ سے مارا جائے یا میرے شہر سے دور ہو تو مین سپاہ اور رعیت سمیت تیری اطاعت کرون
بلکہ جب تک جیون ممنون احسان رہون حاتم نے کہا مین جو کام کرتا ہون خدا کے واسطے کرتا ہون جو
قدم آگے بڑھاتا ہون اپنے مولا کی راہ مین دھرتا ہون اگر یہ بھی کام کرونگا تو کسی پر احسان نہین پر جو کچھ مین تمسے
کہون سو قبول کرو بادشاہ نے فرمایا بسر و چشم پھر حاتم نے کہا جسوقت وہ آوے اور جس لڑکی کو پسند
کرکے لے چلے اُسوقت وہ اُس سے کہے کہ صاحب تم لے جانے مین مختار ہو مگر اتنی بات ہماری بھی
سنو کہ ہمارا ایک بڑا سردار زادہ مدت کے بعد آج آیا ہو ہم سب کے سب اُسکے تابع ہین

اُسکے بے کہے اُس لڑکی کو تمھارے ساتھ نہیں کر سکتے اگر تمھارے حوالے کرین تو عین خفا ہی کیونکہ
تم غصے ہوگے تو ایک برس مین ہمارے ملک کو خراب کروگے وہ جو غضب ہوگا تو ایک پل مین خاک سیاہ کردیگا
القصہ بادشاہ نے تمام دن حاتم کو اپنی بارگاہ مین بٹھا رکھا جب شام ہوئی سانپ کی آمد کا غل ہوا
لوگون نے حاتم سے کہا اے جوان وہ موذی آپہونچا اُسنے سنتے ہی شاہ سے عرض کی کہ ذرا مین بھی اُسکو دیکھون پھر
اُٹھ کھڑا ہوا اور خیمے کے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک اژدہا آسمان سے سر لگائے ہوئے چلا آتا ہی
اُسکی درازی کا ٹھکانا نہیں دیو بھی اُسکا سامنا نہیں کر سکتا آدمی کا تو کیا مقدور جو آنکھ اُٹھا کر دیکھے
جو پتھر اور درخت اُسکی چھاتی کے نیچے آتا ہی وہ پیس کر سرمہ ہو جاتا ہی حاتم نے جو اُسکو اس ہیئت سے
آتے دیکھا کہا الٰہی تیری پناہ تو ہی اس سے نجات دیگا یکایک وہ سانپ نزدیک آیا اور اپنی دُم ایسی سخت
کرکے ہلائی کہ آدمی سب کے سب سر جھکا کے زمین پر گر پڑے پھر وہ چارون طرف نگاہ کرکے زمین پر لوٹ کر ایک
خوبصورت آدمی بن گیا تب اُنھون نے اُٹھ کے ادب سے سلام کیا اور بادشاہ اُسکے آگے
جا کر اپنے خیمے مین لے آیا ایک تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور ایک دم ٹھہر کر اُٹھا اور کہنے لگا کہ اپنی اپنی لڑکیان
مجھے دکھاؤ بادشاہ نے کہا بہت بہتر دیکھیے تب اُسنے بارگاہ سے نکل کر سب سردارون اور سوداگرون
اور غریبون کی لڑکیان دیکھین پر کسی کو پسند نہ کیا اُلٹا پھرا بادشاہ کے خیمے مین آیا جہان شہزادی بیٹھی تھی
وہان گیا اور اُسی کو منظور نظر کرکے ایک دم کے بعد بادشاہ سے سوال کیا مجھے اسکی خواہش ہی
میرے حوالے کر اس بات کو سنکر بادشاہ نے کہا ایک بڑا بزرگ زادہ کتنے دنون سے نکل گیا تھا
بالفعل آیا ہی اب اُسکے بے حکم کچھ کام کر نہیں سکتے والا ایک آن مین ستیاناس کریگا صلاح یہ ہی کہ آپ
اُسکو بلوائیے وہ جو کچھ کہیگا سو ہم کرینگے اُسنے کہا کہ اب تک وہ کہان تھا آج کیونکر آیا اچھا بلواؤ یہ تو وہان
قنات کے نیچے ہی لگ رہا تھا بلاتے ہی اُسکے روبرو آکھڑا ہوا دیو نے پوچھا اے جوان مین ایک مدت سے
اس شہر مین آتا جاتا ہون پر تو کبھی مجکو نظر نہین آیا اب کہان سے آگیا سچ بتا تو کون ہی اور کسواسطے ہمارے
فرمانبردارون کو گمراہ کرکے اس ملک کو خراب کروایا چاہتا ہی حاتم نے کہا جب تک مین اس شہر مین نہ تھا تب تک
اُنھون نے تیرا کہا کیا اب اس ملک کا مالک مین آیا ہون اور کاروباریان کا مجھسے تعلق رکھتا ہی جو کوئی
ہمارے باپ دادا کی رسمین بجالاتا ہی بیٹی اُسکو دیتے ہین جن نے پوچھا وہ کیا ہی بیان کر حاتم نے
کہا میرے پاس ایک مہرہ ہی پہلے تو اُسکو گھس کر پلاتا ہون وہ بولا جو یہ رسم ہی تو لے آ مین پیونگا
حاتم نے وہ مہرہ جو خرس کی بیٹی نے دیا تھا اپنی جیب سے نکال کر تھوڑے سے پانی مین رگڑ کر اُسکے
حوالے کیا جن نہ جانتا تھا کہ اُسکے حق مین اُسکا پینا سم ہی مارے غرور کے بے تامل پی گیا

ہم سے ایک قلم علم جنی فراموش کیا اُسپر بھی ڈھٹائی سے کہنے لگا اب کوئی اور رسم باقی ہو تو اُسکے بھی
بجالانے کو حاضر ہون حاتم بولا دوسری یہ رسم ہی کہ ایک گولی مین تم اُترو ہم اُسکا منھ باندھ دین پھر اُسکے
باہر نکل آؤ تب ہم بخوشی اس لڑکی کو تمھارے حوالے کرین اور جو اُسمین سے نہ نکلو تو ہزار لعل اور
دو ہزار الماس اور ایک موتی مرغابی کے انڈے برابر جو پریون کے ملک مین ہی گنہگاری لین وہ
نادان اپنے زور کے بھروسے پر بھولا ہوا تھا بے اختیار کہ بیٹھا جلد لاؤ وہ گولی کہان ہی حاتم نے ایک
بڑی سی گولی منگوا کر اُسکے آگے رکھی اور کہا بسم اللہ وہ اُسمین فوراً اُتر پڑا حاتم نے اُسکے منھ پر ڈھکنا
ڈھانک کر مضبوط باندھکر اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اور اُس سے کہا کہ اب باہر نکل اُس اسم اعظم کی برکت سے
اُسکا ڈھکنا پہاڑ سے سوا بھاری ہو گیا گتنا ہی اُسنے زور کیا پر نکل نہ سکا تب تو حاتم نے
لوگون سے کہا کہ اب اسکے پاس پاس نیچے اوپر لکڑیان رکھکر آگ بھڑکا دو اُنھون نے وہین اُسکے
کہنے پر عمل کیا جن مین جلا مین جلا پکارنے لگا پر کسی نے اُسکی فریاد نہ سُنی آخر جل کر خاک ہو گیا پھر
حاتم نے اُن سب لوگون سے کہا اب تھوڑی سی زمین کھدوا کر اسکو گڑوا کر اپنے گھرون مین جا کر چین کرو
خدا نے اس بلا کو تمھارے سر سے دور کیا نہین تو خدا جانے تمھارا کیا حال ہوتا اور وہ موذی کیا سلوک
کرتا بادشاہ نے یہ حال دیکھکر حاتم کی تعریف بہت سی کی شہر کے باشندے سب کے سب پانون پر
گر پڑے پھر بادشاہ نے بہت سی اشرفیان اور روپے کئی کشتیان ملبوس و جواہر کی منگوا کر اُسکے سامنے
رکھین اُسنے کہا مجھے درکار نہین خدا نے سب کچھ دیا ہی اگر منظور ہی تو فقیرون کے حوالے کرو جو خدا کی
خوشی ہو اور تمھین اجر دے کیونکہ جو شخص خدا کی راہ مین سر دیتا ہی وہ مزدوری نہین لیتا شہریارنے
اُسی گھڑی فقیرون غریبون محتاجون کو بلوا کر اُس مال کو تقسیم کر دیا حاتم تو تین روز تک مہمان رکھا چوتھے روز
وہ رخصت ہو کر آگے بڑھا کتنے دنون کے بعد اُس پہاڑ کے نیچے جا پہونچا جسکا ذکر اُس پیر مرد نے کیا تھا
ذرا سستا کر اُسپر چڑھا جب اُس سے گذر گیا تب ایک بڑا جنگل دکھائی دیا اُسمین عجائبات دیکھے قسم قسم کے میوے
کھاتا ہوا کئی روز تک چلا گیا جب اُس سے نکلا ایک دوراہہ نظر آیا وہان کھڑے ہو کر اپنے جی مین کہنے لگا اُس پیر مرد
کہا تھا کہ داہنی طرف کی راہ مین بہت سی آفتین ہین تو اُدھر سے نہ جانا اسوقت اُسکے کہنے پر عمل کیا چاہیے
اور بائین طرف کا رستہ لیجیے اس خیال پر بائین طرف روانہ ہوا تھوڑی دور جا کر اُسنے یون سمجھا کہ اس راہ سے جانا
کچھ حاصل نہین بہتر یہ ہی کہ داہنی طرف چلون جو خداوند مدد کریگا تو کوئی بلا میرے سامنے نہ آسکیگی اور اگر آجائیگی تو اُسکی
مدد سے رد کر دونگا یہ مسافرون کا رستہ پاک ہو جاویگا اور جو للہ مارا جاؤنگا تو بھی داخل ثواب ہونگا یہ بات ٹھہرا کر
اُس رستے سے پھر اور داہنی طرف چلا کہ ببول کا ایک جنگل کانٹون سے بھرا دکھائی دیا توکل بخدا یہ اُسمین

پہونچا اور قدم اپنے اُٹھا کے ہزار خرابی تھوڑی راہ طے کی آخر درختون کے کانٹون سے کپڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بدن لہو لہان ہوا اور زمین کے کانٹون سے تلوے چھد گئے پانون سوج گئے تب جبلے دم ہو کر کہنے لگا وہ بزرگ سچ کہتا تھا مجھ کمبخت نے اسکا کہنا نہ مانا آپ کو مصیبت مین ڈالا اندیشہ یہ ہی کہ اسکے آگے مبادا اور کوئی جنگل پر خطر ہو تو وہان پناہ کی صورت کیونکر ہو گی غرض ہزار خرابی وہ کتنے دنون مین اس جنگل سے نکلا اور آگے بڑھا کہ چھپکلیون کے جنگل مین پہونچا وہ سب کی سب آدمی کی بو پاتے ہی اسکے کھانے کو دوڑین حاتم نے دیکھا کہ ہزارون چھپکلیان چیتے اور کتے کے برابر سیکڑون لومڑی اور گیدڑ کے مانند دوڑی چلی آتی ہین ڈرا اور کانپنے لگا کہ اس بلا کا آنا بے سبب نہین اغلب ہی کہ میرے ہی کھانے کو آتی ہین لیکن مجبور ہون کچھ تدبیر نہین کر سکتا اتنے مین قریب آپہونچین ایک بڈھا نورانی صورت داہنی ہاتھ کی طرف نمودار ہوا اور کہنے لگا ای جوان تو نے بزرگون کا کہنا نہ مانا آخر پشیمان ہوا حاتم بولا اپنی تقصیر پر نادم ہون تب اُس بزرگ نے فرمایا کہ خرس کی بیٹی کا مہرہ نکال کر زمین پر ڈال وہ آپ غائب ہو گئی اُسنے فی الفور مہرے کو کیسے سے نکال کر زمین پر پھینک دیا پہلے تو زمین زرد ہو گئی پھر سیاہ آخر سبز ہو کر سرخ ہو گئی چھپکلیان جو دوڑی آتی تھین دیوانیان ہو کر آپسین لڑ مرین اور تین گھڑی کے عرصے مین تمام ہو گئین حاتم نے یہ احوال دیکھکر متعجب ہو کر کہا کہ الٰہی انہین ایسی کیا دشمنی ہو گئی جو ایک ایک کو مار مار کر مرگئین یقین ہی کہ اس مہرے کا یہ اثر ہی خدا کا شکر کیا چاہیے جسنے اسوقت مین ایسے ولی کو بھیجا اُسنے ہمکو یہ بھید بتایا اور بلیات سے بچایا وگرنہ مجکو تکا بوٹی کر ڈالتین پھر غور کر کے جو دیکھا تو ایک کو اُنمین جیتا نہ پایا ارادہ کیا کہ مہرے کو اُٹھا لیجیے وونہین دھیان آیا کہ شاید اُسکے اُٹھانے سے وہ جی اُٹھین اور مجھے کھا جائین تو جان کی جان جائے اور محنت برباد ہو جائے یہی نہ کیا چاہیے یہانتک صبر کیا کہ اُنکا گوشت پوست گل گیا ہڈی پسلی نکل آئی تب حاتم اپنا مہرہ اُٹھا کر آگے چلا تھوڑے دنون کے بعد ایک جنگل اژدہات کا ملا وہان کا ہر ایک ذرہ اُسکے پانون کی کفش کو چھید کر پشت پا سے گذر جاتا تھا زخم پڑ جاتے تھے یہ اپنے کپڑون سے چیتھڑے پھاڑ پھاڑ کر جوتیون کے اندر رکھ لیتا آخر اُسکے پانون چھلنی ہو گئے تب اپنے دل مین کہنے لگا کہ ای حاتم تیرے برابر جہان مین کوئی بیوقوف نہو گا کیونکہ اُس بزرگ نے تجھے مکرر منع کیا تھا کہ بابا داہنا رستہ بہت برا ہی اُدھر سے نہ جانا اور خدا نے بھی ہوش گوش آدمی کو اسی واسطے دیے کہ بھلے برے کو پہچانے سنبھل کر چلے سوچ کر قدم دھرے تو بھلا جینگا اسکو چھوڑ کر بائین طرف گیا تھا یہ کیا کمبختی تھی جو اسکو چھوڑ کر داہنی طرف گیا خراب ہوا پچتانے سے کچھ فائدہ نہین جو تجپر پڑے اُسے گوارا کر جس طرح سے چلا جائے چل خدا نباہنے والا ہی آخر کار

ہزار محنت اور مشقت سے اُس جنگل کو طے کیا الحمدللہ کہکر ایک جگہ بیٹھ گیا وہان سے جوتیان اُتار کر جو دیکھین تو تمام
پانون چھلنی ہو گئے ہین اژدھات کے ریزے ہر ایک سوراخ مین نظر آتے ہین نکالنے لگا جب نکال چکا
پانون پر کپڑا لپیٹ کر جوتیان پہنکر لنگڑاتا ہوا چل نکلا اور اپنے جی مین خوش تھا کہ مین نے سب بلاؤن سے
نجات پائی مگر یہ نہ جانتا تھا کہ اور آفت عظیم درپیش ہے چند قدم اُس جنگل مین چلا تھا کہ وہان کے بچھو
آدمی کی بو پاکر دوڑے کتنے اُنمین بلی کے برابر تھے اور کتنے لومڑی کے برابر تھے دُمین اُنکی گیدڑ کی سی پانون مرغ کے سے
گردنین تھنے کی صورت حاتم کی نگاہ جو اُنپر پڑی سہم کر کانپنے لگا اور ایسا گھبرایا کہ حسرت جاتی رہی
ہاتھ پانون بھول گئے ادھر اُدھر تکنے لگا کہ وہی پیر مرد مددگار آپہونچا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا خاطر جمع رکھ
ہراسان نہو استقلال کو ہاتھ سے نہ دے حاتم بولا اے مرد خدا کیا کرون مجھکو طاقت نہین ان بچھوون کے
ڈنک ایسے ہین کہ اگر پتھر پر مارین تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین کیونکر مقابلہ کر سکونگا اُس
بزرگ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہ کر وہی مہرہ پھر زمین پر انکے روبرو ڈال دے قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے
حاتم نے ہر چند مہرے کے نکالنے کا قصد کیا پر ہاتھ لیسنے کانپنے لگے نکال نہ سکا آخر اسی پیر مرد نے نکال کر
اُسکے ہاتھ مین دیا کہ بسم اللہ کہکر زمین پر ڈال دے حاتم نے جو اُس مہرے کو پھینکا وہین زمین بھر چھپکلیون کی
جنگل کی طرح رنگ بدلنے لگی جبکہ لال ہوئی بچھو بھی آپسمین لڑنے لگے ایک کے ڈنک سے دوسرے کا
بدن پھٹ گیا حاتم کھڑا دیکھتا تھا کہ آپسمین لڑکر تین روز کے عرصے مین وہ بھی تمام ہو گئے یہ بھی وہان
رہا چوتھے روز اُس مہرے کو اُٹھاکر شکر کا دوگانہ ادا کرکے روانہ ہوا چندروز کے بعد ایک شہر عظیم دکھائی دیا
یہ اُسمین داخل ہوا لوگون نے جو اُسے اجنبی دیکھا پاس آکر پوچھا اے جوان تو کس راہ سے آیا
حاتم نے کہا داہنی طرف کی راہ سے وہ حیران ہوکر کہنے لگے کہ جیتا کیونکر بچا کیا چھپکلیون اور ببول کے کانٹون کی
مصیبت اژدھات کے جنگل اور بچھوون کی آفت تجھپر نہ پڑی حاتم بولا عزیزو البتہ ان بلاؤن مین مبتلا ہوا
لیکن مدد الٰہی سے چھپکلیون اور بچھوون کو ٹھکانے لگایا اب اس راہ مین اژدھات کے ریزون اور ببول کے
سوا کوئی گزند باقی نہین سوداگر جو وہان اُترے ہوئے تھے اس بات کو حاتم کی زبانی سُنکر مستعد ہوئے
کہ اب اسی راہ سے چلیے دور کی راہ کس طرح اختیار کیجیے کیونکہ یہ رستہ صاف ہو چکا ہے کچھ حادثہ
نہین اگر سوداگر آیا جایا کرینگے شہر بھی آباد ہو جائیگا آخر لاد پھاند کر چلے گئے یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ کاروان
ایک مسافر کے کہنے پر جس راہ مین اژدھات اور ببول کا جنگل ملتا تھا اُسی رستے گئے حکم کیا کہ بہت سے
ہرکارے اُنکے پیچھے پیچھے چلے جائین راہ کا احوال قرار واقعی تحقیق کرکے پھر آئین اور حاتم کو بلا کر
اپنے پاس رکھا اور کہا اے مسافر راہ کے حادثے مسافری کے صدمے بہت سے تو نے اُٹھائے

ہین چند روز یہان دم لے قدرے آرام کر ہمارا صحبت ہو پھر جہان چاہیو وہان جائیو پر مطلب اُسکا یہ تھا
کہ اگر کہنا اسکا سچ ہی تو فبہا نہین تو سولی دونگا اس ارادے پر اُسکو چند روز رکھا کتنے نگہبان تعین کیے
کہ کہین آنے جانے نہین اور وہ لوگ جو راہ کی خبر لینے گئے تھے اُس قافلے کے پیچھے لگ گئے جا بجا
اُسکے اُترنے کی نشانی پائی آفت کہین نہ دیکھی جب سوداگر چھپکلیون کے جنگل سے صحیح و سلامت
گذر لے پھر چند روز کے بعد اپنے شہر مین آ پہونچے بادشاہ سے عرض کی کہ جو کچھ اُس مسافر نے کہا تھا
سچ ہی واقعی کوئی آفت اِس راہ مین نہین رہی ہی تب شہریار نے ایک طرف اشتہار بھیجا کہ فلانی راہ آفتون سے
پاک ہو چکی ہی جسکا جی چاہے بے دغدغے آئے جائے اور حاتم سے بہت سی معذرت اور منت کی اور
کہا اے جوان مجھسے خطا ہوئی ہی تو معاف کر پھر بہت سا زر و جواہر اُسکے آگے رکھا حاتم بولا کچھ آپ کا قصور
بظاہر مجھے معلوم نہین ہوتا کیونکہ جس روز سے تمہارے شہر مین آیا ہون بہ آرام تمام رہا ہون یہ کیا سبب ہی
جو تم معذرت کرتے ہو بادشاہ نے فرمایا تم نہین جانتے کہ مین ظاہرا سلوک کرتا تھا کہ مہمانون کی طرح رکھتا تھا
فی الحقیقت کتنے لوگ تمہارے لیے متعین کیے تھے کہ جب تک اُس جنگل کی خبر نہ آئے تم کہین جانے
نہ پاؤ اگر وہ جھوٹ ہوتا تو شہر کے باہر تمہین سولی دی جاتی کہ پھر کوئی ایسی خبر نہ اُڑا سکے اس بات کو سنکر حاتم نے
عرض کی یہ تو عین انصاف ہی بادشاہون کا کہ سچے کو سرفراز کرین جھوٹے کی گردن مارین تم عبث
عذر کرتے ہو مین نے بھی جھوٹ نہ کہا تھا کہ بھلے آدمیون کا شیوہ نہین ہی مین بھی تمہارا ملال اس بات سے
آزردہ نہین ہوتا کیونکہ عاقلون کو یوہین چاہیے خدا تمکو اپنی پناہ مین رکھے تمہارا ملک ہمیشہ تمہارے قبضے
مین رہے اور جو کچھ مجھے عنایت ہوا ہی میرے کس کام کا ہی کیونکہ باربرداری نہین رکھتا مین تن تنہا اسے
کس طرح لے جاؤن بادشاہ نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو مین باربرداری اور تھوڑے بہت لوگ نگہبانی کے واسطے
ساتھ کر دونگا کہ تمہارے وطن تک پہونچا دین حاتم نے عرض کی مجھے ایک کام ضروری درپیش ہی جب تک اُسے
نہین کر چکونگا وطن کی طرف توجہ بھی نہ کرونگا جانا ایک طرف شہریار نے پوچھا کہ وہ کونسا کام ہی اگر ہمکو معلوم ہو
تو ہم بھی اُسمین شریک ہون کوتاہی نہ کرین حاتم بولا یہ حضرت کا الطاف ہی لیکن مین خالق کے سوا
کسی مخلوق سے مدد نہین چاہتا مگر ایک رہبر ساتھ کر دیجیے جو شہر قطان کا رستہ بتا دے یہ بھی احسان سے
خالی نہین بادشاہ نے فرمایا تمکو اُس شہر مین کیا کام ہی اسنے کہا مین نے سُنا ہی کہ حمام بادگرد اُسی سرزمین مین ہی اُسکے
دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون شاہ نے ارشاد کیا اے جوان اس خیال کو اپنے دل سے اُٹھا کیونکہ جو کوئی
اُسکی طرف گیا جیتا نہین پھرا آپ کو کیون ہلاکت مین ڈالتا ہی وہ بولا جو ہونی ہو سو ہو مجھے جانا اور وہان
کی خبر لانا ضرور ہی غرض ہر چند بادشاہ نے منع کیا اور نصیحتین کین مگر اُسنے نہ مانا تب ناچار ہو کر وداع کی

ساتھ کر دیے کہ شہر قبطان کی راہ پر اُسکو پہونچا دو حاتم رخصت ہوا شہر سے باہر نکل کر رستہ پکڑا چند روز کے
بعد ایک مقام پر پہونچ کر رہبرون نے عرض کی کہ ہماری حد تمام ہو چکی یہ سرحد شہر قبطان کی ہی ہمین رخصت کرو
حاتم اُنکو وداع کر کے آگے بڑھا جب قریب پہونچا تو اُس نواح کے لوگ اُسکو دیکھکر کہنے لگے ای جوان
کس راہ سے آیا ہی اُسنے کہا فلانی طرف سے اگرچہ اُسمین بہت سی آفتین تھین لیکن خدای کریم نے اُس
راہ کو اپنے کرم سے پاک کیا آفتین دور کین مجھے صحیح و سلامت یہان تک پہونچایا یہ بات سُنکر سب کے سب
خوش ہوے حاتم شہر قبطان مین داخل ہوا اور کاروان سرا مین اُترا ایک دن وہ موتی بیش قیمت اور دو لعل گران بہا
کہ اُنکا ثانی سرکار عالی مین نہ تھا ایک ڈبیا مین رکھکر بادشاہ کے در دولت پر گیا چوبدارون نے اپنے دارونغہ سے
کہا کہ ایک مسافر کسی شہر سے آیا ہی اُسنے حضور مین جا کر عرض کی ارشاد ہوا کہ اُسکا احوال تحقیق کر کے
لاؤ چوبدارون نے جا کر حاتم سے پوچھا تم کہان سے آئے ہو تمہارا کیا نام ہی اُسنے کہا مین سوداگر ہون
شاہ آباد سے آنا ہوا ہی ملازمت کا امیدوار ہون یہ اُنھون نے اپنے دارونغہ کی وساطت سے حضور
پر نور مین عرض کی کہ ایک جوان طرحدار خوش گفتار سوداگر پیشہ شاہ آباد سے آیا ہی قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہی بادشاہ نے
حکم کیا کہ بلاؤ وہ جا کر حاتم کو حضور عالی مین لے آئے وہ مجرا گاہ مین کھڑا ہو کر آداب شاہانہ بجالایا اور تعریف کر کے
آگے بڑھا وہ جواہر نذر گذرانا اُس جواہر کو دیکھکر بادشاہ کا رنگ مارے خوشی کے چمکنے لگا اُسے کرسی پر
بٹھایا احوال پوچھا اُسنے عرض کی کہ مین ایک مدت سے سوداگری کرتا تھا اب اس دنیا کو ہیچ سمجھکر تجارت
چھوڑدی سلاطینون کی ملاقات تبرک کی سیاحی اختیار کی اس شہر مین آ کر حضرت کے اوصاف حمیدہ
یہان تک سُنے کہ بے اختیار دوڑا آیا کیونکہ ایسے بادشاہ عادل کا دیکھنا سعادت ابدی اور دولت سرمدی ہی
بادشاہ نے اُسکی گفتگو سُنکر نہایت نوازش سے فرمایا ای جوان چند روز اس ملک مین رہ اور ہمکو
اپنی صحبت سے مسرور کر یہی ہماری نذر ہی حاتم نے یہ سُنکر التماس کیا اگرچہ ہم لوگون کو دو چار روز بھی ایک
جگہ پر رہنا دشوار ہی پر تجھسے بادشاہ صاحب انصاف دست پرور کی خدمت مین حاضر رہنا سب طرح سے
بہتر ہی مین نے دل و جان سے قبول کیا پھر بادشاہ نے پوچھا تم کہان اُترے ہو اُسنے عرض کی کاروان سرا مین
یہ سُنکر دیوان خاص کے دارونغہ کو حکم کیا کہ مکان مختصر پاکیزہ آراستہ کر کے انکو وہان اُتروا دو اور رکابدار سے
کہدو کہ دونون وقت سات سات خوان خاصے کے بے تکلف پہونچایا کرے اور کتنے خدمتگار بھی کاروبار کے
لیے معین کر دو یہ کہکر حاتم کی طرف متوجہ ہوا کہ ای جوان ہماری خوشی اسی مین ہی کہ وہان سے اُٹھ آؤ اور
یہین رہنا اختیار کرو ہر روز ہماری مجلس کی رونق بڑھا اور اپنا کلام شیرین اکثر اوقات سُنا القصہ حاتم
وہین آرہا بادشاہ سے صحبت گرم کی چنانچہ چھ مہینے اسی طرح گذر گئے آخر حارث شاہ ایسا ہی

مبتلا ہوا جو ایک دن نہ دیکھتا تو اُسے چین نہ پڑتی ناچار بلوا ہی لیتا غرض جان و دل سے بھی دوست زیادہ رکھتا تھا اور اکثر اپنے ندیمون سے اُسکی تعریف کرکے کہتا کہ اگر یہ میرے شہر مین اپنی بود و باش ہمیشہ اختیار کرے تو اوقات بخوبی کٹے وہ بھی یہ سنکر کہتے حضرت بجا فرماتے ہین یہ مرد ایسا ہی خوش خلق و شیرین کلام ہی اسکا رہنا بادشاہون کی صحبت مین بہت مناسب ہی ایک دن کا ذکر ہی حاتم نے جو حارث شاہ کو خوش و خرم دیکھا کئی لعل و زمرد و الماس بیش قیمت بطور نذر گذرانے فرمایا ای جوان مین تیرا دل سے ممنون ہون بار بار کیون شرمندہ کرتا ہی مین تجھسے محجوب ہوتا ہون کیونکہ ایک مدت سے تو میری خدمت مین حاضر ہی مگر کچھ فرمایش نہین کرتا اب میرا جی یون چاہتا ہی جو کچھ تجھے درکار ہو بے تکلف مانگ مین عزیز نہ کرونگا بے توقف تجھے دونگا حاتم بولا آپ کی بدولت سب کچھ موجود ہی کسی بات کی کمی نہین سیاحون کو زیادہ تکلفات دینا کیا درکار ہین بادشاہ نے کہا یہ کون بات ہی میرا ملک تیرا ہی جو کچھ تو چاہے بے پوچھے اپنے تصرف مین لا یا کسی کو دے ڈال مختار ہی جو کام چاہے اہلکار سے لے تیرے فرمان بردار ہین کیا مجال جو عذر کرین حاتم نے کہا شاہ کی عمر بڑھے سلطنت مدام قائم رہے میرے دل کی آرزوئین سب نکل چکی ہین مگر ایک باقی ہی سو تا دم مرگ دل سے نہ جائیگی شاہ نے پوچھا وہ ایسی کیا ہی کیونکہ اگر تو رغبت کرے تو اپنی بیٹی بھی تیرے حوالے کرون ملک و مال تو کیا چیز ہی حاتم نے سر جھکا کر عرض کی کہ حضور کی بیٹی کو مین اپنی بہن جانتا ہون یہ دھیان میرے جی مین نہین لیکن اور تمنا ہی پر اس سوچ مین التماس نہین کرتا مبادا قبول نہو مین کہکر لوگون مین شرمندہ ہون بادشاہ نے پھر مہربانی سے ارشاد کیا ای عزیز مین تیرے لطف کا ممنون احسان ہون اگر تخت خلافت بھی چاہے تو ابھی بخشدون بیگم کے سوا جو چاہے سو لے تیرا ہی ہی حاتم نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ آپ کیا فرماتے ہین وہ میری بجاے والدہ ہین اور تخت خلافت آپ کو مبارک رہے میری عرض اور ہی ہی تب حارث شاہ نے کہا بھائی خدا کے واسطے کہین جلد کہہ میرا جی اُکتا گیا وہ کیا ہی اُسنے کہا بشرطیکہ آپ قول دین تو عرض کرون بادشاہ نے وہین عہد کیا اور قسم کھائی تب حاتم نے التماس کیا حمام بادگرد کے دیکھنے کی آرزو ہی جو ارشاد ہو تو اُسکی سیر کرون جی کی کلفت دور ہووے بادشاہ نے جو یہ بات سُنی متفکر ہوکے سر جھکا لیا چپکا ہو رہا حاتم نے جو بادشاہ کو اس حالت مین متفکر دیکھا پوچھا حضرت اسقدر متفکر کیون ہین مین ہر طرح سے آپکا فرمانبردار ہون جو آپ کی مرضی ہوگی بجا لاؤنگا شہریار نے سر اٹھاکر فرمایا ای عزیز کیون ایسا متفکر نہون مجھے کئی طرح کے اندیشے ہین پہلے تو مین نے قسم کھائی ہی کہ کسی کو حمام بادگرد کی طرف نہ جانے دونگا تجکو وہان کے جانے کی پروانگی دون تو عہد شکنی ہوتی ہی دوسرے یہ کہ تجسا جوان خوبصورت نیک سیرت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے یہ جاے حیف ہی تیسرے یہ کہ جیسا کہ تو ہی ایسا آج تک میرے پاس نہین آیا چوتھے اگر تجکو رخصت کردون تو درد جدائی کیونکر سہون پانچوین یہ اگر اجازت نہ دون تو ابھی قول سے جھوٹا ہوتا ہون یہ بادشاہون کے حق مین مناسب نہین

کیونکہ اگر بد عہد مشہور ہون تو پھر کوئی میرے قول و قسم کا اعتبار نہ کریگا سلطنت کے کامون مین خلل پڑیگا حاتم نے
عرض کی مین خدا سے امیدوار ہون انشاء اللہ تعالی جلد خیر و عافیت سے آپ کی خدمت مین پھر حاضر
ہوتا ہون کسی طرح کا اندیشہ خاطر مبارک مین نہ لایئے بے وسواس مجھے اجازت دیجیے کیونکہ مین اس امر سے ہاتھ
دست بردار نہین ہو سکتا اسواسطے کہ منیر شامی شہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ سات سوال
رکھتی تھی اور شہزادہ عہدہ برآ نہو سکا مین نے اُسپر رحم کھا کے اپنے ذمے لیے بلکہ عہد کیا کہ مین انکو بے پوچھے کیے
نہ رہونگا چنانچہ چھ سوالون کے جواب دے چکا ہون اب یہی ایک ساتوان سوال باقی رہگیا ہے جناب الہی سے توقع رکھتا ہون
کہ وہان بھی جا پہونچون اور حمام بادگرد کی تمام کیفیت دریافت کرون اور حسن بانو سے جا کر کہون اور
اسکا بیاہ اُسی شہزادی سے کروا دون کہ مدت کے بعد وہ عاشق زار اپنی مراد کو پہونچے اس بات کو سُنکر
بادشاہ نے کہا اے جوان آفرین تیری ہمت پر اور رحمت تیرے مان باپ پر کہ تو نے غیرون کے واسطے آپ کو رنج
مصیبت مین ڈالا یہان تک اپنا مرنا گوارا کیا اسلیے کہ اُدھر کا گیا ہوا پھر ادھر نہین آتا ہے سے شہزادے
و سوداگر بیچے وہین جا کر کبھی کوئی سلامت نہ پھرا غالب ہے انکو بھی اُسی نے بھیجا ہو بارے یہ تو کہہ کہ تو کس شہر کا رہنے
والا ہے اور تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا میرا وطن یمین نام حاتم بن طے ہے یہ سنتے ہی حارث شاہ اُٹھا بغلگیر ہوا
اور اپنے برابر اسکو بٹھا کر کہنے لگا کہ نشان بادشاہت تیری پیشانی سے ظاہر ہے اور نیکنامی مشہور ہے بلکہ اور
زیادہ ہوگی یہان تک کہ تیرا نام ضرب المثل ہوجائیگا اور جب کوئی ایسا پیدا ہوگا تو تیرا ثانی کہلائیگا یہ کہکر
اپنے وزیر سے فرمایا کہ سامان ارک حمام بادگرد کے دربان کو شقہ لکھا حوالے کرو اور اسکے بعد اُٹھ کھڑا ہوا
حاتم کو گلے لگا کر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آب دیدہ ہوا کتنے لوگ ساتھ کر کے رخصت کیا جب تک
حاتم نظر آیا یہ ٹکٹکی باندھے رہا جسوقت آنکھون سے اوجھل ہوگیا بادشاہ تخت سے اُٹھکر غمزدون کی طرح محل مین
چلا گیا اور حاتم نے شہر سے نکل کر جنگل کی راہ لی غرض ہمراہیون سے قال مقال کرتا ہوا چلا جاتا تھا پندرہ روز کے بعد
حمام نظر آنے لگا حاتم نے اُنسے پوچھا یہ قلعہ ہے یا پہاڑ کیا دکھائی دیتا ہے اُنھون نے عرض کی یہی حمام کا دروازہ ہے
دیکھنے مین نزدیک ہے مگر سات روز مین پہونچیےگا یہ کہکر آگے بڑھا ساتوین دن دروازے کے متصل جا پہونچے
حاتم کیا دیکھتا ہے کہ دامن ایک پہاڑ کے دامن مین لشکر عظیم پڑا ہے اُسنے پوچھا یہ فوج کسکی ہے ہمراہیون نے
التماس کیا حمام بادگرد کے دربانون کی آخر حاتم اُس لشکر مین داخل ہوا اُسکے ہمراہیون کے اکثر وہان
خویش و اقربا تھے باہم ملے اور پوچھنے لگے کہ تمھارا آنا کیونکر ہوا اُنھون نے کہا اسی جوان یمنی کے ساتھ
بادشاہ نے بھیجا ہے اور ایک نامہ بھی دربانون کو اُسکے واسطے لکھا ہے القصہ حاتم سامان ارک کے خیمے
مین آیا صاحب سلامت کر کے شقے کو حوالے کیا وہ اُٹھکر بغلگیر ہوا اور نامہ سر پر رکھ لیا بادشاہ کی

ہر دلیکر بوسہ دیا اُسکے بعد کھول کر پڑھا تو اُسمین یون لکھا تھا کہ اس جوان یمنی کے ساتھ ہمنے عہد کیا تھا
اسلیے بھیجا ہے اگر تو اسکو سمجھا کر کسی صورت سے اُلٹا پھیر دیگا تو ہم خوش ہونگے اور تو سرفراز ہوگا اور
جو کسی طرح سے نہ مانے تو حمام مین بخوبی بھجوا دینا پر تا مقدور اُسکے پھیرنے مین سعی کرنا وہ اسکو پڑھتے ہی خوش
ہوا اور حاتم کو بہ تعظیم تمام کرسی پر بٹھایا مہمانداری کی شرطین بخوبی بجا لایا القصہ کوتاہ چند روز بادشاہ کے
حسب الحکم سمجھایا بجھایا کیا پر تھیر کو جونک نہ لگی چنانچہ اُسنے اُن نصیحتون کے جواب مین یون کہا تم اس خیال سے
ہاتھ اُٹھاؤ جب کہ مین نے بادشاہ کا کہنا اس امر مین نہ مانا تو تمھاری کب سنتا ہون مجھے تصدیع نہ دو
بہتر یہ ہے کہ جلد رخصت کرو سامان ارک نے جو دیکھا کہ میری یہ نصیحت مطلق نہین سُنتا بے جانے نہین رہنے کا
ناچار بادشاہ کو عرضی کی کہ یہ جوان اپنی ہٹ نہین چھوڑتا اور نصیحت کسی کی نہین مانتا اب جو کچھ حکم ہو بجا لاؤن
بادشاہ کو جب وہ عرضی گذری اُسنے پڑھکر سر دُھنا اور آنکھو مین آنسو بھر لایا آخر بہ مجبوری لکھکر بھیجا اگر وہ
راضی نہین ہوتا مزاحمت نہ کرو جانے دو شاید اُسکی عمر تمام ہو چکی حمام بہانہ ہے وہان تو سامان ارک
جواب کا منتظر تھا اور حاتم کو اپنے چلنے کی پڑ رہی تھی غرض ادھر سے تقاضا تھا ادھر امروز فردا اسی حیص بیص
مین فرمان بادشاہی آ پہونچا کہ اسکو نہ روکو راہ دو اُسپر بھی سامان ارک نے نصیحت کے طور پر کہا
اے عزیز اب بھی کچھ نہین گیا اگر زندگی عزیز ہے تو باز آ نہین تو پشیمانی کھینچیگا بلکہ جان سے جائیگا حاتم نے کہا یہ مبالغہ
عبث ہے خدا کے واسطے مجھے معذور رکھ کہین جانے دے تب ناچار ہو کر سامان ارک اُٹھ کھڑا ہوا حاتم کو حمام کے
دروازے پر لے گیا وہان بھی کھڑے ہو کر بہت سا سمجھایا پر کچھ کام نہ آیا حاتم نے ایسا دروازہ اپنی تمام عمر
مین نہ دیکھا تھا جو آنکھ اُٹھا کر غور کی تو خط سریانی سے اُسپر لکھا دیکھا کہ یہ طلسمات کیومرث بادشاہ کے وقت مین
بنا ہے اُسکا نشان مدتون رہیگا اور جو کوئی اس طلسمات مین جائیگا جیتا نہ نکلیگا وہین بھوکا پیاسا سرگردان رہیگا
اگر اُسکی زندگی ہے تو ایک باغ مین وارد ہوگا وہان کے میوے کھائیگا اپنی حیات کے دن پورے
کریگا پر ممکن نہین جو باہر نکل سکے جب اس نوشتہ کو حاتم نے دیکھا پڑھا دل مین دھیان کیا
کہ جو کچھ حقیقت تھی سو دروازے پر لکھی پائی اندر جانا کیا ضرور ہے چاہتا تھا کہ وہان سے پھرے وہین یہ خیال
آیا کہ حسن بانو اُسکے اندر کا احوال پوچھے تو کیا کہون مگر شرمندہ ہون اب جو ہونی ہے سو ہو اندر چلا جانا ہے پھر
لوگون کو رخصت کیا آپ اندر گیا دس بارہ قدم چل کر جو پیچھے پھر کر دیکھا تو نہ لوگون ہی کو پایا نہ دروازہ ہی نظر آیا
مگر ایک جنگل لق و دق موجود تھا اور جو کچھ دکھائی نہین دیا متفکر ہوا کہ ابھی دس گیارہ قدم سے زیادہ چلنے کی
نوبت نہین پہونچی دروازہ نظر سے غائب ہوا بلکہ اُسکے آثار بھی دکھائی نہین دیتے کسی طرح اُسی کو ڈھونڈھیے
پھر باہر نکلیے غرض تمام دن اُسی تلاش مین پھرا پر دروازہ نہ ملا تب دل مین کہنے لگا حمام کا بہانہ تھا

کہ پانوں رکھتے ہی اجل کے ہاتھ مین پڑ گیا اب بن جان دیے چھٹکارہ نہین غرض وا ہنے بائین دیکھکر چل نکلا
پر اضطراب سے ادہر اُدہر بھٹکتا پھرتا تھا چند روز کے بعد ایک سمت کا رستہ لیا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ ایک
آدمی کی صورت نظر پڑی یہ خیال کیا اغلب ہو کہ آگے بستی ہو اُسکی طرف روانہ ہوا کیا دیکھتا ہو کہ وہ بھی ادہر ہی کو
آتا ہو جب نزدیک پہونچا تب اُس صورت طلسمی نے سلام کیا اور ایک آئینہ بغل سے نکال کر حاتم کے
ہاتھ مین دیا حاتم نے اُسکو لیکر اپنا منھ دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ حمام کیا یہان سے نزدیک ہو اور تو کیا حجام ہو
جو آرسی دکھاتا ہو اُسنے کہا البتہ پھر حاتم نے پوچھا کہ تو حمام کو چھوڑ کر کدھر جاتا ہو وہ بولا مین حمامی ہون
جس شخص کو دیکھتا ہون لے جاکر حمام مین نہلاتا ہون پھر انعام کا امیدوار ہوتا ہون اگر آپ بھی مہربانی فرمائیے
اور میرے ساتھ چلکر حمام کیجیے تو میرے دل کی کدورت جاتی رہی آپ کی بدولت کچھ نہ کچھ مل رہیگا حاتم نے
کہا بہت بہتر میرے بھی بدن پر سفر کی گرد سے میل جم رہا ہی چاہتا ہون کہ اُسے چھڑاؤن آج خوب طرح سے مل مل کر
نہاؤن مگر تو اکیلا ہی یا اور کوئی شریک بھی رکھتا ہو اُسنے عرض کی کہ مین تو بہتیرے پر آج غلام ہی کی باری ہو الغرض
حاتم آگے آگے نائی پیچھے پیچھے خوشی خوشی سے چلے جاتے تھے دو تین کوس چلے ہونگے کہ ایک گنبد آسمان سے
ملا ہوا نظر آیا حاتم نزدیک پہونچا تب حجام حمام کے اندر گیا اور اُسکو بلایا وہ جونہین داخل ہوا دروازہ بند ہوگیا
اُسنے گھبرا کر جو پیچھے دیکھا تو واقعی بند ہوگیا ہی پر نظر آتا ہو اس امید پر آگے بڑھا کہ جب چاہونگا نکل جاؤنگا آخر
حمامی اُسے حوض پر لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ اسمین اُتریں تو بدن پر پانی ڈالون میل چھڑاؤن حاتم نے کہا کہ
مین کپڑے اُتار لون تو اسمین اُتر دون مگر بے لنگی یہ بھی نہین ہو سکتا تب حمامی نے ایک لنگی پاکیزہ بہت تحفہ
حوالے کی حاتم نے اُسکو باندھا کپڑے رکھدیے اور آپ حوض مین اُترا پھر حجام نے ایک جڑاؤ تاس گرم پانی سے
بھر کر اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے سر پر ڈال لیا اُسنے پھر بھر کر دیا اُسنے اُسے بھی اوپر ڈال لیا تیسری مرتبہ جونہین سر پر
ڈالا وہین ایک تڑاقہ ہوا حمام مین اندھیرا ہوگیا ایک ساعت کے بعد تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہو کہ نہ حجام ہی
نہ حمام نہ حوض مگر ایک پتھر کا تراشا گنبد ہو اُسکا تمام صحن پانی سے بھرا نظر آتا ہو ایک دم نہ گذرا تھا کہ پانی پنڈلیون
تک آگیا حاتم عاجز ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا اور وہ بڑھکر گھٹنون سے بھی اوپر پہونچا تب تو یہ گھبرایا کہ یا الٰہی
پانی ہر دم بڑھتا جاتا ہو نکلنے کی صورت نظر نہین آتی بس معلوم ہوتا ہو کہ اسی مین ڈوب کر مرونگا یکایک
مضطرب ہوکر دروازے کی طرف گیا چارون طرف سر ٹکراتا پھرا پر اُسے نہ پایا اتنے مین پانی ڈباؤ ہوگیا
یہ پیراک تھا پیرنے لگا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ اس حمام سے جو لوگ نہین نکل سکتے یہی سبب ہو کہ پیرتے
پیرتے تھکے اور ڈوب گئے مین بھی ہاتھ پانون مارتے مارتے ڈوب جاؤنگا کیونکہ کوئی صورت نجات کی نظر نہین آتی
باہر ہوتا تو معلوم حارث شاہ اسی دن کے لیے مجھے منع کرتا تھا اُسکا کہنا نہ ماننا حیف ہو حسرام موت

موا یہ کہکر جی کو دھارس بندھانے لگا کہ خدائے کریم کارساز ہی اتنا نہ گھبرا او داتا کی ناؤ پہاڑ پر چڑھتی ہی اور جو یون ہین
آئی ہی تو بہتر کیونکہ تونے کچھ اپنے مزے کے واسطے مصیبت نہین اختیار کی بلکہ مرتے ہوئے کو جلانے کو
اپنی جان پر جوکھون اٹھائی ہو چاہیے کہ شاد رہ اگر ہزار جانین اللہ کی راہ مین جائین تو جائین کچھ غم نہین غرض
اسی طرح کی گفتگو سے دل کو تسلی دیتا تھا اتنے مین پانی اتنا بلند ہوا کہ اسکا سر گنبد مین جا لگا اور یہ نہایت ماندہ ہوا تھا
ہاتھ پانون شل ہو گئے تھے قریب تھا کہ بیٹھ جائے وونہین ایک زنجیر لٹکی دکھائی دی حاتم نے بے اختیار
دونون ہاتھون سے پکڑ لی کہ بھلا ایک ساعت تو دم لون کہ پھر ویسی ہی آواز ہوئی وہ گنبد کے باہر ہو گیا آپکو ایک
جنگل مین کھڑے پایا ہر طرف دیکھنے لگا میدان کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا جی مین خوش ہوا کہ بارے اس طوفان سے
مین نے نجات پائی اور طلسمات سے رہائی ہوئی آگے بڑھا غرض تین دن تک بھٹکتا پھرا ایک عمارت
عالی شان جھلکتی نظر آئی آبادی کی امید پر اسی طرف چلا جب نزدیک پہونچا ایک باغ خوش قطع پرفضا
دیکھا دل مین سوچنے لگا کہ اس پہاڑ کا باغ کسنے بنایا ہی البتہ اسکے قریب کوئی بستی ہوگی جب متصل
پہونچا دروازہ کھلا پایا چلا گیا کئی قدم بڑھ کے جو پھر کے دیکھا دروازے کا نشان بھی نہ پایا تب تو فکرمند ہوا
کہ یہ کیا بلا ہی اتنے صدمے اٹھائے ہنوز اس طلسم کے باہر نہ نکلا آخر ناچار ہو کر ایک مکان کی طرف روانہ
ہوا جہان طرح بطرح کے میوے کے درخت لدے ہوئے دیکھے بھوکا تو تھا ہی میوے توڑ توڑ کر کھانے لگا
جتنا کھاتا پیٹ نہ بھرتا غرض سو من کے قریب کھایا پر سیر نہ ہوا لیکن کچھ کھاتا پھر سیر کرتا تماشا دیکھتا
ایک بارہ دری کے قریب جا پہونچا اسکے متصل بہت سے آدمی پتھر کے ننگے کھڑے تھے مگر ایک لنگ
باندھے تھے سو بھی پتھر کی حیرت مین آیا کہ یہ کیا بھید ہی اسکا عقدہ کیونکر کھولون اس فکر مین تھا کہ ایک
طوطی نے ہانک دی کہ ای جوان کیون کھڑا ہی یہان جو آیا ہی مگر جان سے ہاتھ دھوئے ہین حاتم نے
جو سر اٹھایا ایک طوطی پنجرے مین دیکھی اور یہ عبارت ایوان پر لکھی پائی ای بندۂ خدا اس حمام بادگرد سے
جان سلامت نہ لیجائیگا کہ یہ طلسمات کیومرث بادشاہ کا ہی ایک روز کیومرث بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اس جگہ
آنکلا تھا اتفاقاً اسنے ایک الماس پڑا دیکھا اٹھا لیا پھر جو اسکو تلوایا تو تین سو مثقال کے برابر وزن پایا حیران ہو کر حکیمون سے
پوچھا اسکا ثانی مل سکیگا یا نہین انھون نے عرض کی کہ آدم کے وقت سے لے کر اب تک نہ ایسا دیکھا ہی
نہ سنا تب اسنے کہا لازم ہی کہ اسکو ایسی جگہ رکھون تاکسی کے ہاتھ نہ لگے یہ بات ٹھہرا کر یہ حمام بادگرد طلسمات کا
بنوایا اس طوطی کو وہ ہیرا منگا کر پنجرے مین رکھکر یہان لٹکا دیا اور کرسی جواہر نگار پر تیر و کمان اسواسطے
رکھدیا ہی کہ جو کوئی اس طلسم مین وارد ہوا اور پھر باہر نکلنے کا قصد کرے تو یہ تیر و کمان اٹھا لے اس طوطی کے
سر مین ایک تیر مارے اگر لگا تو وہ اسی دم اس طلسم سے باہر ہوا اور ہیرا ابھی اسے پایا نہین تو پتھر کا

ہوجائیگا حاتم نے اسکو بڑھکر بتون کی طرف دیکھا کہ جہان کے تہان کھڑے ہین ہل بھی نہین سکتے اندیشہ کیا
کہ ای حاتم اگر تو اس طلسم سے باہر نہ نکلا تو اپنی جان سرگردانی مین کھوویگا بہتر یہ ہے کہ جلد انھین مین ملجا چکا
ہورہ جو آپ کو بچائیگا جب تک جیتا ہے رنج ہی مین رہیگا کسی تدبیر سے باہر نہو سکیگا اور منیر شامی جدا
تیرے انتظار مین تباہ ہوگا یہ سب اُلجھیڑے زندگی کے ہین بہتر یہ ہے کہ جینے سے ہاتھ اُٹھا پتھر ہوجا سب
فکرون سے چھٹ جائیگا خدا کارساز ہے اپنے کام آپ کرلیگا یہ بات جی مین ٹھہرا کر کرسی کے پاس گیا بسم اللہ
کرکے تیر و کمان اُٹھا کر ایک تیر اُسکے لگا ہی بیٹھا کہ طوطی پھڑک گئی تیر نے خطا کی پنجرے کی چھت مین جالگا
حاتم گھٹنون تک پتھر کا ہوگیا وہ جہان بیٹھی تھی وہین اُٹھی اور کہنے لگی ای جوان جا یہان سے یہ مکان تیرے
قابل نہین ہے حاتم اُس جگہ سے اُچھل کر تیر و کمان سمیت سو قدم پیچھے جا پڑا اور اُسکے پاؤن ایسے بوجھل
ہوگئے تھے جو اُٹھا نہ سکتا تھا اپنی اس حالت پر آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ یہ کیا حرکت ہے کس خرابی و خستگی
ایک مدت مین تو یہان تک آپہونچا اب ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرنا کیا لطف ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک تیر
اور لگا انھین بتون کے شامل ہوجا یہ سوچ کر دوسرا تیر پھر مارا اُسنے بھی خطا کی کہ یہ ناف تک پتھر کا ہوگیا
طوطی نے پھر یہی بات کہی ای جوان پرے سرک یہ جگہ تیرے لائق نہین حاتم آپسے آپ وہان سے دو سو قدم پر
اُچھل کر بتون کے قریب پہونچا زار زار رونے اور کہنے لگا کہ مجھ سا نامراد کوئی نہین جو تیر اُلٹا کام کرتا ہے پھر
ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا ای حاتم اپنی مرگ آنکھون سے نہ دیکھا چاہیے بہتر ہے کہ آنکھون پر
پٹی باندھ اور ایک تیر جو بساط مین رہگیا ہے توکل بخدا اُسکو بھی لگا چک کیونکہ ایسا جینا مرنے سے بدتر ہے
طوطی کو تاک کر آنکھون پر پٹی باندھکر اللہ اکبر کہکے وہ تیر بھی مارا وہین طوطی کی روح پرواز کر گئی پنجرے کے
باہر نکل پڑی اتنے مین ایک آندھی آئی گھٹا اُٹھی بجلی کڑکنے لگی اندھیرا ہوگیا سوجھنے سے رہگیا شور و غوغا ایسا
بلند ہوا کہ حاتم بیہوش ہوکر گر پڑا یہ دھم ہوا کہ زمین بھی پست ہوگیا ایک ساعت کے بعد آندھی ہوا ہوگئی ابر
جاتا رہا شور و غل موقوف ہوگیا سورج نکل آیا حاتم نے جو آنکھین کھولین تو آپ کو بتون کے برابر پڑے دیکھا جب
خوب ہوش آیا اور جی ٹھہرا حواس بجا ہوے تو کیا دیکھتا ہے نہ وہ حمام ہے نہ وہ باغ نہ کرسی نہ پنجرا نہ طوطی مگر الماس
زمین پر پڑا تارا سا چمک رہا ہے حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اُسے اُٹھا لیا سجدہ شکر ادا کیا وہ بت سب کے سب
آدمی ہو گئے حاتم کو دیکھکر کہنے لگے ای جوان تو اس جگہ کیونکر سلامت رہا وہ باغ کدھر گیا اور حمام کیا ہوا
تب اُسنے تمام سرگذشت کہی وہ دوڑ کر اُسکے پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آج سے تمہارے
غلام ہوچکے یہ طوق بندگی جیتے جی ہماری گردن سے نہ نکلیگا اس بات کو سنکر حاتم نے اُنکی بہت تسلی اور
خاطرداری کی اور اپنے ساتھ لے کر شہر قطان کا قصد کرکے روانہ ہوا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ مین کس طرف جاتا ہون

اور شہر قطان کدھر ہی لیکن ہادی حقیقی اُسکو راہ ست پر لیے جاتا تھا تھوڑی دور چلا تھا کہ وہی دروازہ
نظر آیا جس راہ سے داخل حمام ہوا تھا جو اُس سے باہر نکلا سامان ارک کا لشکر دکھائی دیا اُدھر متوجہ ہوا اور
اُس سے جا ملا وہ اُسکے دیکھتے ہی اُٹھا نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا اور کرسی زرین پہ بٹھایا آئین شایستہ
ضیافت کی عطر و پان کی رسم کے بعد حاتم نے وہان کا تمام احوال بیان کیا دو چار روز رہا پھر اسنے بہت سے
لوگ ساتھ کر کے شہر قطان کی طرف روانہ کیا چند روز کے بعد شہر قطان مین داخل ہوا حارث سے ملازمت کی
بادشاہ نے نہایت الطاف و نوازش فرمائی اپنے برابر تخت پر بٹھایا احوال پوچھا اُسنے وہان کا ماجرا مفصل
عرض کیا اور الماس بادشاہ کے روبرو رکھدیا کہ حضور کی نذر ہی لیکن اتنا چاہتا ہون کہ ایکبار حسن بانو کو دکھاؤن
تا اُسکو یقین آجائے پھر خدمت شریف مین بھیجدونگا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور فرمایا بارک اللہ پھر حاتم نے عرض کی
کہ یہ بیچارے جو میرے ساتھ آئے مین تھک گئے ہونگے تھے اکثر اُنمین عمدہ زادے اور سوداگر بچے ہین بالفعل اسباب
و سواری کے محتاج ہین امیدوار ہون کہ ایک ایک گھوڑا اور اسباب و خرچ راہ ہر ایک کو عنایت ہو جو اپنے
وطن مین بآرام پہونچین حضرت کو دعا دینگے حارث نے اُسکے کہنے کے موافق کیا پھر حاتم بھی اُس سے
رخصت ہوا تب بادشاہ نے بہت سا مال اور اسباب و سرانجام راہ اُسکے ساتھ کر کے نہایت عظم و شان سے
روانہ کیا حاتم کئی مہینے کے عرصے مین بڑے ٹھاٹھ سے شاہ آباد مین داخل ہوا لوگون نے اُسکو پہچان کر
حسن بانو کو اطلاع کی کہ وہ جوان جو حمام بادگرد کی خبر کو گیا تھا نہایت شوکت و شان سے آیا ہی چوبدار دون کے
مرد ہے کو بھیجا کہ میری طرف سے سلام کے بعد کہو اگر تکلیف نہو تو اسی طرف چلے آئین وہ تو دوڑا گیا
اور پیغام و سلام یہ حاتم کو پہونچایا وہ سنکر اُسکے محل کی طرف متوجہ ہوا غرض حسن بانو نے بدستور اندر
بلا لیا اور جڑاؤ کرسی پر بٹھایا احوال پوچھا اُسنے تمام کیفیت اُن گرمیون سے بیان کی کہ وہ سنتے ہی ٹھنڈی
ہو گئی پھر الماس بھی نکال کر دکھا دیا تب حسن بانو نے سر نیچا کر لیا مارے شرمندگی کے پسینے پسینے ہو کر چپ
رہگئی حاتم نے کہا کہ مین اپنا وعدہ پورا کر چکا ہون اب تو بھی وفا کر اُسنے آہستگی و نرمی سے التماس کیا کہ
مین بھی تیری ہو چکی ہون جو چاہے سو کر جسکو چاہے اُسے بخش اپنے پاس رکھا چاہتا ہی تو رکھ مختار ہی
اس بات کو سنکر شہزادے سے کہا جو کچھ تو نے کہا مین نے کیا جو مین کہون سو تو کر سچ تو یہ ہی کہ مین نے یہ محنت
و مشقت اپنے واسطے نہین کھینچی بلکہ عبداللہ منیر شامی شہزادے کے لیے لازم ہی کہ تو اُسے قبول کر کیونکہ وہ
مدت سے تیرے فراق مین رو رہا ہی اور تیری جدائی کے درد سے جان کھو رہا ہی اپنے بیمار
عشق کو شربت وصال پلانا ہی بھلا ہی اسمین قصور کرنا عنداللہ و عندالناس برا ہی حسن بانو بولی کہ اب
میرے باپ کی جگہ ہو جو میرے حق مین مناسب جانو سو کرو اگر وہ میرے شوہر ہونے کے لائق ہو تو مجھے کچھ عذر

نہیں یہ سنتے ہی حاتم نے منیر شامی شہزادے کو کہلا بھیجا کہ تم پوشاک بدل کر سج سجا کر نہایت زرق و برق سے
میرے پاس آؤ شہزادہ بڑے ٹھاٹھ سے شادان و فرحان آیا حاتم نے اُسکو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر اپنے پاس
بٹھایا حسن بانو نے پردے میں سے جو جھانک کر دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوئی اور نیچی نظر کیے شرم سے اُٹھکر
دوسرے مکان میں چلی گئی حاتم بھی منیر شامی کو لیے کاروان سرا میں آیا رات کی رات وہان رہا صبح کو حسن بانو نے
ایک مکان نہایت عالیشان خالی کروا دیا اُسمین منیر شامی سمیت داخل ہوا نوبت رکھوا دی بیاہ کی تیاری شروع ہوئی
اور مجلس نشاط جمائی گئی دن کے بعد ساچق بادشاہوں کے طور پر بھجوائی دوسرے دن ادھر سے مہندی بھی اُسی ٹھاٹھ سے
کی صبح کو بیاہ کی تیاری ہونے لگی مکانوں کے فرش بدلے براتیوں نے کپڑے جھمجھاتے پہنے اور بھی طائفے
بہت سے بُلوائے دو رستا روشنی کے ٹھاٹھ مینا کاری کی ٹٹی سمیت دلہن کے محل تک بندھوائے آتشبازی کی
چادرین بھی جا بجا قرینے سے استادہ کر دائین لاکھوں گنج ستاروں کے گڑھوائے آدھی رات گئے
نہایت تجمل سے منیر شامی بیاہنے کو چڑھا ابیات وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار ؛ وہ موتی کا سہرا جواہر نگار
ٹھہر کر وہ گھوڑے کا چلنا سنبھل ؛ ہوا گرد دونوں طرف سور چہل ؛ وہ فانوسیں آگے زمرد نگار ؛ کہ ہو جس پہ مینا بھی جسپر نثار
ہزاروں تماشے کے تخت رواں ؛ اور اہل نشاط اُنپہ جلوہ کناں ؛ وہ شہنائیوں کی سہانی دھنیں ؛ جنھیں
گوش زہرہ مفصل سنیں ؛ وہ پھلجھڑیوں سے ہر کوچے میں جا بجا پھولوں کا انبار اناروں کی کثرت سے بازار گلزار
تھا مہتابیوں کی روشنی سے چودھویں رات کی چاندنی مات تھی ستاروں کی چمک سے دن سے زیادہ روشن
رات تھی غرض تمام آتشبازی کی کیفیت روشنی کی کثرت سے براتیوں کی جمعیت نہ زبان گویا ہو کہے نہ قلم کو طاقت جو
لکھے بیت جب آئی دلہن کے مکان پہ برات ؛ کہوں وان کے عالم کی کیا تسے بات ؛ یہان مجلس نشاط وہان سے
زیادہ تر آراستہ تھی سامان بج رہے تھے ناچ ہو رہا تھا کتنے اشخاص پیشوا گئے دولہا کو ہاتھوں ہاتھ لے آئے
مسند شاہانہ پر بٹھایا حاتم نوشہ کے پاس جا کر ایک مسند پر خوش و خرم بیٹھا اور براتی بھی اپنے اپنے قرینے سے
شریک مجلس ہوئے ابیات وہ دولہا کا مسند پہ آ بیٹھنا ؛ برابر رفیقوں کے جا بیٹھنا ؛ طوائف کا
اُٹھنا اک انداز سے ؛ دکھانا وہ صورتیں ناز سے ؛ غرض ناچ کا سماں راگ کا بیان کچھ کہا نہیں جاتا
دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے اتنے میں قاضی آیا اُسنے عقد پڑھایا مبارک سلامت ہوئی شربت اور ہار
اور پان بٹنے لگے دولہا کو محل کی ڈیوڑھی پر لے گئے وہان سے کئی بوڑھی بیگمیں دلہن انا سمیت آئین نوشہ
کو بسم اللہ کر کے اندر لے گئیں دلہن کے پاس مسند پر بٹھا دیا وہ بھی لباس عروسی پہنے جواہر سے آراستہ
عطر میں ڈوبی پھولوں میں بسی نشہ حسن میں چور ہو رہی تھی شہزادہ گھونگھٹ میں اُسکی جھلک دیکھ کر ذرا
ٹھہرا تھا پر آرسی مصحف دیکھتے ہی غش کر گیا اتنا اُسی دم گھبرا کر دوڑی گلاب پاش لا کر گلاب چھڑکنے لگی

دیر کے بعد ہوش مین آیا شکر کا دوگانہ پڑھا حاتم کی ہمت پر آفرین و تحسین کی اُسکے بعد جو رسمین باقی
رہی تھین چوتھی سے ہنسی خوشی سے بجا لاکر پھر دولھن کو گود مین لیکر چنڈول مین سوار کیا بڑی دھوم دھام
سے شادیانے بجواتا ہوا دولتخانہ مین داخل ہوا چار دن تک محل سے پانون باہر نہ رکھا پانچوین دن
برامد ہوا حاتم پانون پر گر پڑا شہزادے نے اُسے خوب سا بھینچکر گلے لگایا حاتم نے مبارکباد دی رخصت
چاہی منیر شامی نے دو چار روز اور بھی اُسکو منت سے رکھا صحبت نشاط دوبارہ گرم کی آئین مہمانداری خاطر خواہ
بجا لایا تب حاتم نے متبسم ہو کر کہا کہ بھائی اب مجھے رخصت کرو یہ شرط انصاف نہین اپنی سی حالت مجھ
تب منیر شامی نے محجوب ہو کر اُسی وقت رخصت کیا وہ نہایت خوشی و خرمی سے یمن کی طرف روانہ ہوا
تھوڑے دنون مین شہر کے قریب جا پہونچا بادشاہ کو اسکے آنے کی جو خبر ہوئی وزیر کو پیشوا بھیجا وہ اسکو
[...]ت جاہ و جلال سے بادشاہ کے حضور مین لیگیا اُسنے دوڑ کر چھاتی سے لگا لیا یہ پانون پر گر پڑا بادشاہ
[...]اٹھا کر سینے سے لگایا پیشانی چومی محل مین لیگیا اسنے مؤدب ہو کر اپنی والدہ کو مجرا کیا اُسنے بھی سر
[...]ن تک بلائین لین یہ قدمبوس ہوا اُسنے سر اوٹھا کر چھاتی سے لگا کر دل کو ٹھنڈا کیا محل مین مبارکباد کی دھوم
بھی شہر مین آئین آئین ہوئی گھر گھر شادیانے بجے بادشاہ نے ہر ایک چھوٹے بڑے کو رتبے کے موافق خلعت
دیا زر و جواہر بخشا محتاجون کو غنی کر دیا اور حاتم کا اُسنے سر سے ملکہ زرین پوش کے ساتھ بیاہ کیا پھر سبکے سب خدا کا
شکر بجا لائے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے ملک آباد ہوا ہر ایک غنی و غریب کا دل شاد ہوا بادشاہ لیئے دیوان عام
مین جا بیٹھا ندیمون سے کہنے لگا کہ خلق مین ایسے بھی لوگ ہین جو غیر کے واسطے اپنا سکھ چھوڑین اور اُنکے کام مین
دکھ سہین فی الحقیقت دونون جہان مین بھلے وہی ہین جینا مرنا بھی اُنھین کا اچھا ہے یہ چند کلمے بادشاہ نے
ارشاد کرکے گوشہ پکڑا اور حاتم کو قائم مقام کیا غرض دس برس اور سات مہینے نوروز مین حاتم کی ہفت سیر
تمام ہوئی منیر شامی اپنے مطلب کو پہونچا اختر نہ یہ رہا نہ وہ رہا ایک کہانی کہنے سننے کو رہگئی شعر

ہے طی کدھر جہان مین حاتم کدھر رہا ۞ افسانہ انکا خلق کے بس درمیان رہا ۞

قطعۂ تاریخ

اس قصۂ پر لطف کے اتمام کی تاریخ
گردوں نے یاس کہا پیر خرد نے

مین دل مین سمجھتا تھا نہایت ہی مشکل
کیونکر نہ کہین ہم اسے آرایش محفل
۱۲۲۲ھ

خاتمة الطبع

خدا کا شکر اور تاجران دیار و امصار اور شائقان با وقار کو مژدہ طرب افزا کہ اس نامۂ فرحت آغاز مسرت انجام
مین گل گلستان خوبی سرو بستان محبوبی مجموعۂ افسانہاے مرغوب ذخیرہ حکایات خوش اسلوب انیس خلوت
عاشقان جلیل موسوم بہ آرائش محفل معروف بقصہ حاتم طائی مصنفہ ناثر نازک خیال ماہر عدیم المثال صدر نشین
بزم سخندانی واقف رموز ہمہ دانی سید حیدر بخش صاحب مرحوم جسکے ہر ہر فقرہ سے فصاحت و بلاغت عیان ہے جسکا اشتیاق سارا
جہان ہے اور فی الحقیقت یہ فسانہ ایسا ہی مرغوب طبائع خاص و عام ہے کہ مدت مدید سے لاکھون جلدین اسکی عرض[ہ]
طبع مین آتی ہین مگر کثرت خریداری سے فوراً ہاتھون ہاتھ بک جاتی ہین اور پھر وہی تمنا اور خواہش ارباب فسان[ہ]
روز افزون نظر آتی ہے وجہ اسکے ہر دل عزیز ہونے کی یہ ہے کہ حاتم سے مشہور شخص کی سوانح عمری کا
بیان ہے جسنے اپنی تمام زندگی کا تمام و کمال حصہ دوسرون کی حاجت روائی محتاجون کی خبرگیری عاجزون کی
مظلومون کی دادرسی مین خالصاً للہ صرف کیا اور مخلوق خدا کے رفاہ اور آرام و چین کے [لیے]
اپنی جان کو بڑے بڑے مہلکون مین ڈال دیا اس کتاب مین عجیب طرح کا لطف ہے کہ اگر سرسری نظر سے دیکھ[ے]
قصہ کا مزا ملتا ہے دل بہلتا ہے اور اگر غور و تعمق سے اسکے مطالب پر نظر ڈالے تو دو قسم کے عمدہ سبق
حاصل ہوتے ہین ایک یہ کہ انسان کیسا ہی حوادث زمانہ اور افکار مفرط مین گرفتار اور قسم قسم کے رنج و
ملال ہو اور اسکی مراد کا پورا ہونا اگرچہ دور از خیال بھی ہو مگر بدحواس اور فضل کردگار سے مایوس نہو جسطرح
اشخاص مذکورین فسانہ ہذا کیسی کیسی پریشانیون اور مصیبتون کے بعد فائز مرام ہوے
یہ بھی دست استقلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑے اور امیدوار رحمت باری تعالی رہے
دوسرے یہ کہ ہر شخص ہمت و سخاوت اور انجاح مرام غیر مین جہان تک ممکن ہو حاتم کا تتبع اختیار کرے
کہ یہ بہترین وسیلہ حصول فلاح دارین کا ہے - اجر دنیا تو یہ کہ تا ابد الآباد اسکا نام بہ نیکی قائم رہیگا
اور ثواب عقبیٰ یہ کہ خوشنودی خالق اور نعمات بہشت حاصل کریگا پس الحمد للہ کہ یہ فسانہ لاجواب
مطبع فیض منبع مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب واقع کانپور مین ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء
مطابق ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۳ھ تیرھوین مرتبہ حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر مقبول عالم ہوا